الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

فقہ السیرہ

(سوالاً و جواباً)

قسم اول + ثالث + رابع

کنز المدارس بورڈ کے نصاب کے عین مطابق

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ جڑانوالہ

استاد محترم
زاہد رضوان
مدنی صاحب

کاوش
حافظ
عبد الواسع عطاری
(درجہ خامسہ)

حافظ
محمد عدنان عطاری
(درجہ خامسہ)

<u>سوالنمبر 1 : کتاب فقہ السیرۃ کے مصنف کا نام لکھیں</u>

جواب : محمد سعید رمضان البوطي

<u>سوالنمبر 2 : مصنف کے حالات زندگی لکھیں ؟</u>

جواب : نام : محمد سعید رمضان البوطی

والد کا نام : رمضان

ولادت : آپ 1929 میں ترکی کی حدود میں جزیرہ بوطان میں واقع جلیکا بستی میں پیدا ہوے

رہائش: آپ نے 4 سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ سے دمشق کی جانب ہجرت کی

تعلیم : آپ نے سیکنڈری تعلیم معهد التوجيه الاسلامی سے حاصل کی آپ نے جامعۃ الازھراء کے کلیہ الشرعیہ سے شہادت العالیہ ماسٹر کی ڈگری 1955 میں حاصل کی

تصنیفات : لا یاتیہ الباطل . . . في سبيل الحق

القسم الاول

کیف تطورت دراستها وکیف یجب فهمها الیوم

<u>سوالنمبر 3 : کیا السنبي کے مطالعے سے عرض تاریخی واقعات پر واقفیت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں ؟</u>

جواب : نہیں ، کیونکہ اول تو تاریخی واقعات سے سیرت النبي کو سمجھنا ممکن نہیں ہے اوریا تو پھر کسی بادشاہ کی سیرت یا ماضی کے کسی زمانے کی تاریخ بن جائے گی

<u>: سوالنمبر 4 : سیرت النبي کے مطالعے سے کیا غرض ہے ؟</u>

جواب : ایک مسلمان بنیادی اصول اور قواعد کو ذھن میں رکھ کی حضور کے اسوہ حسنہ کی عملی تصویر سے اسلام کی حقیقت کی صورت دیکھے

<u>سوالنمبر 5 : سیرت النبي کے مطالعے سے کیا مراد ہے ؟</u>

جواب : یہ ایک ایسا تطبیقی عمل ہے جس کے زریعے حقیقت اسلام کا صحیح ڈھانچہ سامنے آے

<u>سوالنمبر 6 : مصنف نے سیرت النبي کو سمجھنے کے لئے جو اھداف مقرر کیے ہیں ان کو بیان کریں ؟</u>

جواب : (۱) آپ ﷺ کی ظاہری زندگی اور اس وقت کے ظاہری حالات کے برعکس آپ کی شخصیت کو نبوت کے اعتبار سے سمجھنا ۔ تاکہ یہ بات انحقق ہو سکے کہ آپ ﷺ کی ذات محض اس عبقری انسان کی طرح نہیں جس کی عبقریت اس کو اپنی قوم میں بلند کر دیتی ہے بلکہ آپ ﷺ اپنی تمام بے مثل خصوصیات سے پہلے اللہ کے محبوب رسول ہیں جن کی تائید اللہ تعالی نے اپنی طرف سے وحی اور مدد کی صورت میں نازل فرمائی ۔ : (۲) یہ کہ انسان اپنے سامنے کامیاب زندگی کے جملہ مراحل کی اعلی مثالی صورت پائے تاکہ اس سے انسان ایک دستور مرتب کرے جس پر انسان کاربند رہ سکے ۔ (۳) یہ کہ انسان رسول اکرم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ایسی راہنمائی حاصل کرے جو اس کے لیے قرآن پاک کے سمجھنے میں مددگار ثابت ہو اور قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں معاون ہو ۔ (۴) یہ کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے مسلم امہ کے لیے اسلامی ثقافت کی اعلی اقدار اور اسلامی روایات کا مجموعہ سامنے آئے جو عقائد احکام شریعت اور اخلاق عالیہ سب سے متعلق ہو ۔ ۔ (۵) . اللہ یہ کہ ایک معلم اور داعی اسلام کے لیے تعلیم وتربیت کا زندہ جاوید نمونہ حاصل ہو جس کے مطابق تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری کیا جا

<u>سوالنمبر 7 : اہداف کی روشنی میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں غور وفکر کرنے کی صورت میں کون سے مقاصد حاصل ہو سکتے فقہ السیرۃ کی روشنی میں لکھیں ؟</u>

جواب : ان میں جو سب سے اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ دین اسلام کے فہم میں سیرت نبوی کی اہمیت ہے کہ آپ کی حیات طیبہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے جملہ امور و معاملات پر حاوی ہے اور مشعل راہ ہے ۔

<u>سوالنمبر 8 : حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کن لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے فقہ السیرۃ کی روشنی میں لکھیں ؟</u>

جواب : حضور اکرم کی حیات مبارک تمام انسانوں کے لئے زندگی کے ہر پہلو میں مشعل راہ ہے چاہے وہ شخص مستقل بالذات فرد ہو

وہ معاشرے کا ایک فعال انسان ہو آپ کی حیات طیبہ سے ایک نوجوان کی زندگی کا بلند نمونہ سامنے آتا ہے جو اپنے کردار میں پختہ ہو اور اپنی قوم اور اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ امانت دار ہو اسی طرح ایک ایسے مبلغ کا بہترین نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو حکمت اور نصیحت سے اللہ تعالی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اپنے پیغام کے ابلاغ کے لیے اپنی پوری جد وجہد صرف کرتا ہے ۔ ایک ایسے سربراہ ملکت کا نمونہ واضح ہوتا ہے جو پوری حکمت سے اپنے امور سر انجام دیتا ہے ایک ایسے مثالی خاوند کا نمونہ سامنے آتا ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آتا ہے ایک ایسے فرد کا نمونہ سامنے آتا ہے اور اپنی زوجہ اور اولاد کے جملہ حقوق کو بجالاتا ہے ایک ماہر فوجی سپہ سالار اور سیاست دان کا نمونہ سامنے آتا ہے اور ایسے انسان کا نمونہ سامنے آتا ہے جو عدل سے اپنے

رب کی عبادت کرتا اور اس کی طرف یکسوئی کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور اصحاب کے ساتھ بھی پر لطف زندگی گزارتا نے

سوالنمبر 9: سب سے پہلے مسلمان ادبا اور مورخین نے چیز کو تصنیف کیا؟

جواب: مسلم ادباء نے سب سے پہلے جن تاریخی حالات و واقعات کی تدوین کی وہ سیرت نبوی ہی کے واقعات ہیں پر اسی بنیاد پر تاریخی حالات کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے حتی کہ دور جاہلیت کی وہ تاریخ جو اسلام کے آنے سے پہلے کئی ادوار میں پھیلی ہوئی تھی، مسلم مؤرخین نے اس کو اکٹھا کرنے کی طرف توجہ دی اور اس کو بھی مدون کیا

سوالنمبر 10: دور جاہلیت اور دور روشن کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے کے دور کو دور جاہلیت کا نام دیا گیا اور افضل الرسل حضرت محمد کی ولادت باسعادت اور آپ کی حیات طیبہ کو تاریخ کا روشن دور قرار دیا گیا۔

سوالنمبر 11: عرب و عجم میں سیرت النبی کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: سیرت نبوی کی تدوین کامل ایسا کارنامہ تھا جس نے سب سے پہلے جزیرۂ عرب میں اپنے اثرات مرتب کیے اور دوسرے نمبر پر پورے عالم اسلام کو اپنے دائرۂ اثر میں لے لیا مسلمانان عرب و عجم کے ہاں تاریخی واقعات کی روایت کے فن نے علمی معیار کا وہ درجہ اختیار کر لیا کہ جس پر دوسرے واقعات کی صحت و عدم صحت کو پرکھا جاتا تھا

سوالنمبر 12: سیرت النبی ﷺ کی تصنیف و تدوین کی صحت اور ترکی کی وجہ کیا تھی؟

جواب: اس فن کی ترقی اور صحت کا دار و مدار اس بات پر بھی ہے کہ مؤرخین و مدونین رسول اللہ کی نبوت پر ایمان رکھتے اور قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے تھے اور اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ان سے جواب طلبی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کام میں لغزش پر ان سے بہت سخت حساب لے گا اس یقین کی بنیاد پر مؤرخین نے سیرت نبوی اور سنت مصطفوی اپنی پوری کوشش اور جد و جہد صرف کی اور ان کو محفوظ بنایا۔

سوال نمبر 13: سیرت النبی ﷺ کی صحت کی کسوٹی کرنے (جانچ پڑتال) کے لئے علماء نے کون سے علوم وضع کیے؟

جواب: علم جرح و تعدیل مصطلح الحدیث

سوال نمبر 14: علم جرح و تعدیل کو کیوں وضع کیا گیا وضاحت کریں؟

جواب: سیرت نبوی کی تدوین کو مؤرخین نے دینی ضرورت سمجھا اور نہایت احتیاط سے صحیح روایات کو جمع کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اکرم کی سیرت اور سنت ہی قرآن مجید کے فہم کی اولین بنیاد ہیں اور پھر یہ دونوں بلند پایہ قابل عمل نمونے ہیں جن پر عمل فلاح دارین کے حصول کا باعث ہے تو علما کرام نے اس جرح و تعدیل و اصطلاح حدیث کے قواعد بنائے تاکہ اس میں تاریخی واقعات کی کسوٹی کی جائے اور سیرت و سنت کو ہر قسم کے شک و شبہات سے پاک رکھا جائے

سوالنمبر 15: پہلے سیرت النبی لکھی گئی یا سنت نبی اور کیوں؟

جواب: پہلے سنت نبی (احادیث) لکھی گئی کیوں کہ حضور نے اس کو لکھنے کا حکم دیا تھا

سوالنمبر 16: حضور اکرم نے سنت نبی کو لکھنے کا حکم کب دیا؟

جواب: جب آپ کو اپنے صحابہ پر پوری طرح اطمینان ہو گیا کہ وہ قرآن پاک کے معجزانہ اسلوب اور حدیث طیبہ کے بلیغانہ طرز میں واضح فرق کر سکتے ہیں پس اب بھی ان دونوں میں التباس نہ ہو گا

سوالنمبر 17: سیرت النبی ﷺ کو لکھنے والے شروع میں جو لوگ تھے وہ لکھیں؟

جواب: سب سے پہلے سیرت نبوی کے موضوع پر کتاب لکھنے کا اہتمام حضرت عروہ بن زبیر عنہ نے کیا پھر ابان بن عثمان نے پھر وہب بن منبہ شرحبیل بن سعد نے پھر ابن شہاب الزہری نے اس موضوع پر کتاب لکھی

سوالنمبر 18: کیا شروع کے سیرت نگاروں کی لکھی ہوئی سیرت النبی کی کتابیں اب بھی موجود ہیں؟

جواب: پہلے سیرت نگاروں نے جو کچھ لکھا وہ زمانے کے تغیرات سے تلف ہو گیا اور اس میں سے ہم تک کوئی چیز نہ پہنچی سوائے ان چند بکھری ہوئی روایات کے جن میں سے بعض طبری نے روایت کی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دیگر سیرت نگاروں نے بھی جو کچھ لکھا بھی وہب بن منبہ کے مجموعے سے لیا گیا تھا جس کا کچھ حصہ جرمنی کے شہر ہائیڈلبرگ میں محفوظ ہے۔ لیکن اس کے بعد سیرت نگاروں کا ایک ایسا: طبقہ آیا جنہوں نے پہلے طبقے کی روایات کو اپنی کتابوں میں بہتر انداز میں مدون کیا جو بحمد للہ نہایت بہترین اسلوب میں ہم تک پہنچا

سوالنمبر 19: پہلے طبقے کے بعد کے مصنفین کے نام لکھیں اور ان کی کتابوں کے نام لکھیں؟

جواب: بعد میں آنے والے سیرت نگاروں کے طبقہ میں سرفہرست محمد بن اسحاق ہیں محققین اس بات پر جمع ہیں کہ محمد بن: اسحاق نے سیرت کے موضوع پر جو کچھ لکھا وہ اس دور میں سب سے زیادہ ثقہ و معتبر شمار کیا جاتا ہے۔ ان کی کتابوں میں السیر اور المغازی' ہیں اور المغازی' من و عن ہم تک نہیں پہنچی اور پھر ابو محمد عبد الملک المعروف ابن ہشام جوان کے بعد آئے انہوں نے سیرت کے موضوع پر ایک مدلل کتاب مرتب کی جواب ابھی موجود ہے

سوالنمبر 20: ابن خلکان نے سیرت ابن اسحاق کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: ابن خلکان کہتے ہیں: کہ ابن ہشام وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی سیرت کو ابن اسحاق کی کتاب المغازی "اور'السیر'' سے جمع کیا اور اس کی تلخیص وترتیب کی یہی وہ کتاب ہے جو سیرت ابن اسحاق کے نام سے مشہور ہے

سوالنمبر 21: سیرت النبی ﷺ کے مصادر جن پہ سیرت لکھنے والوں نے اعتماد کیا ہے وہ کون سے ہیں؟

جواب: سیرت نبویہ کے مصادر جن پر مختلف طبقات کے تمام سیرت نگاروں نے اعتماد کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: (۱) قرآن مجید یہ وہ پہلا مصدر ہے جس پر حضور کی عمومی زندگی کی معرفت اور سیرت طیبہ کی معرفت اور سیرت طیبہ کی اجمالی پہچان کے لیے اعتماد کیا جاتا ہے۔ (۲) کتب احادیث یہ وہ کتابیں ہیں جنھیں ان ائمہ حدیث نے مرتب کیا جن کی صداقت ودیانت سب پر عیاں ہے۔ مثلاً صحاح ستہ موطا امام مالک مسند امام احمد وغیرہ (۳) وہ راوی جنہوں نے حضور کی حیات طیبہ کو عمومی طور پر روایت کرنے کا اہتمام کیا۔ کافی صحابہ کرام نے اس طرح کی روایات نقل کی ہیں بلکہ جو صحابی بھی کسی خاص موقع پر آپ کی معیت میں تھا اور کوئی خاص بات ملاحظہ کی تو اس نے وہ بات دیگر صحابہ کرام تک متعدد بار پہنچائی لیکن کسی صحابی نے بھی ان واقعات کو خاص ترتیب سے جمع کرنے اور مدون کرنے کا اہتمام نہیں کیا

سوالنمبر 22: سیرت نگاروں نے تاریخ مرتب کرنے اور کتب مدون کرنے میں کس طریقہ پر اعتماد کیا؟

جواب: انہوں نے اس ضمن میں علمی اصول وقواعد کی بنیاد پر ایک متعمد اور معتبر طریقہ اپنایا جسے آج تاریخ نویسی کی اصطلاح میں " المذہب الموضوعی ' کہا جاتا ہے۔

سوالنمبر 23: المذہب الموضوعی کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سیرت نگاروں اور علماء نے سیرت کے ہر واقعہ کو اصول و قواعد کی کسوٹی پر پرکھا اصول اور قواعد کی علمی کسوٹی اصطلاحات حدیث کے قواعد پر مشتمل تھی جس میں سند ومتن جرح وتعدیل میں اور رواۃ کے احوال پر مبنی اصول وضوابط موجود ہوتے۔ جب ان قواعد علمیہ پر وہ واقعات اور اخبار کو پرکھ لیتے تو پھر اس پر توقف کرتے اور اس کو مدون کرلیتے

سوالنمبر 24: سیرت نگاروں نے ذاتی رجحانات اور نفسانی خواہشات کو۔ کیوں نہیں اس میں داخل کیا؟

جواب: ان کا خیال تھا کہ ان انتہائی دقیق اور نازک علمی قواعد کی کسوٹی پر اتر کر جو تاریخی واقعہ معلوم ہوتا ہے وہ ایک مقدس حقیقت ہے اسے اپنی اصلی صورت میں ہی لوگوں کی نگاہوں کے سامنے آنا چاہیے۔ اسی طرح ان کا خیال یہ بھی تھا کہ یہ ایک بددیانتی اور ناقابل معافی جرم معاشرتی تجزیات نفسانی خواہشات جو اکثر ماحول کا انعکاس ہوتی ہیں اور تعصب کا ثمر ہوتی ہیں

سوالنمبر 25: سیرت النبی ﷺ کے مضامین میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟

جواب: ان مضامین میں آپ کا نسب مبارک، بچپن، لڑکپن جوانی کے جملہ واقعات کا ذکر منقول ہے اسی طرح آپ کے بچپن اور جوانی میں جو خارق عادت امور معجزے کی شکل میں بعثت تک رونما ہوتے رہے ان کا ذکر اور آپ کے اخلاق عالیہ اور صدق و امانت کا تذکرہ بھی موجود ہے اسی طرح نبوت کے اعلان کے بعد آپ کے ہاتھ مبارک پر جو خارق عادت کام اور معجزات اللہ تعالی نے جاری فرمائے ان کا ذکر بھی آتا ہے۔ اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے آپ نے دعوت کے جن مراحل کو طے کیا اس دوران صلح دفاع جہاد عام اور دعوت الی اللہ کے جن چیلنجز کا سامنا کیا ان کا ذکر بھی موجود ہے

سوالنمبر 26: ارادۃ الاعتقاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: علم کے ذریعے واقعات سے نتائج اور اصول ومبادی مستنبط کرکے انہیں ایک ایسے علمی قالب میں اتارنا ہے جس میں وہم اور نفسانی خواہش کا کوئی عمل دخل نہ ہو جسے ولیم جیمس جیسے ارادۃ الاعتقاد کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان قواعد میں قیاس استقرائی مختلف اقسام کے قانون التزام اور مختلف انواع کی دلالات وغیرہ شامل ہیں۔ اور اس عمل کا سیرت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ علیحدہ مستقل عمل ہے

سوالنمبر 27: نظریہ ذاتی سے کیا مراد ہے اور اس کے داعی کا نام لکھیں؟

جواب: سیرت نبوی کا مقام انیسویں صدی میں تاریخ تدوین وترتیب کے مختلف طریقے ظاہر ہوئے جن میں ایک معروضی طریقہ ہے جسے سائنسی طریقہ کہتے ہیں۔ ان جملہ طریقوں میں مشترک چیز جو سامنے آتی ہے اس پر " نظریہ ذاتی '' کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے اس نظریہ کے بڑے داعیوں میں "فرویڈ' سب سے بڑا شمار کیا جاتا ہے:

سوالنمبر 28: نظریہ ذاتی کی اس نظریہ والوں کے نزدیک اہمیت لکھیں؟

جواب: اس نظریے کے بڑے بڑے داعی اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے کہ مؤرخ تاریخی واقعات واحداث کی تفسیر وتشریح کے دوران اپنے فکری دینی یا سیاسی رجحانات میں سے! کوئی چیز شامل کر دے بلکہ اسے مؤرخ کی ذمہ داری سمجھتے ایں ان کے خیال میں مؤرخ کا کام محض خبر میں دینا اور واقعات کو جمع کرنا ہی نہیں بلکہ اس جدید نظریہ کے مطابق ان محفوظ تاریخی واقعات میں ذاتی خواہشات تعصب اور فکری تخیلات کو بھی شامل جاسکتا ہے۔ تو اس طرح اس خیالی او ہی اور ظالم نظریہ کی رو سے کتنے ہی حقائق کو مسخ کر دیا گیا کتنے واقعات تبدیل کر دیئے گئے ہوں گے کتنی عظمتیں خاک میں ملادی گئی ہوں گی گناہوں پر ظلم کیا گیا ہوگا۔

سوالنمبر 29: نظریہ ذاتی کی بنیاد کب اور کیوں رکھی گئی؟

جواب: اس مکتب فکر کی بنیاد مصر پر برطانوی تسلط کے دور میں رکھی گئی کیوں کہ برطانوی سامراج نے اگرچہ حکومت تو قائم کر لی تھی لیکن وہ غلبہ نہیں حاصل کر سکتے تھے تو اس لئے اس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اس نظریے بنیاد رکھی

سوالنمبر 30: برطانوی سامراج کے پاس مصر پر غلبہ پانے کے لیے کون سے طریقے تھے اور اس نے کون سے طریقے کو چنا؟

جواب: اول: یہ کہ جامعۃ الازھر سے امت مسلمہ کا تعلق توڑ دیا جائے اس طرح کہ امت مسلمہ پر اس کا! کوئی اثر نہ رہے۔ دوم: یہ کہ خود جامعۃ الازھر کے عملی مرکز قیادت تک رسائی حاصل کر لی جائے اور اس کی قیادت کا رخ اس طرف موڑ دیا جائے جس سے برطانیہ کے تسلط کے مصالح پورے ہوں اور اس تسلط کو قائم رکھنے کے لیے اطمینان اور استقرار حاصل ہو سکے۔ برطانیہ نے اس مسئلے کے لیے دوسرا حل اختیار کرنے میں

ذرا تردد نہ کیا اس وجہ سے کہ یہ راستہ اختیار کرنے میں منزل تک رسائی آسان تھی

سوالنمبر **31** : برطانوی سامراج نے جامعہ الازہر پے قیادت کیسے حاصل کی ؟

جواب : جامعۃ الازھر کی علمی اور فکری قیادت کے اندر گھسنے کی کوشش کی جس کا واحد راستہ یہ تھا کہ امت مسلمہ کے کمزور اور دردناک نکتے کی طرف توجہ مرکوز کی جائے جس سے پوری امت مسلمہ میں تفرق پڑھ جائے اور وہ کمزور ہو جائے تو اس مقصد کا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مصر کے بعض فکری قائدین کے دلوں میں گھس کے اس ذریعہ سے ان مفکرین کو سمجھا دیا گیا کہ مغرب نے اپنی بیڑیوں سے اسی وقت آزادی حاصل کی جب انہوں نے دین کو سائنس کے تابع کر دیا دین ایک چیز ہے اور سائنس دوسری چیز ہے اور ان دونوں کے درمیان مطابقت ؛ موافقت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب پہلے کو دوسرے کے تابع کر دیا جائے اور ائمہ عالم اسلامی واقعی اس طرح کی آزادی کا طلب گار ہے تو اسے بھی یہی راستہ اختیار کرنا ہو ! گا عالم اسلام کو دین اسلام کو اسی طرح سمجھنا ہو گا جس طرح وہاں مغرب میں عیسائیت نے سمجھ لیا اس سرگوشی کو بہت جلد ان لوگوں نے قبول کر لیا جن کی نگاہیں اور فی زمانہ جدید ترقی کے سامنے چندھیا گئی تھیں یہ ایسے مسلمان مفکرین تھے جن کے دلوں میں اللہ تعالی پر ایمان کے حقائق راسخ نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ان کے ذہنوں میں جدید علوم کے حقائق کی کوئی واضح تصور تھی

سوالنمبر **32** ؛ نظریہ ذاتی کے کیا نقصان سامنے آئے ؟

جواب : انہوں نے ہر اس عقیدۂ غیبیہ سے براءت کا اظہار کر دیا جس تک جدید سائنسی دریافتوں کی رسائی نہیں ہوئی تھی یا جو تجربہ اور انسانی مشاہدے میں نہ آ سکا۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو اقدامات کیے ان کو انہوں نے "دینی اصلاح '' کا نام دے دیا۔ متعدد امور میں نے یہ اصلاحات کیں سیرت نگاری اور اس کی تفہیم کے شعبے میں بھی انہوں نے کیں سیرت نبوی کے موضوع پر ایسی کتابیں آنے لگیں جن میں روایت مند قواعد و شروط حدیث کا معیار قائم کرنے کی بجائے ذاتی طرز استنباط اور دلی خواہش کے طریقے کو اپنایا گیا اور اس میں مؤلف کی ذاتی رغبت مخصوص اعراض و مقاصد اور مذہبی رجحان بھی شامل ہو گیا۔

سوالنمبر **33** : نظریہ ذاتی کے اعتبار سے سیرت النبی کی جو کتابیں لکھی گیئں وہ اور ان کے مصنفین کے نام لکھیں ؟

جواب : حسین ھیکل کی کتاب '' حیات محمد ' ہے۔ مصنف اپنے اس نقطہ نظر کا اظہار فخر کے ساتھ کرتے ہوئے لکھتا ہے : بے شک کتب ! سیرت اور کتب حدیث میں جو کچھ لکھا گیا ہے میں نے اس میں اسے اخذ نہیں کیا بلکہ میں نے اس بات کو ترجیح دی کہ میں یہ بحث علمی طریقہ کے مطابق پیش کروں۔ سیرت نگاری اور اس کی تفہیم کے اس جدید طریقے کا ایک نمونہ محمد فرید وجدی مرحوم کا وہ سلسلۂ مقالات ہے جو مجلۃ ' نورالاسلام 'میں '' السیرۃ المحمدیۃ تحت : ضوء العلم والفلسفہ '' کے عنوان کے تحت شائع ہوا اس میں وہ لکھتے ہیں۔ ہمارے قارئین نے دیکھا ہو گا کہ ہم سیرت نگاری کے حوالے سے چاہتے ہیں کہ ہم اعجاز اور معجزے کو بیان کرنے کے سلسلے میں بہت زیادہ تفصیل میں نہ جائیں جب تک اس کی تعلیل عام اسباب سے بغیر کسی تکلف کے ممکن ہو۔ اس جدید طریقہ کی سیرت نگاری کا نمونہ وہ بہت سی کتابیں بھی ہیں جو مشرقین نے حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق تحریر کیں ان کی یہ تحریر میں ان تاریخی کتب کے مطابق ہیں جو اس نظریہ ذاتیت پر قائم ہیں

سوالنمبر **34:** نظریہ ذاتی کی وجہ سے انہوں ان واقعات کی باطل تاویلات کیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں ؟

جواب : تمام خارق عادت واقعات جو سنت متواترہ یا واضح طور پر قرآن پاک سے ثابت تھے ان کی ایسی تاویل کی کہ جس سے یہ واقعات بالکل روزمرہ کے عام واقعات شمار ہونے لگے۔ ان واقعات کی تاویل میں انہوں نے نہایت تکلف کا بھی مظاہرہ کیا مثلا " ابابیل پرندے والی سورت فیل کی آیت جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے اس کی تاویل انہوں نے '' چیچک کے مرض '' سے کی۔ " اسراء '' معراج جس کا ذکر قرآن پاک میں بالکل واضح ہے اس کی تاویل انہوں نے سفر خواب دیکھنے سے کی۔ اس طرح غزوہ بدر میں اللہ تعالی نے فرشتوں ذریعے جو مدد نازل فرمائی اس کی تاویل کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ کی محض معنوی مدد تھی۔ طرح کی عجیب وغریب اور مضحکہ خیز تاویلات میں ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کی بعثت و ثبوت آپ پر صحابہ کے ایمان لانے اور عمومی اسلامی فتوحات کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے یہ تاویل کی ہے کہ یہ سب کچھ دائیں بازو کے خلاف بائیں بازو کی بغاوت تھی جسے اقتصادی تنازعات حصول رزق اور وسعت پسندی نے بھڑکایا اور اغنیاء خلاف فقراء کے رد عمل نے اس کو ہوا دی

سوالنمبر **35** : نظریہ ذاتی کی اسلام میں کیا حیثیت ہے اور اس کو کس نے پسند کیا نیز اس کی وجہ سے کیا نقصان ہو سکتے ہیں ؟

جواب : یہ جدید طریقہ ایک خطرناک سازش تھی جو بعض عام مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل رہی جب کہ ن منافقین اور خواہش کے پجاریوں نے اسے پسند کیا اور بہ خوشی قبول کیا۔ ان سادہ لوگوں کی آنکھوں سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی کہ جسے انہوں نے ' اسلامی عقیدہ کے معاملات میں اصلاحی انقلاب ' کا نام دیا ہے یہ ایک استعماری سازش تھی جس کا مقصد حقیقت میں عقیدہ اسلامی کو جڑ سے اکھاڑنا تھا۔ ان لوگوں سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی کہ وحی الہی جو اسلام کا سرچشمہ ہے یہ تمام خوارق اور حقائق غیبیہ میں سرفہرست ہے جو شخص سیرت نبوی میں خارق عادت چیزوں کا انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ یہ خارق عادت چیز میں قوانین فطرت اور جدید سائنس کے تجربات سے میلان نہیں رکھتیں ایسا شخص بالکل اسی دلیل کی وجہ سے وحی الہی اور اس کے ضمن میں آنے والی حشر و نشر حساب کتاب اور جنت و دوزخ سے متعلق خبروں کو بھی ماننے سے انکار کر دے گا اس طرح ان سے یہ بات بھی پوشیدہ رہ گئی کہ جو بذات خود صالح ہو اس کو کسی زمانے میں بھی کسی اصلاح کی ضرورت نہیں ہوتی

سوال نمبر 36 : عمومی طور پر سیرت نگاری اور خصوصی طور پر سیرت نگاری کی تالیف کیا ہے ؟

جواب : عمومی طور پر سیرت نگاری سے مراد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور سنت کا ذکر جو متعدد کتابوں میں غیر مرتب موجود ہے اور خصوصی طور پر سیرت نگاری سے مراد یہ ہے کہ علیحدہ طور پر آپ کی حیات طیبہ کو ایک کتابی شکل میں مرتب کرنا

سوالنمبر 37 : حضور اکرم نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس طرح پیش کیا ؟

جواب : حضور ﷺ نے اپنے آپ کو قومی یا سیاسی رہنما یا کسی مکتبہ فکر کے بانی کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ نبی مرسل کے طور پر پیش کیا

سوالنمبر 38 : خلاف عادت واقعات اور معجزات کے بارے میں سائنس کا نظریہ کیا ہے ؟

جواب : سائنسی قانون کا نظریہ وہ ہی ہے جس کو ہر صاحب علم اور عصری ثقافت سے واقف شخص جانتا ہے کہ سائنس کا معجزات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب کوئی خلاف عادت واقعہ سائنس سے ٹکراتا ہے تو وہ اس کا موضوع بن جاتا ہے جس پے غور و خوض اور تجزیہ کرنے سے سائنس کا کوئی قانون اخذ ہوتا ہے

سوالنمبر 39 : حضور اکرم نے اپنے آپ کو نبی مرسل کی حیثیت کیوں پیش کیا ؟

جواب ؛ تاکہ آپ لوگوں کی اس چیز کی جانب توجہ دلایئں جس کے ساتھ سابقہ انبیا کو بھیجا گیا اور ان ذمہ داریوں کی جانب جو انہوں نے اپنی قوم پہ ڈالیں اس وضاحت کے ساتھ کہ آپ آخری نبی ہیں

سوالنمبر 40 : حضور ﷺ نے اپنا تعارف کس طرح پیش کیا فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟

جواب : حضور ﷺ نے اپنا تعارف اس طرح کروایا کہ آپ بھی تمام انسانوں کی طرح انسان ہیں اور آپ پے بھی انسانی قانون نافذ ہوتے ہیں لیکن اللہ نے اپنے فضل سے وحی کے ذریعے چن لیا ہے اور آپ کو اس بات کا امین بنایا ہے کہ آپ تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیں تاکہ لوگ اپنی شخصیت حقیقت سے آشنا ہوجائیں

سوالنمبر 41 : قواعد کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے کا طریقہ لکھیں ؟

جواب : منطق اور عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی شخص کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہو تو اس کی زندگی کے تمام عمومی پہلووں کو سامنے رکھ کر مطالعہ کریں جس کی بنیاد پر وہ دنیا کے سامنے پیش ہوا تاکہ اس کی صداقت اور عدم صداقت کو دلائل کے زریعے پرکھا جائے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس مطالعہ سے ایسے رہنما اصول مرتب جس کے زریعے اس کے تشخص کی حقیقت واضح ہو جائے تو جب ہم حضور ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم آپ کی شخصیت کردار اور ہر چیز کے بارے میں آپ کے موقف کے بارے میں غرض آپ کی زندگی کے تمام پہلووں کا ایسے معروضی طریقے سے مطالعہ کریں جو سچائی اور باریکی کی بنیاد پے علمی طریقہ ہو جس میں روایت و سند کے قواعد و شرائط کو مد نظر رکھا جائے اور اس کے زریعے صحیح نتیجے پے پہنچا جائے تاکہ ہم حضور ﷺ کی نبوت اور وحی کی حقیقت سے آگاہی حاصل کر سکیں تو ہم معروضی تحقیق کے بعد اس نتیجے پے پہنچیں گے اور یہ بات ہم پر واضح ہو جائے گی کہ حضور ﷺ کی شریعت اور آپ کے دیے ہوئے احکام گھڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ کی جانب سے اور اللہ کی رضا کے مطابق ہم تک پہنچیں ہیں اور حضور ﷺ اللہ کی جانب سے نبی مرسل ہیں اتو آپ کی شان میں غور و فکر سے ہم ہر قسم کے وسوسوں سے نجات حاصل کر لیں گے

سوالنمبر 42 : جو شخص حضور ﷺ کی سیرت کے ان پہلووں کو چھوڑ دیتا ہے کہ جس طور پر حضور نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی کی مثال فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟

جواب : جو شخص سیرت النبی ﷺ کے ان پہلووں سے اعراض کرے جس حیثیت سے آپ دنیا کے سامنے پیش ہوئے اس شخص کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے اگر کوئی شخص چوراہے پر کھڑا ہو تو اس کے پاس ایک شخص آئے اور وہ اس کی منزل تک پہنچنے والے راستے کی رہنمائی کرے اور ہلاکت میں لے جانے والے راستے سے ڈرائے مگر وہ شخص اس کی باتوں کی طرف دھیان دینے کی بجائے اس کی شکل وصورت اس کے کپڑوں کے رنگ اور اس کے انداز گفتگو کی : طرف ہی متوجہ رہے

سوالنمبر 43: مصنف کے نزدیک جزیرہ عرب میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا راز جانے سے پہلے کن کن باتوں کا معلوم ہونا اللہ ضروری ہے ؟

جواب : مصنف کے نزدیک جزیرہ عرب میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کاراز جاننے سے پہلے جن باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہےوہ درج ذیل ہی(1): اللہ تعالی کی اس میں حکمت کیا تھی کہ آپ کی بعثت دنیا کے دیگر خطوں کی بجائے اس میں ہوئی (2) : اور دعوت اسلام کی ترویج و اشاعت دوسری قوموں سے قبل عربوں کے ہاتھوں سے کیوں ہوئی (3) : اور یہ کہ اسلام کی آمد سے قبل عربوں کے خصائص اور : طبائع کیا تھے ؟(4) : اور جس سرزمین پر آپ رہتے تھے وہاں کا اور اس کے اردگرد کا جغرافیائی محل وقوع کیا تھا ؟(5): اور جزیرۃ العرب کے اردگرد جو دیگر اقوام تھیں ان کی عادات و اطوار طبیعتیں اور تہذیبی خصائص کیا تھے ؟

سوالنمبر 44: عرب کے اردگرد کون سی قومیں آباد تھیں ؟

جواب : اور جزیرۃ العرب کے اردگرد ایرانی رومی یونانی اور ہندو وغیرہ اقوام آباد تھیں

سوالنمبر 45 : حضور ﷺ بعثت سے قبل دنیا میں کون سی قومیں عروج پر تھیں ؟

جواب : حضور ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا میں فارس اور روم کی ریاستیں بلند مرتبہ تھیں اور اس کے بعد یونان اور ہند کا مرتبہ تھا

سوالنمبر 46 : حضور ﷺ کی آمد سے قبل فارس (ایران) کی احالت لکھیں ؟

جواب : اس وقت فارس کے لوگ مختلف فلسفیانہ مذہبی نظریات رکھتے تھے ان میں سے ایک مذہب زرتشت تھا جسے حکمران طبقہ قبول کرتا تھا اس مذہب کا فلسفہ یہ تھا کہ وہ اپنی ماں بیٹی یا بہن سے نکاح کرنا فضیلت سمجھتے تھے اور ان کے حکمرانوں نے بھی اپنی بیٹی سے شادی کی تھی اور اس طرح کے خرافات اور برے اخلاق ان میں پائے جاتے تھے اور دوسرا مذہب مزکیہ تھا جس کے بارے میں امام شہرستانی کہتے ہیں کہ اس کا فلسفہ یہ تھا کہ عورتوں اور دوسرے اموال کی ملکیت میں ایک آدمی کو دوسرے آدمی کا ایسے ہی شریک ٹھہراتے تھے جس طرح آگ پانی اور چارے میں وہ ایک دوسرے کے شریک ہوتے میں اس مذہب کو ہوس کے پجاریوں میں بہت مقبولیت حاصل تھی

سوال نمبر 47: حضور ﷺ آمد سے قبل روم کی حالت کیا تھی؟

جواب: روم پر اس وقت استعماری قوت کا غلبہ تھا اس میں ایک تو دینی اختلافات تھے اور دوسرا یہ کہ شام اور مصر کے عیسائیوں سے اختلافات چل رہے تھے۔ یہ عیسائی اس وقت اپنی خواہشات اور مقاصد کی تکمیل اور اپنے مذہب ترویج کے سلسلے میں اپنی عسکری قوت اور پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ سلطنت اخلاقی و تہذیبی خستہ حالی میں کسی طور بھی ایران سے کم نہ تھی

سوال نمبر 48: حضور ﷺ کی آمد سے قبل یونان کی حالت کیا تھی؟

جواب: یونان اس وقت کلامی اور فلسفیانہ خرافات میں غرق تھا جن سے کوئی ترقی اور کوئی مفید نتیجہ نکلنا ممکن نہ تھا

سوال نمبر 49: حضور ﷺ کی آمد سے قبل ہندوستان کی حالت کیا تھی؟

جواب: ہندوستان کے بارے میں ابوالحسن ندوی نے کہا ہے کہ مؤرخین اس بارے میں متفق ہیں کہ یہ ریاست چھٹی صدی عیسوی سے ہی ہر طرح سے خستہ حال ہی رہی

سوال نمبر 50: حضور ﷺ کی آمد سے قبل عرب کی حالت کیا تھی؟

جواب: یہ خطہ اس وقت پرسکون تھا یہ تمام اضطرابات کے علیحدہ تھا۔ یہاں کے رہنے والے لوگ ایرانیوں جیسی تہذیب و تمدن! اور عیش وعشرت نہیں رکھتے تھے کہ جس کی بنیاد پر یہ فحاشی و آوارگی و اخلاقی پستی کو اختیار کرسکیں اور انہیں رومیوں کی طرح عسکری طاقت بھی حاصل نہ تھی کہ جس کی بنیاد پر یہ اپنے اردگرد کے علاقوں پر تسلط قائم کرسکیں اور ان کے پاس یونانی فلسفہ بھی نہ تھا کہ جس کی وجہ سے یہ خرافات اپناتے۔ ان کی طبیعتوں میں صاف شفاف انسانی فطرت نظر آتی اور اعلی انسانی اوصاف مثلا وفاداری بہادری و خودداری اور عفت کی۔ طرف ان کی طبیعتیں مائل تھیں۔ ان کے پاس معرفت اور راہنمائی نہیں تھی اور وہ جہالت اور اولین فطری حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور وہ اپنے شرف اور اپنے آپ کو ہر ذلت سے محفوظ رکھنے کے جذبہ کے تحت اپنی اولاد کو قتل کرتے اور اپنی سخاوت کے جذبہ کے تحت اپنے اموال تک لٹا دیتے اور اپنی انا اور ساتھی قبائلی ہمدردی کے جذبہ کے تحت ان کے درمیان خون ریزی کرتے تھے

سوال نمبر 51: حضور ﷺ کے جزیرہ عرب میں بعثت کی حکمت لکھیں؟

جواب: اس کی حکمتیں درج ذیل ہیں

(1) اگر عرب موازنہ اس وقت کی دیگر اقوام سے کیا جائے تو اہل عرب تہذیب وتمدن اور شعور سے دور ہونے کی وجہ سے معذور تھے اور دوسری اقوام تہذیب وتمدن اور ثقافت کی روشنی ہونے کے باوجود گمراہیوں اور انحرافات میں پڑی ہوئی تھیں گویا دوسری قومیں فہم و بصیرت، رکھتی تھی جبکہ عرب والے ایسی قوم تھی جو ہدایت کی محتاج تھی (2) ؛ جغرافیائی اعتبار سے جزیرۂ عرب ان اقوام کے بالکل درمیان میں واقع ہے جس کے اردگرد قومیں ترقی کر رہی تھیں(3)؛ بیت الحرام کو لوگوں کا مرکز اور امن کی جگہ بنایا ہے اور مکہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لیے عبادت اور شعائر دینی کو ادا کرنے کے لیے بنایا گیا۔ اسی وادی میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت وقوع پذیر ہوئی اور حضور ﷺ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ تو اسی لئے آپ کو یہاں ہی بھیجا گیا(4)۔ جزیرۃ العرب کی جغرافیائی حالت بھی اس جیسی دعوت کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار تھی اس لیے کہ جیسا کہ ہم نے کہا کہ عرب: اپنے اردگرد آباد مختلف قوموں کے بالکل درمیان میں واقع تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں سے پھوٹنے والی دعوت کی کرنیں اطراف تمام اقوام تک پہنچ گئی (5) حکمت الہی کا تقاضا یہ بھی تھا کہ عربی زبان ہی دعوت اسلام کی ترویج وتبلیغ کی زبان ہو اور یہی زبان کلام الہی کی اولین ترجمان اور اس کے ہم تک ابلاغ کا ذریعہ ہے

سوال نمبر 52 بعض لوگوں نے جو حضور ﷺ کی عرب میں بعثت کی حکمت بیان کی ہے وہ اور اس کا رد لکھیں؟

جواب؛ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ حکمت الہی یہ تھی کہ باطل مذاہب اور کھوئی تہذیبوں کے علم برداروں کا علاج اور ان کی ہدایت مشکل ہوتی ہے کیونکہ جو ان میں فساد ہوتا ہے وہ ان کے لیے باعث تفخر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اسے اچھی چیز سمجھتے ہیں جب کہ وہ جو ابھی بحث وتحقیق کے مرحلے سے گزرہے ہوں یہ نہ تو اپنی جہالت کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی علم ومعرفت اور تہذیب کا دعوی کرتے ہیں ایسے لوگ اپنی کوتاہیوں کا علاج کرنے اور ہدایت حاصل کرنے پر زیادہ آمادہ ہوتے ہیں (ان کے قول کا رد) ہم کہتے ہیں کہ حکمت الہی کا یہ نہیں تھی اس قسم کا تجزیہ تحلیل ان لوگوں پر صادق آتا ہے جن کی قدرت وصلاحیت محدود اور طاقت وقوت معمولی ہو حالانکہ یہ لوگ آسان اور مشکل میں فرق کرکے آسان چیز کو اپنی راحت و آرام کے لیے منتخب کر لیتے تھے اور مشکل چیز کو دشواری کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے

سوال نمبر 53: اللہ تعالی نے اسلام کی دعوت کے لئے عرب کو ہی کیوں منتخب کیا فارس یا روم کو کر لیتا جو اسباب عرب میں ہیں ان کو فارس یا روم میں پیدا فرما دیتا کیوں کے وہ تو ہر شی پے قادر ہے؟

جواب: جزیرۂ عرب کو اس مقصد کے لیے اختیار کرنے کی حکمت اس نوعیت کی تھی کہ جس کے تحت اللہ تعالی نے رسول اللہ کو ''امی'' بنا کر بھیجا۔ جس نے اس دنیا میں نہ کوئی بھی چیز پڑھی ہو اور نہ کچھ تحریر کیا ہو تاکہ لوگوں کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے

اور جب یہ لوگ اسلام کی دعوت کا ظہور کسی ایسی قوم میں دیکھتے جو تہذیب و تمدن اور فلسفہ و تاریخ میں ایک مقام رکھتی ہو جیسے ایران یونان یا روم کی سلطنتیں تو ایسی صورت میں کوئی فتنہ انگیز جھوٹا یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ تو تہذیبی تجربات اور فلسفیانہ افکار کا ہی سلسلہ ہے جس نے بالآخر اس بے مثال تہذیب اور کامل شریعت کو وجود بخشا ہے

سوال نمبر 54: اللہ نے رسول ﷺ کو امی بنا کر کیوں بھیجا؟

جواب: حضور ﷺ کو امی بنا کر اس لئے بھیجا کہ اگر وہ لوگ نبی اکرم کو پڑھا لکھا سابقہ کتابوں پر مطلع قدیم اقوام کی تاریخ سے آگاہ اور قرب وجوار کی تہذیبوں سے واقف دیکھتے۔ تو اس صورت حال میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے اور یہ کہ حضور ﷺ جس قوم میں ظاہر ہوں اس قوم کی اکثریت بھی امی ہو تاکہ نبوت کا معجزہ صلی اللہ اور شریعت اسلامیہ ذہنوں میں پوری طرح واضح ہو جائے جس وجہ سے اس دعوت اور دیگر مختلف انسانی دعوتوں کے درمیان کچھ التباس نہ رہے۔

سوالنمبر **55**: حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے حدیث فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: حضور کا ارشاد ہے: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے کہ جس طرح کسی شخص نے ایک عمارت تعمیر کی اور اس کی خوب تزئین و آرائش کی ہو لیکن اس عمارتکے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو پس لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اور اس کی خوب صورتی پر تعجب کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی پس میں وہ میں آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبین ہوں

سوالنمبر **56** تمام نبیوں کی دعوت میں تعلق بیان کریں؟

جواب: حضور ﷺ اور تمام انبیا کی دعوت میں گہرا تعلق ہے بس فرق اتنا سا ہے کہ ہر نبی کی دعوت دو چیزوں پر مشتمل تھی

{(1) عقیدہ (2) شریعت

عقیدہ تو تمام انبیا نے ایک ہی بیان کیا اور نے نبی کے آنے کی خوشخبری دیتا رہا جبکہ شریعت نے نبی آنے کے بعد پہلے کی منسوخ ہو جاتی تھی لیکن حضور ﷺ کی شریعت دائمی ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں

سوالنمبر **57**: انبیاء جو عقیدہ بیان کرتے تھے اس میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں؟

جواب: اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان رکھنا اس کو ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ جاننا اور آخرت کے دن پر حساب وکتاب پر اور جنت و دوزخ پر ایمان رکھنا۔ ہر نبی اپنی قوم کو انہیں امور دعوت دیتا رہا

سوالنمبر **58**: تمام نبیوں نے ایک ہی عقیدے کی طرف دعوت دی اس پہ دلیل بیان کریں؟

جواب: اس کی دلیلیں دج ذیل ہیں (1) کہ اللہ عزوجل نے فرمایا (شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذي أوحينا إليك وما وصينا به إبرهيم وموسى وعيسى أن اقيموا الدين ولا تتفرقوا فية)

ترجمۂ کنز العرفان؛ اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسی کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو (2) اور دوسرا یہ کہ اس بات کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا عقیدے کے ضمن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتیں مختلف ہوں کیونکہ یہ بات غیر معقول ہے کہ ایک نبی کو اس لیے مبعوث کیا گیا ہو کہ وہ لوگوں کو یہ تبلیغ کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالی تین خداؤں میں سے ایک ہے حالانکہ اللہ تعالی اس سے پاک ہے اور پھر دوسرا نبی دوسری جگہ پر مبعوث کیا گیا ہو اور وہ تبلیغ کرے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک اس طرح عقیدے کے ضمن میں مختلف باتیں کیسے ہوسکتی ہیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیا نے ہی عقیدے کی طرف دعوت دی

سوالنمبر **59**: شریعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت سے مراد یہ ہے کہ کسی معاشرے کی اجتماعی و انفرادی زندگی کے نظم ونسق کی بہتری کے لیے کچھ احکام لاگو کرنا

سوالنمبر **60**: ہر نبی کی شریعت مختلف ہوتی ہے مثالوں سے بیان کریں؟

جواب: اسکی مثال درج ذیل ہیں

کہ حضرت موی علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل کے اس وقت کے حالات کے مطابق ان کی شریعت سخت تھی جو رخصت کی بجائے عزیمت کی بنیاد پر قائم تھی پھر جب بنی اسرائیل میں حضرت عیسی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو انکی شریعت حضرت موئ علیہ السلام کی بہ نسبت بہت آسان اور نرم تھی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنی قوم سے خطاب فرماتے ہیں قرآن کریم میں آپ کے قول کو یوں بیان کیا (ومصدقا لما بين يدي من التورة ولأحل لكم بعض الذي حرم عليكم)

ترجمۂ کنز العرفان

اور مجھ سے پہلے جو توریت کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے ! والا بن کر آیا ہوں اور اس لئے کہ تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں ؛حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی) اس بیان میں حضرت عیسی علیہ السلام نے واضح فرمادیا اکہ عقیدے کے متعلق جن امور ہیں کی وضاحت تورات میں ہے میں اس کی تصدیق و تائید کرتا ہوں لیکن شرعی احکام اور حلال و حرام سے متعلق جو امور ہیں ان میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے اور کچھ احکام جن میں سختی تھی ان میں آسانی پیدا گئی تو اس سے معلوم ہوا کے ہر نبی کی شریعت مختلف ہوتی ہے

سوالنمبر **61**: ہر نبی کی شریعت مختلف کیوں ہوتی تھی؟

جواب: زمانے کے حالات کی ترقی اور اقوام واقوں کا اختلاف شرعی احکام میں تغیر و تدل کا باعث بنتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کی بنیاد لوگوں کے دنیوی و اخروی مصلحتوں پر مبنی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کسی نہ کسی خاص امت اور قوم کی طرف ہوئی جس وجہ سے احکام شریعت ہر قوم اور ہر امت کے خاص حالات کے مطابق رہے

سوالنمبر **62**: سماوی دین مختلف ہیں یا نہیں تو انبیا نے کس دین کی طرف بلایا بدلیل لکھیں؟

جواب: سماوی اور دین حق ایک ہی ہے اور اسی کی تمام انبیا نے دعوت دی ہے اور وہ دین اسلام ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں

(1) ومن يرغب عن ملة إبرهم إلا من سفه نفسه - ولقد اصطفينه في الدنيا وإنه في الآخرة لمن الصلحين (١٣٠) إذ قال له ربه أسلم - قال أسلمت لرب العلمين (١٣١) ووصى بها ابرهم بنيه ويعقوب - يبني إن الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن إلا وأنتم مسلمون)

ترجمہ کنزالعرفان

اور ابراہیم کے دین سے وہی منہ پھیرے گا جس نے خود کو احمق بنا رکھا ہو اور بیشک ہم نے اسے دنیا میں چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارا خاص قرب پانے والوں میں سے ہے۔ یاد کرو جب اس کے رب نے اسے فرمایا فرمانبرداری کر، تو اس نے عرض کی: میں نے فرمانبرداری کی اس کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اورابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا ہے توتم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

سوالنمبر 63 : دین اسلام کس طرح کی شریعت ہے ؟

جواب : دین اسلام نرم اور آسان شریعت ہے یہ وہی شریعت حنیفیہ جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر مبعوث ہوئے

سوالنمبر 64: دین اسلام دین حنیف ہی ہے دلائل لکھیں ؟

جواب : اسکے دلائل درج ذیل ہیں دین اسلام دین ابراہیم ہی ہے اس کی وضاحت رب تعالی نے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے

ارشاد باری تعالی ہے (و جاهدوا في الله حق جهاده - هو اجتبكم و ما جعل عليكم في الدين من إحرج ملة أبيكم إبرهيم - هو سمكم المسلمين) :

ترجمہ کنزالعرفان !

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا اس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ہے۔اس نے تمہیں منتخب فرمایا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی جیسے تمہارے باپ ابراہیم کے !دین (میں کوئی تنگی نہ تھی)۔ اس نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (قل صدق الله فاتبعوا ملة إبرهيم حنيفا وما كان من المشركين)

ترجمہ کنزالعرفان

اے محبوب ! تم فرماؤ ، اللہ نے سچ فرمایالہٰذا تم ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سوالنمبر 65 : عرب کس کی اولاد سے ہیں اور حضور بعثت سے پہلے وہ کس شریعت پے تھے ؟

جواب : عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جن تعلیمات کے ساتھ مبعوث ہوئے وہ ان کو وراثت میں ملی تھیں

سوالنمبر 66 : دین ابراہیم میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں ؟

جواب : دین ابراھیم میں توحید عبادت الہی اللہ تعالی کی حدود کی پاسداری محرمات کی تقدیس بیت اللہ کی تعظیم شعائر اللہ کا احترام اور خانہ کعبہ کی خدمت و دربانی وغیرہ شامل تھیں

سوالنمبر 67 : کیا عرب ہمیشہ دین ابراہیم پر ہی رہے ؟

جواب : عرب دین حنیف پے تھے لیکن صدیاں اور کافی عرصہ گزر جانے کے بعد توعربوں کی اس وراثت علمی و دینی میں باطل اور گمراہ کن رسومات گھس آئیں جس طرح ہر قوم اور ہر قبیلے کا مسئلہ رہا ہے کہ مرور زمانہ سے جب ان میں جہالت و گمراہی داخل ہو جاتی ہے اور جب ان کی صفوں میں گمراہ اور برے لوگ گھس آئے تو ان میں شرک داخل ہوگیا اور وہ بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان میں باطل رسومات اور برے اخلاق نے جنم لیا لیکن اس کے علاوہ تھوڑی تعداد ان لوگوں کی موجود تھی جو ابھی تک عقیدۂ توحید اور دین حنیفیہ سے پوری طرح وابستہ تھے۔ یہ بعث بعد الموت روز حشر کی تصدیق کرتے اور یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالی اطاعت گزار کو اجر وثواب عطا کرتا ہے اور گناہ گار کو جزاء وسزا سے ہمکنار کرتا ہے اور عربوں میں پائی جانے والی بت پرستی اور فکری ودینی گمراہی کو ناپسند کرتے تھے

سوالنمبر 68 : زمانہ جاہلیت میں جو لوگ دین حنیف قائم تھے ان کے نام لکھیں ؟

جواب : دین حنیف پر کار بند رہنے والے ان چند لوگوں میں قیس بن ساعدۃ الایادی رکاب آشنی اور بحیرا راھب ہیں اور دیگر کئی لوگ بھی شامل ہیں

سوالنمبر 69 : عرب میں بتوں کی پوجا کرنے کی بنیاد کس نے رکھی ؟

جواب : عمرو بن لحی نے

سوالنمبر 70 : کیا کسی ہندو کی مشابہت کسی کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے ؟ بدلیل بیان کریں

جواب : نہیں کسی کی مشابہت بھی نقصان دہ نہیں ہو سکتی

دلیل ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ ہم کو اکثم بن جون الخزاعی سے فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: اے اکثم ! میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے اس سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے تم ہو اکثم نے عرض کیا: یارسول اللہ !کیا اس کی مشابہت میرے لیے نقصان دہ ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں ! تم صاحب ایمان ہو اور وہ کافر تھا سب سے پہلے اس نے دین اسماعیل کو بدلا اس نے بت نصب کیے اور بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام مقرر کیا

سوالنمبر 71 : عرب کے لوگوں میں شرک کیسے داخل ہوا پورا واقعہ لکھیں ؟

جواب : ایک دفعہ عمرو بن لحی بھی مکہ سے شام کی طرف کسی غرض سے جب وہ ارض بلقاء کے "مآب " نامی مقام پر پہنچا جہاں عملاق یاعملیق بن لاؤذ بن سام بن نوح کی اولاد قوم عمالیق آباد تھی تو اس نے اس قوم کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا : یہ کیا ہیں جن کی میں تمہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اگر ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہم پر بارش برسا دیتے ہیں اور ہم ان سے مددطلب کر تے ہیں تو یہ ہماری مددکرتے ہیں تو اس پر عمرو بن لحی نے ان سے کہا کہ کیا تم ایک بت مجھے نہیں ا دیتے کہ میں اس کو عرب کی سرزمین میں لے جاؤں اور اہل عرب اس کی عبادت کریں ؟ پس انہوں نے اس کو ھبل نامی بت دے دیا جسے لے کر وہ مکہ پہنچا اور یہاں نصب کر دیا اور لوگوں کو اس کی عبادت اورتعظیم کا حکم دیا ۔ اس طرح جزیرہ عرب میں بتوں کی عبادت کا تصور اور شرک پھیلا پس اس سبب سے وہ اپنے آبائی عقیدہ توحید سے دور ہو گئے

<u>سوالنمبر **72** : زمانہ جاہلیت میں عرب کون سا تلبیہ پڑھتے تھے ؟</u>

جواب : (لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك الا شریك هولك تملك وما ملك) ۔ اے اللہ ! میں حاضر ہوں ! م یں حاضرہوں ! میں حاضر ہوں ! تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تیرا ہے تو اس کا مالک اور تو ان چیزوں کا بھی مالک ہے جن کا وہ مالک ہے اجیسا کہ ابن ہشام نے نقل کیا کہ وہ پہلے تو اللہ تعالی کی تو حید کا اقرار کرتے اور پھر اپنے بتوں کو بھی اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ شریک بنالیتے لیکن وہ اللہ تعالی ہی کو ان سب کا مالک بناتے۔

<u>سوالنمبر **73** : عربوں کی زندگی کو مختصر بیان کریں ؟</u>

جواب : عربی لوگ انہی شعائر حنیفیت کے زیراثر زندگی گزار رہے تھے جن شعائر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر مبعوث ہوئے ۔ عربوں کی ازندگیاں عقیدۂ توحید اور ایمان و ہدایت کے نور سے معمورتھیں پھر عرب اس حق سے آہستہ آہستہ دور ہوتے چلے گئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ شرک اور کفر کی گمراہیوں اور جہالت کے گھپ اندھیروں میں گھستے چلے گئے ۔ ان کے پاس قدیم حق کے جو اصول تھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں بھی آہستہ آہستہ کمزوری آتی گئی ۔ اس طرح ان میں اس حق کے اللہ اجو معاون لوگ تھے ان کی تعداد بھی کم ہوگئی ۔ خاتم الانبیاء حضرت محمدﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی دین حنیفیت کی وہ شمعہ نئے سرے سے روشن ہوئی تو وحی الہی نے ان کی ضلالات کو مٹا دیا اور اس کی جگہ ۔ ایمان اور توحید کی شمعہ کو روشن کیا اور عدل وانصاف اورحق کے ابنیادی اصول فراہم کیے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اصول و مبادی لے کر آئے اور دیگر شریعتوں میں سے جو تعلیمات اس وقت تک صحیح حالت میں باقی رہ گئی تھیں وحی الہی نے ان کی بھی تاکید و تائید کی اور دوبارہ ان کی طرف دعوت دی

<u>سوالنمبر **74** : حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں کی حالت کے بارے میں تو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ تو ایک واضح چیز ہے پھر اس کو یہاں بیان کرنے میں تو وقت کا ہی ضیاع تھا اس کو کیوں بیان کیا ؟</u>

جواب : جی ہاں یہ تو واضح ہے لیکن اس کو بیان کرنے کی وجوبات درج ذیل ہیں (1) کیونکہ بعض لوگ محض اپنے دلوں میں بعض خواہشات اور ارادوں کے پیدا ہونے سے ہی اپنے اعتقادکو کمزور کر لیتے ہیں ۔ اور اس طرح کے لوگ بھی موجود ہیں جنھوں نے اپنی عقلوں کو فکری غلامی کی بیڑیوں میں جکڑ رکھا ہے

(2) بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے تھوڑا قبل جاہلی معاشرے میں مثالی بیداری پیدا ہو گئی تھی جو قابل تقلید تھی ۔ اور عربوں کے منکرین میں شرک بتوں کی پوجا کے مظاہر اور ان سے منسلک دیگر خرافات جاہلیہ سے بیزاری پیدا ہوگئی تھی اور اس بیداری میں عروج حضرت محمد ﷺ بعثت اور آپ کی دعوت سے پیدا ہوا (3) اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عربوں کے ہاں جو رسوم و رواج تقالید روایات اور عقائد غیبی معروف تھے جب حضور ﷺ ان کو پوری طرح ختم نہ کر سکے تو ان کو دین کو دین کا نام دیا اور ان کا اظہار اس طرح کیا گو یا کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہی حکم آیا ہے ۔

<u>سوالنمبر **75** : ومعنى هذه الدعوة كما لا يخفى عليك أن تاريخ الجاهلي</u>

<u>اس عبارت میں بیان کردہ عقیدہ اور اس کا رد بیان کریں ؟</u>

جواب : عقیدہ:

ان کا عقیدہ یہ تھا زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ جاہلی تاریخ میں توحید کے حقائق کی آگاہی اور ہدایت میں اضافہ ہوتا رہا ۔ یعنی وہ جوں جوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے دور ہوتے گئے اور حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان جتنی صدیاں حائل ہوتی رہیں یہ عرب اتنے ہی آپ ﷺ کی دعوت کے قریب ہوتے جارہے تھے حتی کہ یہ قرب اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ گیا جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی

رد

تاریخ تو اس کا برعکس ثابت کرتی ہے اور اس کا مفہوم تو (الف با) کے مفہوم کی طرح واضح ہے کیونکہ ہر باحث اور آزادانہ نظریہ رکھنے والا جانتا ہے کہ جس زمانے میں حضرت محمد رسول اللہ مبعوث ہوئے یہ زمانہ دور جاہلیت کے دوسرے زمانوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات سے دور ہٹا ہوا تھا ۔ آپ کی بعثت کے وقت عربوں میں حنیفیت کی جو تقالید باقی رہ گئی تھیں مثلا بتوں سے کراہت ان کی پرستش سے اجتناب اور بعض فضائل و مکارم کی طرف رغبت جنہیں دین اسلام انے باقی رکھا یہ شعائر و اقدار چند صدیاں پہلے جس طرح واضح طور پر ان میں موجود تھے اب اس کا دسواں حصہ بھی باقی نہ تھا لیے اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تو اس صورت میں آپ ﷺ کی بعثت کئی صدیاں اور کئی نسلیں پہلے ہونی چاہیے تھی

<u>سوالنمبر **76** : اما اناس آخرون فقد طاب</u>

<u>اس عبارت میں بیان کردہ عقیدہ اور اس کا رد بیان کریں ؟</u>

جواب : عقیدہ:ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ نے عربوں میں پائے جانے والے عقائد غیبی کو ختم کرنے کی بجائے ایک ایسے خدا کی ذات کو متعارف کروایا جو ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس لیے عرب کے باشندے اسلام کے آ جانے کے بعد بھی جادو جن اور ان سے مماثلت رکھنے والے دیگر عقائد پر کار بند رہے جس طرح یہ اسلام کی آمد سے قبل خانہ کعبہ کے طواف اس کے تقدس اور اس کے شعائر ومناسک ادا کر نے پر کار بند تھے ۔ یہ لوگ اپنے اس دعوی کو دومفروضوں کی صورت پیش کرتے ہیں اور ان میں غلطی کا تصور بھی کرتے ہیں ۔ پہلا مفروضہ کہ حضرت محمد نبی نہیں تھے دوسرا مفروضہ ۔

عہد ابراہیمی کے باقی ماندہ یہ سب شعائز و تقالید عربوں نے خود ایجاد کی تھیں اور زمانہ گزرنے کے ساتھ انہوں نے خود ہی گھڑ لیے تھے اور وہ کہتے تھے خانہ کعبہ کا احترام اس کی تقدیس یہ حضرت ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے آثار میں سے نہیں تھے بلکہ یہ چیز عربی ماحول کی پیداوار تھی اور یہ ان جملہ تقالید میں سے تھی ان دونوں مفروضوں کو ہر قسم کے ضعف اور کمزوری سے محفوظ رکھتے ہوئے یہ لوگ ان تمام دلائل اور بڑے بڑے تاریخی حقائق سے آنکھیں بند کرلیتے ہیں جو ان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں یا ان کا بطلان وفساد ظاہر کرتے ہیں۔ جب کہ یہ ایک معلوم بات ہے کہ حقیقت تک شک یہ واضح ہے کہ اس قسم کی تحقیق بے کار اور مضحکہ خیز ہے پس ہمارے لیے کسی طور بھی ممکن نہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے مختلف دلائل مثلاوحی معجزۃ قرآن آپ ﷺ کی اور دیگر سابقہ انبیاء کی دعوتوں میں مطابقت اور آپ کے اخلاق و اوصاف سے چشم پوشی کرلیں محض اس مفروضہ کو تسلیم کرنے کے لیے کہ حضرت محمد نبی نہیں تھے۔ اسی طرح ہمارے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ اس تاریخ سے ہی صرف نظر کرلیں کہ جس سے (واضح ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی طرف سے وحی کے مطابق کی تھی اور اس حقیقت سے انکار کردیں محض یہ مفروضہ تسلیم کرنے کے لئے وہ لوگ جو اس قسم کا خیال رکھتے اور دعوی کرتے ہیں وہ اپنے اس دعوی پر کسی نوعیت کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے ایسے لوگ محض اس قسم کے تصورات بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے خوب صورت عبارات میں بیان کرتے ہیں

<u>سوالنمبر **77** : مصنف نے کہا کہ جو لوگ حضور کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حضور عرب کے لوگوں میں تقالید کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے تو اس کو دین کے رنگ میں رنگ دیا ایسا دعوہ کرنے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی تو اس کی وضاحت مثال کے ذریعے فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں؟</u>

جواب: اس سلسلہ میں مشہور انگریز مستشرق حبیب کی کتاب (مذہبی فکر کی بنیاد) کو مثال کے طور پر پیش کیا جس میں اندھی تقلید کے اثرات اور اس میں مبتلا شخص کس طرح اپنی عزت جیسی خصوصیت سے لاتعلق ہوجاتا ہے اور روشن حقائق کے سامنے اندھا بہرا بن جاتا ہے اس کا نظریہ یہ ہے اسلام کی عسکری بنیاد عربوں کے پرانے عقائد اور افکار غیب پر قائم ہے پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ان میں غور وفکر کیا اور ان میں سے جن میں کچھ تغیر و تبدل کرسکتے انہیں تبدیل کیا اور باقی ماندہ عقائد و افکار کو دین اسلام کا لبادہ اوڑھا دیا اور انہیں سے دیگر افکار اور مذہبی رسومات ایجاد کرلیں۔ اس وقت سب سے بڑی مشکل جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ اس مذہبی زندگی کا نمونہ نہ صرف عربوں کے لیے ہو بلکہ تمام اقوام وقبائل کے لیے بھی یہ قابل عمل ہو تو انہوں نے اس کیلئے قرآن کے راستہ کو اختیار کیا تو اس کتاب کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حبیب نے اپنے کسی بھی دعوے پر کوئی دلیل نہیں دی اور اپنی عملی صلاحیتوں کے بدلے دیگر وہم اور خیالات فاسدہ کی روشنی میں اپنے خیالات و افکار مرتب کرتا رہا

<u>. سوالنمبر **78** : حبیب نے عربی کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے کیا قارئین اس کو حقارت کی وجہ سے رد کردیں گے تو اس نے کیا کیا؟</u>

جواب: اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا بے شک وہ افکار جو ان فصول میں بیان کیے گئے ہیں یہ مصنف کے دماغ کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ اس مفکرین کی ایک جماعت اور بڑے بڑے مسلمان مصنفین اس کے افکار پیش کرچکے ہیں جن کے ناموں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا

<u>سوالنمبر **79** : حبیب نے بطور حوالہ جو کتاب پیش کی اس کا نام لکھیں؟</u>

جواب: حبیب نے بطور حوالہ شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ البالغہ بطور دلیل پیش کی

<u>سوالنمبر **80** : حبیب نے جو عبارت ذکر کی وہ تحریر کریں نیز آپ بتائیں کہ کیا یہ عبارت درست ہے؟</u>

حضور ﷺ کی بعثت دو بعثتوں پر مشتمل تھی آپ کی پہلی بعثت بنی اسماعیل کی تھی اس بعثت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی شریعت کی بنیاد ان شعائر عبادات اور معاملات کی طرز پر ہو جو ان کے ہاں پائے جاتے ہیں کیونکہ شریعت ان کے ہاں پائی جانے والی عبادات وعادات کی اصلاح کا نام ہے نہ کہ ان کو بالکل غیر معروف چیزوں کے مکلف کرنے کا۔

یہ عبارت درست نہیں ہے حسب منشاء اس عبارت میں تحریف کی اور اس نے صرف اتنی ہی عبارت پر اکتفاء کیا کہ جس سے معنی اور مقصد بدلا جاسکتا تھا حتی کہ اس نے شاہ ولی اللہ کی طرف وہ بات منسوب کردی جس سے آپ بالکل بری تھے

<u>سوالنمبر **81** : شاہ ولی اللہ کی کتاب میں مذکور کی عبارت لکھیں؟</u>

حنفیت اسمائیل کے ساتھ مبعوث ہوئے تاکہ اس میں پیدا ہو۔ والی کجی کو دور کریں اس میں پائی جانے والی تحریف کا ازالہ کریں اور اس شریعت کی اشاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ملۃ ابیکم ابراھیم)

ترجمہ کنز الایمان:

پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی

۔ جب معاملہ اس طرح ہے تولازم اس ملت کے اصول وطرق مقرر ہوں۔ نبی اکرم جب ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جس میں سنت راشدہ کے بقایا جات موجود تھے تو ان میں کسی تغیر وتبدل کی کوئی گنجائش نہ تھی بلکہ انہیں باقی رکھنا واجب تھا کیونکہ یہ چیز ان کے نفوس سے زیادہ مانوس تھی اور ان کے لیے بہت مضبوط حجت کے طور پر قائم تھی۔ اور لوگ اپنے باپ اسماعیل علیہ السلام کے طریقے پر قائم تھے اور ان کی تربیت پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ عمرو بن لحی نے اپنی اس رائے کو اس میں داخل کردیا جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس نے بتوں کی پوجا کو رواج دیا بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے اور ان کے کان چیرنے کے طریقے کو رائج کیا اس وقت دین میں فساد اور پیدا ہوا۔ صحیح اور غلط چیزیں خلط ملط ہوئیں اور ان پر جہالت شرک اور کفر کا غلبہ ہوگیا پس ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ ان کی درستگی اور اصلاح کردیں تو حضور ﷺ نے ان کی شریعت کو دیکھا اس میں جو چیزیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقے سے تھیں ان کو باقی رکھا اور جو ان کی تقالید تھیں یا شرکیہ عقیدہ تھا اس کو باطل قرار دے دیا

<u>سوالنمبر **82** : اگر حبیب نے ان کی عبارت میں تحریف ہی کرنی تھی تو اس نے حوالہ کیوں پیش کیا؟</u>

جواب: تاکہ کوئی بھی قاری اپنے آپ مشقت میں ڈالتے ہوئے اصل کتاب سے اور وہ اس بات پر مطمئن ہوگیا

القسم الثالث

سوالنمبر 83:حضرت آدم سے لے کر حضور ﷺ تک دعوت کے کتنے مراحل گزرے ہیں اور ان کی مدت بیان کریں ؟

جواب:حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں دعوت کے تین مراحل گزرے ہیں

(1)خفیہ دعوت جو تین سال تک جاری رہا

(2)اعلانیہ دعوت صرف زبان سے ہی جو ہجرت تک جاری رہا

(3)اعلانیہ دعوت جس کے ساتھ سرکشوں اور جنگ کا آغاز کرنے والے حملہ آوروں سے جہاد اور انکی سرکوبی کرنے کا سلسلہ جاری ہوا جو صلح حدیبیہ تک جاری رہا

(4)اعلانیہ دعوت جس کے ساتھ ملاحدوں اور بت پرستوں سے کھلا جہاد شروع ہوا اور دعوت اسلام میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں اور تبلیغ کے باوجود اسلام قبول نہ کرنے والوں سے جہاد کا سلسلہ شروع ہوا

سوالنمبر 84:دعوت کے پہلے مرحلے (پوشیدہ) کا حال بیان کریں ؟

جواب : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم پر لبیک کہا تو آپ نے بندوں کو ایک خدا کی طرف بلانا شروع کیا اور بتوں کو ترک کرنے کا کہا لیکن آپ صلی اللہ وسلم چپکے سے اس کی طرف بلا رہے تھے ، اور صرف اپنے قرابت والوں اور رشتہ داروں کو دعوت دے رہے تھے اس دور میں دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تقریبا چالیس مرد ور عورتیں اسلام میں داخل ہوئے ، ان میں عام لوگ ، غریب ، غلام شامل تھے

سوالنمبر 85 : اسلام کے شروع میں اسلام لانے والے کون سے لوگ تھے ان کے نام لکھیں ؟

جواب : ان کے نام درج ذیل ہیں خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ، علی بن ابی طالب ، زید بن حارثہ ، ان کے آقا اور ان کا منہ بولا بیٹا ابو بکر بن ابی قحافہ ، عثمان بن عفان ، الزبیر بن العوام ، عبدالرحمن بن عوف ، اور سعد ابن ابی وقاص اور دیگر ، خدا ان سب سے راضی ہو

سوالنمبر 86 : حضور ﷺ اسلام لانے والے مسلمانوں کی تربیت کہاں کرتے تھے ؟

جواب : حضور ﷺ نے مسلمانوں کی تربیت کے لئے زید بن ارقم کے گھر کا انتخاب کیا رہنمائی اور تعلیم کی ضروریات کے لیے وہاں ان سے ملاقات کرتے تھے

سوالنمبر 87 : کیا حضور کے خفیہ دعوت کا مقصد اپنی جان کی حفاظت کرنا تھا ؟

جواب : پوشیدہ دعوت کا مقصد جان کی حفاظت کرنا نہیں تھا کیونکہ حضور ﷺ کو یقین تھا کہ جس خدا نے آپکو بھیجا ہے اور دعوت کے ساتھ کا حکم دیا ہے تو وہ آپ کی حفاظت کرنے پر قادر ہے اور لوگوں سے اس کی حفاظت کر سکتا ہے ، البتہ اگر اللہ تعالی نے اسے پہلے دن سے ہی یہ اعلانیہ دعوت کا حکم دیا جاتا تو آپ اسے دریغ نہ کرتے ۔

سوالنمبر 88 :اللہ نے حضور ﷺ کو دعوت کا حکم کن الفاظ سے دیا بیان کریں ؟

جواب : اللہ تعالی نے فرمایا (یا أیھا المدثر . قم فأنذر)

سوالنمبر 89 : الہام کسے کہتے ہیں ؟

جواب:رسولوں کی طرف وحی کرنے کی ایک قسم ہے

سوالنمبر 90:اسلام کو پوشیدہ رکھنے میں حکمت کیا تھی ؟

جواب : (1) اللہ نے حضور ﷺ کے دل میں الہام کیا کہ پہلے زمانے میں دعوت پوشیدہ ہونی چاہیے

(2) پہلے حضور ﷺ اپنے قریبی لوگوں کو دعوت دیں اور وہ اسلام لے آئیں

(3) یہ کہ دعوت دینے اور تبلیغ کرنے والوں کی رہنمائی کرنا اس بات پہ کے وہ اپنے ظاہری اسباب کے مطابق کام کریں کیونکہ جہاں دعوت کو پوشیدہ رکھنے کا مقام ہو وہاں جہر جائز نہیں جہاں جیسا مقام ہو ویسی ہی دعوت دی جائے

(4) یہ سیاست کہ قبیل سے تھا اور حضور ﷺ اس وقت نبی نہیں بلکہ امام کی حیثیت سے دعوت دے رہے تھے

سوالنمبر 91 : جہری دعوت دینے یا جہاد سے نقصان کا اندیشہ ہو تو حکمت کا راستہ کیوں اختیار کیا جاتا ہے اختیار کیا ۔ السیرہ کی روشنی لکھیں ؟

جواب : فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر مسلمان تعداد میں کم ہوں یا کمزور ہوں ، اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ان کو دشمنوں کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر قتل کر دیا جائے گا ، اگرچہ وہ متفقہ طور پر اپنے دشمنوں سے لڑیں ۔ تو یہاں تحفظ کی وجہ سے رکا جائے گا العزبن عبد السلام فرماتے ہیں کہ اس طرح کے جہاد میں مشغول ہونا حرام ہے ، کہتے ہیں : " اگر فتح کا امکان نہ ہو اور شکست کی علامات ہوں تو رکنا واجب ہے ، کیونکہ اس سے کافروں کے دلوں کو ٹھنڈا ہوگا

ور مصنف کہتے ہیں کہ جان کی حفاظت کرنا یہ صرف ظاہری صورت ہے جہاں تک معاملے کی حقیقت کا تعلق ہے تو یہ درحقیقت دین کا مفاد ہے جیسا کہ مذہبی مفاد کا تقاضا ہے ۔ کہ مسلمانوں کی روحیں صحت مند رہیں تاکہ وہ آگے بڑھنے اور دوسرے میدانوں میں جدوجہد کر سکیں۔ میدان بصورت دیگر، ان کی تباہی کو خود مذہب کو نقصان پہنچانا اور کافروں کو اس خطے میں داخل ہونے کا راستہ سمجھا جاتا ہے جو ان کے سامنے بند تھا۔

سوالنمبر92:سیرت بتاتی ہے کہ جو لوگ اس مرحلے پر اسلام میں داخل ہوئے وہ زیادہ تر غریبوں، کمزوروں اور غلاموں سے تھے، تو اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب:(1)تمام انبیا کی دعوت کو قبول کرنے والے غریبوں، کمزوروں اور غلاموں سے تھے تو اسی لئے حضور ﷺ کی دعوت پے لبیک کہنے والے بھی ایسے ہی تھے

(2)اس میں راز یہ ہے کہ اس دین کی حقیقت جس کے ساتھ خدا نے اپنے تمام انبیاء اور رسولوں کو بھیجا ہے، لوگوں کے اختیار اور ان کے فیصلے کو خدا کے اختیار اور فیصلے کی طرف چھوڑ دیا اور یہ کہ بادشاہی دولت اور سرداری یہ ایسی چیزیں ہیں جو لوگوں کو دین کی طرف آنے نہیں دیتی اور بغض اور کینے کا سبب بنتی ہے لیکن نیا دین پسے ہوئے لوگوں کے لئے امید کی کرن ہوتی ہے تو اس لئے مظلوموں نے اس کو قبول کیا اور اس کے آگے اپنے سر کو جھکا لیا کیونکہ اس سے نہ صرف وہ اللہ پے ایمان لائے بلکہ ان کو ظالموں سے نجات بھی ملی اور ان کو اسلام سے روکنے والی کوئی چیز نہ تھی اور اللہ پے ایمان لانے کو وہ اعزاز سمجھتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے پہلے اسلام قبول کیا

سوالنمبر 93 تمام نبیوں پے پہلے ایمان لانے والے خستہ حال ہی تھے اس کے دلائل ھیں ؟

جواب (1) حضرت نوح کی قوم ان کو ملامت کرتی تھی کہ ان کے آس پاس ان کے پیروکار سب سے زیادہ حقیر اور ذلیل لوگوں کے سوا کچھ نہیں ہیں ۔ (ما نراک إلا بشرا مثلنا وما نراک اتبعک إلا الذین ھم أراذلنا بادي الرأي)

ترجمہ کنز العرفان

ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی سمجھتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ہمارے سب سے کمینے لوگوں نے سرسری نظر دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے کرلی

(2) اسی طرح حضرت صالح کے پیروکار بھی ضعیف سمجھے جاتے تھے (قال الملا الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن اٰمن منھم اتعلمون أن صلحا مرسل من ربہ - قالوا انا بما ارسل بہ مؤمنون)

ترجمہ کنزالعرفان

اس کی قوم کے متکبر سردار کمزور مسلمانوں سے کہنے لگے : کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے ارب کا رسول ہے ؟ انہوں نے کہا : بیشک ہم اس پر ایمان رکھتے

(3) اور اسی طرح حضرت موسی کی پیروی کرنے والوں کو بھی حقیر اور کمزور سمجھا جاتا حت اس کو اللہ نے یوں بیان کیا (اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض و مغاربھا)

ترجمہ کنز العرفان

اور ہم نے اس قوم کو جسے دبایا گیا تھا اس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنا دیا

سوال نمبر 94 : امیر لوگوں کو ان کی دولت اور سرداری اسلام سے روکتی تھی جب کہ غریب لوگوں کو اسلام سے روکنے والی کوئی چیز نہیں تھی اس کی مثال فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟یا ربیع بن عامر اور رستم کا مکالمہ لکھیں؟

جواب : اس کی مثال درج ذیل ہے قادسیہ کی جنگ میں فوج کا سپہ سالار رستم اور سعد بن ابی وقت اس کی فوج میں سادہ سپاہی ربیع بن عامر ۔ رستم نے اس سے کہا : " تمہیں کس چیز نے ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے گھروں پر تہمت لگانے پر اکسایا ؟ فرمایا : ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہیں بندوں کی عبادت سے صرف ایک خدا کی عبادت کی طرف لے جائے ۔تو اس نے رستم کے دائیں بائیں گھٹنے ٹیکنے والے لوگوں کی قطاروں کی طرف دیکھا اور حیرت سے کہا : ہم آپ کے بارے میں خوب سنا کرتے تھے کہ تم بہت عقلمند ہو ، لیکن میں نے تم سے زیادہ بیوقوف قوم نہیں دیکھی ، آپ میں سے کچھ مالک ہیں حالانکہ ہم نے تو سوچا تھا کہ تم بھی ہماری طرح ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہوگے تو کمزور حال لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سرگوشی کرتے ہوئے بولے :خدا ہے ، جہاں تک سرداروں کا تعلق ہے تو انہوں نے اس ربیع کی باتوں میں ایسی چیز پائی جو ایک کڑک کے مانند تھی جس نے ان کے وجود کو تباہ کر دیا اور ان سے بعض نے آپس میں کہا : اس نے ایسی باتیں پھینکیں جن پر ہمارے غلام اس کی کھینچ جا رہے ہیں '

سوال نمبر 95: جہری دعوت اسلام کا سلسلہ کب شروع ہوا ؟

جواب: حضور ﷺ کے دین کی پوشیدہ دعوت دینے کے تین سال بعد اس دعوت کا سلسلہ شروع ہوا ابن ہشام کہتے ہیں کے ان تین سالوں کے بعد لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور مکہ مکرمہ میں اسلام کا ذکر واضح ہو گیا اور لوگ اس بارے میں باتیں کرنے لگے تو اللہ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اس کو اعلانیہ طور پر بیان کریں

سوال نمبر 96: حضور ﷺ کو اعلانیہ دعوت کا حکم جن آیات میں دیا گیا وہ لکھیں؟

جواب :اللہ نے فرمایا(فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ)

ترجمہ کنز العرفان

پس وہ بات اعلانیہ کہہ دو جس کا آپ کو حکم دیا جارہاہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۔

اور فرمایا

(اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ)

ترجمہ کنز العرفان

اور اے محبوب !اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ

اور (وَ قُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ)

ترجمہ کنز العرفان

اور تم فرماؤ کہ میں ہی صاف ڈر سنانے والاہوں

سوال نمبر 97 : جہری دعوت کی حالت بیان کریں ؟

جواب : پوشیدہ دعوت کے تین سال بعد جب اللہ نے فرمایا (فاصدع بما تؤمر و أعرض عن المشرکین) تو اس حکم کے بعد آپ نے اللہ کے حکم کو نافذ کرنا اس طرح شروع کیا کہ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا : اے بنو فہر اے بنو عدی ، یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے ، تو جو باہر نہ آسکا اس نے ایک غلام کو بھیجا کہ وہ دیکھے : یہ کیا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تمہارا کیا خیال ہے ، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ گھوڑے والی وادی تم پر حملہ کرنا چاہتی تھی ، کیا تم میری بات پر یقین کرو گے ؟ انہوں نے کہا : ہم نے تم پر کوئی جھوٹ نہیں دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ : میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں اس دن کے . تو ابو جہل نے کہ پ نے ہمیں اسی لیے اکٹھا کیا ؟ " تمہارا سارا دن برباد ہو جائے تو اللہ کا فرمان نازل ہوا (تبت یدا ابی لھب و تب)

ترجمہ کنز العرفان

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوجائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۔ پھر اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا (آنذر عشیرتک الاقربین) تو آپ نے اپنے رشتہ داروں کو بلانا شروع کر دیا

سوال نمبر 98: حضور ﷺ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت دینے کا حال بیان کریں؟

جواب :آپ نے اپنے تمام رشتہ داروں اور اس کے رشتہ داروں اور قبیلوں کے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیا، اور فرمایا: "اے بنو کعب بن! لوئے، اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے بنو مرہ بن کعب: اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد شمس: اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے بنو عبد مناف، اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے بنو عبد المناف! مُطلب: اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ: اے فاطمہ اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، کیونکہ میرے پاس خدا کی طرف سے تمہارے لیے کچھ نہیں ہے سوائے اس رشتہ داریاں تو میں

ن کا لحاظ کروں گا»

سوالنمبر 99: حضور ﷺ کے دعوت دینے پہ قریش کا رد عمل کیا تھا؟

جواب: قریش کا اس دعوت پر رد عمل یہ تھا کہ انہوں نے آپ سے منہ موڑ لیا اور آپ کی دعوت سے انکار کرتے ہوئے عذر پیش کیا کہ وہ اس دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جو اپنے باپ دادا سے وراثت میں ملا ہے اور ان کی زندگی کی روایات میں سے ایک بن گیا ہے

سوالنمبر 100: قریش کے اس موقف کو قرآن پاک میں کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ نے فرمایا (وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَاؕ-اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ)

ترجمہ کنز العرفان

ور جب ان سے کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤتو کہتے ہیں کہ ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ انہیں ہدایت ہو

والنمبر 101: قریش کے اس جواب پے حضور ﷺ کا رد عمل کیا تھا؟

جواب: اسوقت حضور ﷺ نے ان کے ذہنوں کو تقالید اور تقالید کی غلامی سے آزاد کرنے اور عقل و منطق کو استعمال کرنے کی طرف خبردار کیا اور حضور ﷺ نے ان کے معبودوں کو جھوٹا اور ان کے عقلمندوں کو بےوقوف قرار دیا اور ان کے باپ دادا کی تقالید کو عقل نہ ہونے سے تعبیر کیا

سوالنمبر 102: حضور ﷺ کی اعلانیہ دعوت کے نکات لکھیں؟

جواب: نکات درج ذیل ہیں

پہلا: یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش اور عام عربوں میں اسلام کی دعوت دی تو انہیں اس بات سے حیران کر دیا جو وہ نہیں تھے۔اور یہ بات ان کے خلاف توقع تھی۔ یہ چیز آپ کو ابو لہب کے اس کے جواب میں اور پھر قریش کے رہنماؤں میں سے اکثر مشرکین کے اس کی مخالفت اور مزاحمت کرنے کے معاہدے میں واضح نظر آتا ہے

دوسرا یہ کہ (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ) میں یہ حکم ہے وہ عمومی طور پر ہے جو بالعموم ہر مسلمان اور خاص طور پر حضور ﷺ کے قبیلے والوں کو شامل تھا کے لیے ہیں۔ اور یہ کے اس میں اصلاح کے درجے بیان کیے گئے ہیں کہ اصلاح کے سب سے پہلے حقدار قبیلے والے ہیں

تیسرا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ان کے باپ دادا سے وراثت میں ملنے والی روایات کو ان کی نیکی یا بددیانتی کی حد کے بارے میں سوچے بغیر پکڑنے پر ملامت کی اور انہیں ان کے ذہنوں کو اس سے آزاد کرنے کی دعوت دی۔ اندھے تقلید اور روایات کی جنونیت اور پیروی کسی بھی فکر اور منطق کی بنیاد پر نہیں ہے۔ اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اس مذہب کی بنیاد بشمول اس کے عقائد اور احکام عقل و منطق پر مبنی ہیں

سوالنمبر 103 : (فاصدع بما تؤمر) اس آیت میں حضور ﷺ کو عمومی طور پر حکم دیا گیا ہے اس میں رشتہ دار بھی شامل تھے لیکن پھر آپ کے قبیلے والوں کو علیحدہ ذکر کرنے میں کیا حکمت تھی ؟

جواب یہاں ذمہ داری کے درجے بیان کیے گئے ہیں اور یہ کہ اصلاح کے سب سے پہلے حقدار قبیلے والے ہیں

سوالنمبر 104: دعوت دینے کی ذمہ داری کے درجے بیان کریں؟

جواب: ذمہ داری کے تین درجے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں (1) انسان اپنی اصلاح کرے اور اللہ کے احکام پر عمل کرے اور اسکو اپنے اوپر نافذ کرے اور حضور ﷺ کو نبی مرسل مانے اور قرآن پاک کا کلام اللہ ہونے کو تسلیم کرے

سوالنمبر 105: حضور ﷺ دعوت کی کون سی ذمہ داری کے مکلف تھے اور کیوں؟

جواب: حضور ﷺ دعوت کی تینوں ذمہ داریوں کے مکلف تھے پہلے کے اس لئے کہ آپ اللہ کے بندے ہیں اور دوسری ذمہ داری کے اس لئے کہ آپ صاحب خاندان تھے اور تیسرے کے اس لئے کہ آپ نبی مرسل ہیں

سوالنمبر 106: کیا حضور ﷺ کی دعوت اور عام آدمی کی دعوت مختلف تھی بیان کریں ؟

جواب: حضور ﷺ کی دعوت اور عام آدمی کی دعوت کسی بھی طرح مختلف نہیں ہے بس فرق اتنا سا ہے کہ حضور ﷺ ایک نئی شریعت جو ان پر اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس کی دعوت دیتے تھے جبکہ لوگ حضور کی لائی ہوئی شریعت پے چلتے ہیں، اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں ۔

سوالنمبر 107: اللہ پے ایمان اور عقیدے کے امور کے صحیح ہونے کی کیا شرط ہے نیز یہ بتاؤ کہ اسلام کیسا دین ہے؟

جواب: اس کی شرط یقین کامل اور آزاد فکر ہے اور دین اسلام ایسا دین ہے جو عقل اور منطق کی بنیاد پر قائم ہے اور اس کا عقیدہ عقل اور منطق کی بنیاد پر قائم ہے اور حکام دینی اور دنیوی مصلحتوں پے قائم ہے

صاحب جوہرۃ التوحید لکھتے ہیں کہ (فکل من قلد فِي التوحيد إيمانه لم يخل من ترديد) یعنی ہر وہ شخص جس نے توحید کے بارے میں تقلید کی تو اس کا یمان تردید سے خالی نہیں

سوالنمبر 108: کیا ایمان میں تقلید یا عرف کا بھی کوئی عمل دخل ہے؟

جواب:نہیں عرف اور تقلید کا ایمان میں کوئی عمل دخل نہیں ہے صاحب جوہرۃ التوحید لکھتے ہیں کہ(ف کل من قلد في التوحيد إيمانه لم يخل من ترديد)یعنی ہر وہ شخص جس نے توحید کے بارے میں تقلید کی تو اس کا ایمان تردید سے خالی نہیں اور یہ کہ اسلام کے جو اصول اور احکام ہیں وہ فطرت اور عقل سلیم کی بنیاد پے قائم ہے جبکہ اندھی تقلید ہٹ دھرمی کے علاوہ کچھ نہیں

سوالنمبر 109:تقلید اور روایت کسے کہتے ہیں؟

جواب:تقلید عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی پرانی رسوم ہیں اور لغت میں اس کا معنی یہ ہے کہ آباو اجداد کی عادتوں کا وہ مجموعہ جس پر کسی معاشرے یا علاقے کی رسم و رواج کی عکاسی کرے اور تقلید و تعصب کی بنیاد پر ان کو بقا حاصل ہو جیسے خوشی کے وقت جو کھیل کود یا رسومات اپنائی جاتی ہیں یا غم اور مصیبت میں کچھ کے اظہار کے لیے جو ماتی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں اور وہ تمام کام جن کے لوگ عادی ہو چکے ہیں اور یہ نسل در نسل چلتی ہیں تقلید اور روایت کہلاتی ہیں

سوالنمبر 110:مصنف نے اسلامی نظام اور احکام کو اسلامی روایت کا نام دینے کو خطرناک کیوں قرار دیا؟

جواب:اس نام کی ترویج سے ذہن اس بات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ اسلامی اخلاق اور اسلامی طریقہ کی قدرو قیمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ ایسے اللہ کی طرف سے قوانین ہیں جن میں انسانیت کی سعادت کا راز چھپا ہوا ہے بلکہ یہ قدیم اور موروثی عادات پر مشتمل ہے جو باپ دادا سے چلی آ رہی ہیں

سوالنمبر 111:اسلامی نظام اور احکام کو اسلامی روایت کا نام دینے کا مقصد کیا ہوتا ہے فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب:اس کے مقاصد درج ذیل ہیں

(1)اسلامی روایات ،، کی اصطلاح کو رواج دینے کا اولین مقصد یہ ہے کہ اسلام کے بی کثیر احکام و قوانین پر روایات ،،کا لیبل لگا دیا جائے اور زمانہ گزرنے کے ساتھ یہ ھی اصطلاح لوگوں میں مشہور ہو جائے اور لوگ یہ بھول جائیں گے کہ یہ نظام در حقیقت ایسے بنیادی اصول ہیں جو عقل سلیم اور آزاد حقیق پر قائم ہیں ، پھر دشمنان اسلام کے لئے دین پے حملہ کرنا اور اس کو کمزور کرنا آسان ہوجاے

(2)اس کا مقصد باطل اور پرفریب اصطلاحات کے ذریعے اسلام کے خلاف جنگ برپا کرنا ہے ۔

(3)جب اسلام کے بیشتر اصول و احکام مثلا نکاح و طلاق عورتوں کا پردہ کرنا اور ان کی عصمت اور سلوک و اخلاق کے عام مسائل پر روایت کی اصطلاح کا اطلاق کیا جائے گا اور ایسے لوگ ہونگے جو ان روایات کو ترک کر دینے ان کی قید سے رہائی پانے دعوت دیں گے

سوالنمبر 112:اصول کی تعریف لکھیں؟

جواب:(1)اصول وہ ہے جو سوچ اور عقل کی بنیاد پر ہو اور اس کا مقصد ایک خاص مقصد تک پہنچنا ہو

(2)اصول وہ خط ہیں جس کے ذریعے وقت کی ترقی کو کنڑول کیا جانا چاہیے،

سوالنمبر 113:کیا اسلامی قوانین غلط ہو سکتے ہیں؟

جواب:اسلام کے اصول ہر گز غلط نہیں ہوتے کیونکہ جس نے ان کو قانون بنایا ہے وہ ذہنوں اور خیالات کا خالق ہے۔ صرف ان اصولوں کے صحیح ہونے کے یقین کے لیے یہی عقلی دلیل کافی ہے،

سوالنمبر 114:روایات کی تعریف لکھیں؟

جواب:روایات یہ ہے : وہ رویے کے دھارے جن میں انسان محض تقلید اور تقلید کے محرکات سے خود بخود بہہ جاتے ہیں۔

سوالنمبر 115:روایات کی مثال فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب:اس کی مثال ان جڑی بوٹیوں کی طرح ہے جو معاشرے کے فکری میدانوں میں بے ساختہ اُگتی ہیں۔ اور یہ ایسی زہریلی گھاس ہے جس کا خاتمہ ضروری ہے

سوالنمبر 116 : حضور ﷺ کو کون کون سی تکلیفیں دی گیں فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں ؟

جواب : (1) عبد اللہ ابن عمرو بن العاص نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا : " جب رسول اللہ ﷺ حرم اسماعیل میں نماز پڑھ رہے تھے ، عقبہ ابن ابی معیط آیا اور اس نے ایک کپڑا آپ کے گلے میں ڈال دیا اور اس کو بہت زور سے کھنچا تو حضرت ابو بکر اس کی طرف متوجہ ہوے اس کے کندھے سے پکڑا اور اس کو حضور ﷺ سے دور کیا اور فرمایا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرو گے جو کہتا ہے میرا خدا اللہ ہے

(2) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے اور قریش کے لوگ آپ کے گرد تھے ، عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی لے آپ کے پاس آیا اور اس نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر پھینک دیا حضور ﷺ اسکی وجہ سے اپنا سر نہیں اٹھا سکے تو حضرت فاطمہ آئیں اور انہوں نے آپ سے اوجھڑی کو ہٹایا اور ایسا کرنے والے کے خلاف بددعا کی اور وہ حضور ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے بے ادبی کرتے بدتمیزی کرتے وغیرہ جب آپ ان کے پاس سے یا بازاروں سے گزرتے

سوالنمبر 117 : صحابہ کو کس طرح کی تکلیفیں دیں گئیں فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں ؟

جواب : صحابہ کو بھی طرح طرح کی تکالیف اور عذاب دیئے گئے حتی کہ کچھ صحابہ انہی تکالیف کے باعث فوت ہو گئے ۔ کچھ اندھے ہو گئے لیکن کوئی بھی تکلیف اور عذاب ان کو اسلام سے دور نہ کر سکا

سوالنمبر 118 : حضور ﷺ سے کس نے تکلیفوں سے تنگ آکر دعا کرنے کی عرض کی ؟ اور اس وقت آپ ﷺ کہاں تھے ؟

جواب : خباب بن الارت نے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت حضور ﷺ کعبہ کے سائے میں ایک چادر اوڑھے تشریف فرما تھے اس وقت ہم نے مشرکین کی طرف سے بہت کی تکالیف کا سامنا کیا ، میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ! آپ ہمارے لیے اللہ تعالی سے دعا نہیں کریں گے ؟

سوالنمبر 119 : خباب بن ارت کے دعا کا کہنے پر حضور ﷺ کا رد عمل کیا تھا ؟ ۔

جواب : انہوں نے دعا کی عرض کی تو رسول اللہ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا : بے شک تم سے قبل جو لوگ گزر چکے لوہے کی کنگھیاں ان کے جسموں پر پھیری جاتیں جس سے ان کی ہڈیوں سے گوشت علیحدہ ہو جاتا لیکن ۔ تکلیف بھی ان کو دین سے نہ ہٹا سکی یقیناً اللہ تعالی اس دین کو مکمل کرے گا حتی کہ ایک اونٹ سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا

سوالنمبر 120 :: حضور ﷺ اور صحابہ کو حق پہ ہونے کے باوجود تکلیفیں کیوں دی گئیں حالانکہ ان میں رسول موجود تھے اور جہاد کرنے والے تھے تو اللہ نے ان کی ان تکلیفوں سے حفاظت کیوں نہیں فرمائی ؟

جواب : اس دنیا کے انسان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ مکلف ہے یعنی اللہ تعالی کے حکم کی پیروی میں جو تکلیف و مشقت بھی آئے اس کو برداشت کرنے کا پابند ہے ۔ اسلام کی طرف دعوت دینا اور کلمہ حق کو بلند کرنے کے لیے جہاد کرنا ہر مسلمان پر اللہ تعالی کی طرف سے لازم ہے اور اللہ عزوجل کے احکامات کی پابندی عبودیت کے متعلقات میں سے ہے اللہ عز و جل نے ہمیں ایمان کے ساتھ حکم کی پابندی کا مکلف بھی بنایا ہے اور ہم اس بات کے بھی مکلف ہیں کہ اس ایمان اور حق کے راستے میں ہر مشکل اور ہر تکلیف کو بھی برداشت کریں

سوالنمبر 121 : اگر اسلام کو آسان بنا دیا جاتا تو اس کا کیا نقصان ہوتا ؟

جواب :اس صورت میں اللہ کے راستے پر چلنے والے کی عبودیت اور خلوص کا اظہار ہوتا کیونکہ حقیقی عبودیت تو یہ ہے کہ حق کے راستے میں مشکلات اور خطرات کے موجود ہونے کے باوجود بھی حق کے راستے پر گامزن رہنا اور ایک مومن جب اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے تو اسی دن سے وہ اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کے ہاں بیچ دیتا ہے اور اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے احکام کا پابند ہو جاتا ہے اگر اسلام کو آسان بنا دیا جاتا تو مومن اور منافق سچے ر جھوٹے میں فرق نہ ہو پاتا

سوالنمبر 122 : بندگی کسے کہتے ہیں اور یہ انسان کے لئے کیوں ضروری ہے ؟

جواب : عبودیت و بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے ۔ اور اس کے حکم کی پابندی کی جائے اگر چہ تکلیف و مشقت کا بھی سامنا کرنا پڑے لہذا عبودیت و بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے حکم کی پابندی و پیروی کو اپنے اوپر لازم قرار دیا جائے اگر پہ اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف مجاہدہ بھی کرنا پڑے ۔ یہ بندگی کے لوازمات میں سے ہے اگر ہم اللہ عزوجل کی بندگی کا اپنی بندگی نہ کریں تو پھر اللہ پہ عزوجل ایمان لانے کا کوئی معنی ہی نہیں

سوالنمبر 123 : اللہ کی بندگی کے لئے کون سے امور ضروری ہیں ؟

جواب : درج ذیل دو امور ضروری ہیں

(1) اسلام کی پابندی اور صحیح اسلامی معاشرے کا قیام

(2) اس کے لیے مشکل راستے اختیار کرنا ، خطرہ مول لینا ، اور اس کے حصول کے لیے پیسہ اور محنت خرچ کرنا ۔

سوالنمبر 124 : اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والے اور جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ کا قانون کتنی اور کون کون سی حکمتوں پر مشتمل ہے ؟

جواب : اس سلسلے میں کائنات کی ابتدا سے ہی قانون الہی تین حکمتوں پر مشتمل ہے

(1) انسان کے لئے عبودیت کی صفت یعنی ہر انسان مکلف ہے اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا

(و ما خلقت الجن و الإنس إلا ليعبدون)

| ترجمہ کنز العرفان |

اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری عبادت کریں ۔

(2) بندگی کے ضمن میں ہی مکلف ہونے اور ہر حکم کی پابندی کو لازم پکڑنا کوئی بھی مرد یا عورت ۔ عاقل بالغ اور سن رشد کو پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالی کے احکامات کا مکلف ہو جاتا ہے ۔ اس پر شریعت اسلامیہ کے جملہ احکامات کی پابندی اپنے اوپر لازم کرنے اور معاشرے میں اس کی ترویج کے سلسلے میں جتنی تکالیف اور مشکلات آئیں انہیں بھی برداشت کرنا لازم ہوتا ہے

(3) سچے کی سچائی اور جھوٹوں کے جھوٹ کو ظاہر کرنا ۔ اگر لوگ اسلام کا دعوی اور اللہ تعالی کی محبت کو اپنی زبانوں پر چھوڑ دیں تو سچا اور جھوٹا ہونا برابر ہو جائے گا ۔ لیکن فتنہ اور مصیبت کے وقت سچے اور جھوٹے میں فرق واضح ہوتا ہے کہ اگر وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا تو سچا ورنہ جھوٹا ۔

اور اللہ نے قرآن میں فرمایا :

(أحسب الناس ان يتركو أن يقول - امنا و هم لا يفتنون

| ترجمہ کنز العرفان|

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم " ایمان لائے " اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا ؟

اور (ام حسبتم أن تدخلوا الجنة و لما يعلم الله الذين جهدوا منكم و يعلم الصبرين)

|ترجمہ کنز العرفان|

کیا تم اس گمان میں ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تمہارے مجاہدوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ (ہی) صبر والوں کی آزمائش کی ہے ۔

سوالنمبر 125 : اسلام کے راستے میں جو تکلیفیں آتی ہیں کیا وہ انسان کو منزل مقصود سے دور کرتی ہیں یا نہیں ؟

جواب : در حقیقت کوئی رکاوٹ حقیقی رکاوٹ نہیں ہے جو مسافر یا کوشش کرنے والے کو مقصد کے حصول سے روکتی ہے ، بلکہ یہ وہ فطری راستہ ہے جو مسلمان اور آخرت کے درمیان ہے جس پر چلنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ۔ یعنی مسلمان اس مقصد کے قریب پہنچ جاتے ہیں جس تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالی نے ان کو مقرر کیا ہے ، لہذا مسلمان کو اگر کسی مصیبت یا آزمائش کا سامنا ہو تو اسے مایوسی کے وہم

میں نہیں رہنا چاہیے ۔ اور اللہ کے احکام پے عمل کرنا چاہیئے کیونکہ یہ تکلیفیں مصیبتیں انبیا اولیا صحابہ اور اللہ کے ہر مقرب بندے کو پہنچی ہیں اگر وہ ان مصیبتوں کو برداشت کریں گے تو فتح کی خوشخبری پائیں گے

جیسے اللہ کے اس فرمان

(اَلاَ ۔ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ)

اور خباب بن ارت والی حدیث سے واضح ہے

سوالنمبر 126 : خباب بن ارت والی حدیث سے حضور ﷺ نے کس چیز کی خبر دی ؟

جواب : فارس اور روم کی فتح کی خبر دی یہ خبر آپ نے اس وقت دی جب ابھی تھوڑے لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے۔

سوالنمبر 127 : روم اور فارس کب فتح ہوئے؟

جواب : ان کی فتح حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی

سوالنمبر 128 : روم اور شام حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں کیوں نہیں فتح ہوئے حالانکہ اللہ تو حضور ﷺ سے بہت محبت فرماتا ہے ؟

جواب : مسئلہ یہ نہیں ہے کہ فتوحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جڑی ہوئی ہوں اور ان کی قیادت میں اللہ تعالی کی آپ سے محبت کی وجہ سے ہوئیں ۔ لیکن مسئلہ ان مسلمانوں کا ہے جنہوں نے اس عہد میں اپنا اخلاص ثابت کرنے اور اس پر ایمان لانے کے لیے خدا اور اس کے رسول سے بیعت کی

سوالنمبر 129 : عتبہ بن ربیعہ کون تھا ؟

جواب : حضور ﷺ کا چچا تھا اپنی قوم میں بصیرت اور رائے رکھنے والا ایک عزت دار آدمی تھا ۔

سوالنمبر 130 : عتبہ بن ربیعہ نے قریش کے لوگوں سے حضور ﷺ کے معاملے کے کیا کہا اور قریش نے کیا جواب دیا ؟

جواب : ایک مرتبہ قریش کی مجلس میں کہا : اے قریش والو ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں محمد کے پاس جاؤں ان سے بات چیت کروں اور ان پر کچھ تجاویز پیش کروں جن میں بعض کو وہ جول کر لیں ہم بھی اسے قبول کر لیں تا کہ وہ ہماری مخالفت سے رک جائیں ؟ قریش نے جواب دیا : کیوں نہیں ! اے ابوالولید ! تم جاؤ ! اور ان سے بات چیت کرو

سوالنمبر 131 : عتبہ بن ربیعہ نے حضور ﷺ سے کیا بات کی ؟

جواب : عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا ۔ کہنے لگا : اے بھتیجے تم جانتے ہو کہ خاندان میں تمھیں جو عزت اور اعلی نسبی حاصل ہے لیکن تم نے اپنی قوم کے سامنے بہت بڑی مصیبت کھڑی کر دی ہے تم نے اجتماعیت میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور پوری قوم کے عقل مندوں کو بے وقوف کہا تو سنو ، میں آپ کے سامنے وہ معاملات پیش کروں گا تو آپ غور کر سکتے ہیں ، شاید آپ ان میں سے کچھ کو قبول کر لیں تو پھر کچھ تجاویز کی

سوالنمبر 132 : عتبہ بن ربیعہ نے حضور ﷺ کو کون سی تجاویز پیش کیں ؟

جواب : یہ کام جو تم نے شروع کیا ہے اگر تم اس کے ذریعے مال و دولت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم سب جمع ہو کر تمھیں اتنا مال دیں گے کہ تم ہم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ گے اور اگر تم اس سے شرف اور بزرگی چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار بنالیتے ہیں حتی کہ ہم کوئی کام تمہارے بغیر نہیں کریں گے اور اگر تم بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تم پر کوئی جن وغیرہ کا سایا ہے اور سمجھتے ہو کہ تم اسے اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے تو ہم تمہارے لیے طبیب بلاتے ہیں اور تمہارے صحت یاب ہونے تک ہم اپنا مال خرچ کرتے ہیں ۔

سوالنمبر 133 : ان تجاویز کے جواب میں حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب :۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا : اے ابو الولید ! کیا تم اپنی بات سے فارغ ہو گئے ؟ اس نے جواب دیا : ہاں ! آپ نے فرمایا : اب میری بات سنو !

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَۙ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًاۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (4) وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَ فِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (٥)

| ترجمہ کنز العرفان|

یہ عربی قرآن ایک کتاب ہے جس کی آیتیں جانے والوں کیلئے تفصیل بیان کی گئیں ہیں خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تو ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا تو وہ سنتے ہی نہیں ہیں

اور انہوں نے کہا : ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کر رہے ہیں

اور حضور ﷺ پڑھتے رہے اس کو عتبہ سنتا رہا حتی کے حضور ﷺ نے یہاں تک کہ یہاں تک پہنچے

(فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ)

تو عتبہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا قراءت بس کرنے کا کہا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا کیونکہ اس آیت مبارکہ میں جو دھمکی تھی وہ اس سے خوف زدہ ہو گیا تا ، پر عتبہ اپنے گروہ کی طرف لوٹ گیا

سوالنمبر 134 : عتبہ بن ربیعہ سے قریش والوں نے حضور ﷺ سے ہونے والے مذاکرات کے بارے میں پوچھا تو اس نے کیا جواب دیا اور اس پر قریش کا رد عمل کیا تھا ؟

جواب : عتبہ بن ربیعہ نے کہا میں نے اپنے پیچھے ایک ایسا قول سنا جو انہوں نے کبھی نہیں سنا ، خدا کی قسم یہ شعر ، جادو یا کہانت نہیں ہے ۔ اے قریش کے لوگو : میری اطاعت کرو اور اس شخص اور اس میں جو کچھ ہے ، اسے اس کے حال پر چھوڑ دواس نے جو بڑی خبر دی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی ،

انہوں نے کہا : خدا کی قسم ، اے ابو الولید ، اس نے اپنی زبان سے آپ پر جادو کیا ۔

سوالنمبر 135 : جو طبرانی اور ابن کثیر نے حضور ﷺ کے کافروں سے مذاکرات ﷺ بیان کیے ہیں وہ لکھیں ؟

جواب : ولید بن المغیرہ اور العاص بن وائل کا ایک گروہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ۔ ہم آپکو پیسے دیتے ہیں تاکہ وہ ان میں سب سے زیادہ امیر ہو اور آپکی کی شادی اپنی کنواریوں میں سے سب سے خوبصورت کنواریوں سے کر دے ، بشرطیکہ وہ ان کے معبودوں کی توہین کرنا اور ان کے رسم و رواج کو بدنام کرنا چھوڑ دے ، وہ کہنے لگے کہ پھر تم ایک دن ہمارے معبودوں کی عبادت کرو گے اور ہم ۔ ایک دن اپنے معبود کی عبادت کریں گے ۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسے بھی رد کر دیا اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (١) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (٢) وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ (٣) وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ (٤) وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ (٥) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (٢)

| ترجمہ کنز العرفان |

فرماؤ ! اے کافرو ۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو ۔ اور تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی میں عبادت کرتا ہوں ۔ میں اس کی عبادت نہیں کروں گا جسے تم نے پوجا ۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں ۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے الے میرا دین ہے ۔

سوالنمبر 136: قریش نے حضور ﷺ سے کون سے معجزات طلب کیے؟ اور ان پر حضور ﷺ کا رد عمل لکھیں

جواب: یہ درج ذیل ہیں

قریش نے کہا ہمارا یہ علاقہ بہت تنگ ہے پانی کی کمی ہے اور ہماری زندگی بہت مشکل ہے آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے ان سخت پہاڑوں کو کھسکا دے شام اور عراق کی طرح یہاں پر ہمارے لیے نہر میں چلا دے اور ہمارے جو آباء و اجداد گزر چکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کر دے اور دوبارہ زندہ کیے جانے والوں میں قصی بن کلاب ضرور زندہ ہوں تاکہ ہم ان سے آپ کے پیغام کے بارے پوچھیں کہ کیا یہ حق ہے یا باطل ؟ اور اپنے رب سے یہ بھی دعا کر میں کہ وہ آپ کو محلات باغات سونے اور چاندی کے خزانے عطا کرے تاکہ آپ اس موجودہ زندگی سے بہتر زندگی گزار ہیں ، اگر آپ نے وہ سب کچھ کر دکھایا جس کا ہم نے آپ سے سوال کیا ہے

اور اگر آپ یہ سب کچھ لے آئیں تو ہم آپکی تصدیق کریں گے آپکو نبی مرسل مانے گے

رد عمل: حضور ﷺ نے ان معجزات کو دکھانے سے انکار کردیا

سوالنمبر 137: قریش کے طلب کردہ معجزات اور صلح سے انکار کرنے پر انہوں نے حضور ﷺ سے کیا کہا؟

جواب: قریش نے آپ کو کہا : بے شک ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کو یمامہ میں رہنے والا رحمن نامی شخص تعلیم دیتا ہے اور ہم کسی صورت میں بھی بھی اس رحمن نامی آدمی پر ایمان نہیں لائیں گے اور اے محمد ہم اپنا یہ عذر پیش کرتے ہیں اور خدا کی قسم ہم آپکو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک آپ یا ہم میں سے کوئی ھلاک نہ ہو جائے

سوالنمبر 138: حضور ﷺ سے صلح کی کوششوں اور حضور ﷺ کے انکار میں جو حکمتیں ہیں وہ بیان کریں؟

جواب: اس سے تین حکمتیں سامنے آتی ہیں

(1) یہ واضح ہوجائے کہ حضور کی دعوت کی حقیقت کیا تھی ، جس دعوت کو لے کر آپ آئے تھے اور اسکے اغراض و اہداف کھل کر سامنے آجائیں اور جو موجودہ دور کے ارباب دعوت اور مدعیان انقلاب اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے ہیں ان میں اور حضور ﷺ کی دعوت میں فرق سامنے آجائے ۔ کہ حضور ﷺ اپنی اس دعوت کی آڑ میں بادشاہی یا عہدہ اور مال و دولت کی آرزو رکھتے یا آپ (معاذ اللہ) کسی بیماری کی وجہ سے مختلف خیالات پیش کرتے تھے نہیں پیش کرتے تھے بلکہ یہ سب ایسے احتمالات ہیں کہ جن کو اسلام کے دشمن اور اسلام کے خلاف فکری یلغار کرنے والے مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے تھے اور اللہ تعالی نے آپ کی زندگی کو ایسے واضح واقعات و مشاہدات سے بھر دیا ہے کہ جو ہر شک اور احتمال کی جڑ کاٹ دیتے ہیں کیونکہ اگر آپ سرداری بادشاہت وغیرہ چاہتے ہوتے تو تو جو انہوں نے تجاویز اور پیش کیں تو آپ انکو بخوشی قبول کر لیتے اور تمام قریش آپ کے پیروکار ہوتے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تکلیف و اذیت بھی دینے سے رک جاتے اور اس کے علاوہ قری

(2) اس بحث سے اس ' ' حکمت ' ' کا معنی واضح ہوتا ہے جسے رسول اللہ یہ اختیار فرماتے اور جس پر کار بند رہے ۔اسلامی شریعت نے جس طرح مقاصد و منازل کو متعین کر دیا ہے اسی طرح وسائل کو بھی متعین کر دیا ہے ۔ شریعت نے آپ پر لازم کیا ہے کہ اللہ تعالی کے متعین کردہ مقاصد تک رسائی کے لیے صرف وہی معینہ راستے اختیار کرو جو بتائے گئے ہیں ۔ حکمت اور تدبیر کے مختلف اور معتبر کچھ معانی میں لیکن صرف انہی جائز اور مشروع وسائل کی حدود میں

(3) تیسری حکمت جب قریش نے آپ کو دعوت ترک کرنے کی شرط پر مختلف تجاویز پیش کیں اور آپ کو سرداری دینے کی خواہش کا اظہار کیا تو اس کے جواب میں آپ نے جو موقف اختیار فرمایا اس میں ہمارے لیے بہت زیادہ نصیحتیں ہیں اور آپ نے یہ موقف اللہ تعالی کی خالص مدد و تائید سے اختیار فرمایا

سوالنمبر 139: کریمر" اور ' فان فلوٹن ' کے نزدیک حضور ﷺ کا اسلام کی دعوت دینے میں مقصد کیا تھا؟

جواب: کریمر" اور ' فان فلوٹن ' نے اس سلسلہ میں یہ کہا کے کہ (معاذ اللہ) آپ اپنی دعوت کی آڑ میں سرداری اور حکمرانی کی رغبت رکھتے تھے اس بارے میں انہوں نے طویل بحث کی غوروفکر کیا لیکن ان کو کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ ہر میدان میں ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا

سوالنمبر 140: کیا حضور ﷺ کے دعوت دینے میں مقصد سرداری یا بادشاہی حاصل کرنا تھا بادلیل لکھیں؟

جواب: حضور ﷺ کے دعوت دینے میں مقصد سرداری یا بادشاہی حاصل کرنا نہیں تھا کیونکہ اگر آپ سرداری بادشاہت وغیرہ چاہتے ہوتے تو تو جو انہوں نے تجاویز اور پیش کیں تو آپ انکو بخوشی قبول کر لیتے اور تمام قریش آپ کے پیروکار ہوتے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تکلیف و اذیت بھی دینے سے رک جاتے اور اگر آپ کی رسالت اور دعوت کے پس پردہ یہی عزائم تھے تو آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے نرمی کا مظاہرہ کرتے کیونکہ جب کوئی شخص جو بادشاہی اور سرداری کا خواہش مند ہو اور اس کی قوم اس کے سامنے اس چیز کو پیش بھی کر رہی ہو اور مصالحت کے انداز میں اس کی پیش کش بھی کر رہی ہو اور یہ پیش کش قبول کر لینے کی صورت میں عزت و تکریم کا یقین بھی دلائیں اور یہ پیش کش قبول نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دے تو اس صورت حال میں وہ شخص انکار تو نہیں کرے گا

سوالنمبر 141: حضور ﷺ کی معاشی حالت کیا تھی؟

جواب: حضور ﷺ کا کھانا پینا بہت معمولی تھا آپ کی معاشی حالت بظاہر فقراء اور مساکین سے بہتر نہ تھی ۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روای کیا ہے آپ فرماتی ہیں: جب نبی کا وصال ہوا تو اس وقت میرے حجرے میں تھوڑے سے جو تھے اس کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا ، پس میں وہی تھوڑے سے جو کچھ عرصہ تک کھاتی رہی ۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : نبی اکرم نے زندگی بھر دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا اور آپ نے زندگی بھر چپاتی روٹی نہیں استعمال کی ۔ اسی طرح آپ اپنے لباس اور گھر کی دیگر اشیاء کے معاملے میں بھی نہایت سادگی اور انحصار فرماتے آپ کھجور کی چٹائی پر آرام فرماتے جس سے آپکے جسم پر نشان پڑ جاتے

سوالنمبر 142: حضور ﷺ سے آپکی ازواج نے کس چیز کا مطالبہ کیا؟ اور اس پر حضور ﷺ کا رد عمل کیا تھا ؟

جواب: ایک دفعہ ازواج مطہرات جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں ، آپ کے پاس آئیں اور فاقہ کی شکایت کرنے لگیں اور سب نے نان و نفقہ کی زیادتی لباس اور زیب و آرائش کی چیزوں کی زیادتی کا مطالبہ کیا تاکہ صحابہ کرام کی ازواج سے ان کی شان زیادہ ہو اور ان کی عظمت کم تر دکھائی نہ دے آپ نے غصے سے چہرہ مبارک جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا حتی کہ قرآن پاک کی آیات نازل ہوگئیں رسول اللہ نے وہ آیتیں ان کے سامنے تلاوت فرمائیں ، پھر آپ نے ان کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو اسی حالت میں آپ کے ساتھ زندگی گزار ہیں اور اگر وہ مزید نان ونفقہ سامان زیب وزینت اور مال و دولت کے مطالبہ پر اصرار کریں گی تو آپ انہیں چھوڑ دیں گے اور اچھے طریقے سے رخصت کر دیں گے یہ سن کر تمام از واج مطہرات نے اس سادگی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہنا اختیار کر لیا۔

سوالنمبر 143: حضور ﷺ کی ازواج نے جب آپ سے مطالبات کیے تو اس وقت کون سی آیات نازل ہوئیں؟

جواب: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا) وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا)

ترجمہ کنز العرفان

اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں ۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تواللہ نے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے

سوالنمبر 144: اگر حضور ﷺ بادشاہی اختیار کر لیتے تو کیا کیا فوائد حاصل ہو سکتے تھے؟

جواب: رسول اللہ اگر ان لوگوں کے ساتھ سرداری یا بادشاہی کی شرط پر مصالحت کر لیتے اور اپنے دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیتے کہ بادشاہی یا سرداری کو بعد میں دعوت اسلامی کی ترویج کا ذریعہ بنائیں گے ، کیونکہ بادشاہ یا سلطان کی گرفت جب اپنی رعایا پر مضبوط ہوتی ہے تو وہ ہر کام کروا سکتا ہے

اور مختلف نظریات اور مذاہب کے داعی حکومت پر قبضہ جمانے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تا کہ اقتدار کے ذریعے لوگوں پر اپنے افکار و نظریات مسلط کر سکیں ۔

سوالنمبر 145:رسول ﷺ نے بادشاہی اور سرداری کو کیوں نہیں پسند کیا حالانکہ اس کے ذریعے تو اسلام کی تبلیغ آسانی سے ہو سکتی تھی؟

جواب:کیونکہ یہ بذات خود دعوت کے اصولوں کے مخالف ہے ۔ اگر اس طرح کے طریقے کو درست حکمت اور تدبیر کی انواع میں سے ایک قسم قرار دے دیا جائے تو پھر سچے شخص کے سچ اور جھوٹے مکار شخص کے مکر اور جھوٹ میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور اس طرح مخلص داعیان اور جھوٹے مکار شعبدہ باز کی حکمت اور تدبیر کے نام پر ایک ہی راستے کے مسافر نظر آئیں گے ۔ اس دین کا فلسفہ وسیلہ اور مقصد دونوں امور میں شرف اور سچائی پر مبنی ہے ۔ جس طرح مقصد سچائی شرافت اور کلمہ حق پر قائم ہوئے بغیر درست نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح اس مقصد تک پہنچنے والے ذریعہ کو بھی سچائی شریعت اور کلمہ حق کی بنیاد پر قائم ہونا چاہیے

سوالنمبر 146:عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى(اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى) یہ آیت کب نازل ہوئی؟پورا واقعہ لکھیں

جواب:ایک دفعہ رسول اللہ مریم کی خدمت میں بعض زعماء قریش حاضر ہوئے اور اسلام کی سمجھ حاصل کرنے کے شوق کا اظہار کیا تو آپ نے خوش ہو کر اپنی پوری توجہ ان کی طرف مبذول کی آپ ان سے بات چیت کرنے لگے ان کے سوالوں کے جوابات بڑی شرح اور وضاحت سے دے رہے تھے ان کو حقائق اسلام سے آگاہ کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم پاس سے گزرے تو باتیں سننے کے لیے رک گے اور ایک دو سوال حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نے بھی پوچھے آپ چونکہ قریش کو اسلام کی طرف مائل کر رہے تھے تو اس لیے آپ نے اس نابینا صحابی کی بات سے اعراض فرمایا اس امید پر کہ اس کے سوال کا جواب بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے ابھی قریش سے بات چیت مکمل ہوئے لیکن اس چھوٹی سی بات پر بھی اللہ تعالی نے آپ میم کو عتاب فرماتے ہوئے یہ آیات نازل فرمائیں

سوالنمبر 147:اللہ نے نابینا صحابی کے جواب دینے کو پسند کیوں نہیں فرمایا؟

جواب:اس میں ایک مسلمان کی دل آزاری تھی لہذا دعوت کے معاملہ میں اتنی چھوٹی سی بات سے بھی اللہ تعالی نے منع فرمایا کیونکہ آپ نے مشرکین قریش کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے نابینا صحابی سے اعراض فرمایا تھا اتنی سی بات بھی اللہ تعالی کے ہاں غیر مقبول ہے

سوالنمبر 148:کیا اسلام کی دعوت دینے کے لئے ہر قسم کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں؟

جواب:انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ حکمت اور نصیحت کے نام پر اسلام کے احکام و مبادی میں تغیر و تبدل کرے یا اسلام کی حدود سے تجاوز کرے یا ان حدود کو غیر ضروری سمجھے کیونکہ وہی حکمت اور مصلحت جائز اور مشروع ہے جو اسلام کی حدود و قیود اور اخلاق حسنہ کے دائرے میں ہو

سوالنمبر 149:قریش کے حضور سے جو مطالبات کے انکو قرآن میں کس طرح بیان کیا گیا؟

جواب:وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا(90)اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا(91)اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ قَبِیْلًا(92)اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِؕ-وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗؕ-قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا(93)

ترجمۂ کنز العرفان

اور انہوں نے کہا: ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہا دو ۔ یا تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم ان کے درمیان خوب نہریں جاری کردو۔ یا تم ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا تم نے کہا ہے یااللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ یا تمہارے لئے کوئی سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں ۔تم فرماؤ:میرا رب پاک ہے میں تو صرف اللہ کا بھیجا ہوا ایک آدمی ہوں

سوالنمبر 150:قریش نے جو حضور ﷺ سے معجزے طلب کیے تھے انکو وہ کیوں نہیں دیے گے بادلیل لکھیں؟

جواب:قریش کو ان کے مطالبات کے مطابق دنیوی فراخی نہ دینے کا سبب یہ تھا کہ اللہ عز وجل اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ قریش یہ مطالبات کفر وعناد اور مذاق واستہزاء کے طور پر کر رہے ہیں جیسا کہ ان کے مطالبات کے اسلوب اور نوعیت سے ظاہر ہے ۔ اگر اس میں ان کا صدق طلب حسن نیت اور واقعی اسلام قبول کرنے کا ارادہ ہوتا تو اللہ عز وجل ضرور ان کو ان کے مطالبات کے مطابق رزق میں فراخی عطا فرماتا اور عرب میں نہر میں اور چشمے جاری فرمادیتا ،

دلیل

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ(14)لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ(15)

ترجمۂ کنز العرفان

اور اگر ہم ان کے لیے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیتے تاکہ دن کے وقت اس میں چڑھ جاتے۔ جب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری نگاہوں کو بند کردیا گیا ہے بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کیا ہوا ہے۔

سوالنمبر 151:کیا حضور ﷺ کو صرف قرآن پاک کا ہی معجزہ دیا گیا تھا؟

جواب:اللہ تعالی نے آپ کو دیگر بے شمار معجزات عطا فرمائے جو مختلف واقعات سیرت سے ثابت ہیں

سوالنمبر 152:حضور ﷺ اور صحابہ کا بائکاٹ کیوں کیا ؟

جواب:قریش رسول اللہ کو (معاذ اللہ) قتل کرنے پر جمع ہو گے یہ بات انہوں نے قبیلہ بنو ہاشم اور قبیلہ بنومطلب سے کی لیکن ان دونوں قبیلوں نے آپ کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا جب قریش آپ کو قتل کرنے کے منصوبے میں ناکام ہو گے تو انہوں نے آپ اور آپ کے صحابہ اور بنو ہاشم و بنو مطلب میں سے جو آپ کے حمایتی تھے ان سب سے مقاطعہ و بائیکاٹ کرنے کا پروگرام بنایا ۔ اس پر انہوں نے ایک معاہدہ تحریر کیا جس پر تمام مشرکین نے رضا مندی کا اظہار کیا

سوالنمبر 153:قریش نے بائیکاٹ میں جو معاہدہ لکھا اس کی شقیں بیان کریں؟

جواب:(۱) کوئی شخص ان سے شادی بیاہ نہ کرے ۔

(۲) کوئی شخص ان سے کسی قسم کی خرید وفروخت نہ کرے ۔

(۳) کوئی شخص ان کو کھانے پینے کا کوئی سامان مہیا نہ کرے ۔

(۴) ان سے کسی قسم کی کوئی صلح نہ کی جائے اور نہ ہی ان سے کوئی میل ملاپ رکھا جائے اور نہ ان سے نرمی برتی جائے جب تک کہ بنو مطلب رسول اللہ کو قتل کے لیے ہمارے حوالے نہ کردیں اس معاہدے پر سختی سے عمل ہوگا

سوالنمبر 154:قریش نے بائیکاٹ میں جو معاہدہ لکھا اس کو کہاں رکھا؟

جواب:معاہدہ لکھ کر انہوں نے کعبہ کے درمیان آویزاں کر دیا ۔

سوالنمبر 155: قریش اپنے معاہدے پر کتنی دیر قائم رہے؟

جواب:اس میں دو قول ہیں

(1)قریش تین برس تک اس معاہدے و مقاطعے کے پابند رہے یہ عرصہ بعثت کے ساتھ میں سال محرم سے شروع ہو کر بعثت کے دسویں سال تک جاری رہا ۔

(2) ایک قول کے مطابق یہ مقاطعہ و بائیکاٹ صرف دو سال جاری رہا ۔

سوالنمبر156:قریش نے بائیکاٹ کب کیا مع اختلاف لکھیں؟

جواب:موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاہدہ حضور کے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کے حکم سے پہلے لکھا گیا۔ آپ نے اس مقاطعہ کے دوران صحابہ کرام کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا۔

لیکن ابن اسحاق کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائیکاٹ کا معاہدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد اور صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد لکھا گیا

سوالنمبر157:قریش نے کس طرح بائیکاٹ کیا؟

جواب:رسول اللہ کو اور آپ کے ساتھ بنو ہاشم بنو مطلب اور اس کے علاوہ جتنے بھی مسلمان تھے سب کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا

سوالنمبر158:قریش نے حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ اور کافروں(بنو مطلب) کو کیوں قید کیا؟

جواب:مسلمانوں کو تو اس وجہ سے کہ انہوں نے دین اسلام کو اختیار کیا اور کچھ کفار اس وجہ سے کہ وہ مسلمانوں کے حمایتی تھے اور انہوں نے اپنے خاندان اور قبیلے کا ساتھ دیتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں محصور ہونا قبول کیا

سوالنمبر159:کیا قبیلہ بنو مطلب اور بنو ہاشم کے تمام لوگوں نے حضور ﷺ کی حمایت کی ؟

جواب:قبیلہ بنو مطلب اور بنو ہاشم کے تمام لوگوں نے حضور ﷺ کی حمایت کی مگر صرف ابولہب عبد العزی بن عبدالمطلب نے اپنے قبیلے کا ساتھ نہ دیا بلکہ وہ قریش کے ساتھ جا ملا نبی اکرم اور صحابہ کرام کی مخالفت میں۔

سوالنمبر160:حضور ﷺ اور صحابہ نے شعب ابو طالب میں 2 سال کیسے گزارے؟

جواب:حضور ﷺ نے اور آپ کے ساتھیوں نے یہ بائیکاٹ کے تین سال بہت مشکلات اور مصائب میں بسر کیے ان سخت اور کٹھن حالات میں صحابہ کرام نے درختوں کے پتے اور سوکھا چڑا تک کھایا۔

سوالنمبر161:اگر کوئی قافلہ غلہ وغیرہ بیچنے آتا تو اس پر ابو لہب کا رد عمل کیا ہوتا؟

جواب:سہیلی ذکر کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی قافلہ غلہ لے کر مکہ آتا تو کوئی صحابی جب بازار میں کھانے پینے کی کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا تو ابولہب کھڑا ہو جاتا اور کہتا : اے تاجروں کے گروہ ! محمد کے اصحاب پر غلہ مہنگا کر دو تاکہ یہ نہ خرید سکیں پس وہ تاجر قیمتوں میں کئی گنا اضافہ کر دیتے حتیٰ کہ صحابہ بغیر کچھ خریدے واپس اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ آتے اس حال میں کہ ان کے بچے بھوک سے بلک رہے تھے لیکن بچوں کو کھلانے کے لیے کوئی شے ان کے ہاتھوں میں نہ ہوتی جس سے ان کی دلجوئی ہو پائے۔

سوالنمبر162:بائیکاٹ کا معاہدہ کس طرح ختم ہوا؟

جواب:جب اس مقاطعہ کو تین برس بیت گئے تو بنو قصی قبیلہ میں سے ایک گروہ نے قریش کو ملامت کی اور اس معاہدے کو توڑنے کے لیے ان پر دباؤ ڈالا ادھر اللہ عزوجل نے اس لکھے ہوئے معاہدے کی دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا جس نے دستاویز پر لکھی ہوئی ساری تحریر کو چٹ کر دیا ان کلمات میں سے صرف اللہ عز وجل کے نام والے کلمات محفوظ اور باقی رہے

سوالنمبر163:ابو طالب کو معاہدہ کے چھٹ جانے کی خبر کس نے دی؟

جواب:آپ ﷺ نے دیمک کے چٹ کر جانے کی خبر اپنے چچا جناب ابوطالب کو دی جناب ابوطالب نے آپ سے پوچھا : کیا آپ کے رب نے آپ کو اس کی خبر دی ہے ؟ آپ نے فرمایا : ہاں ! یہ سنتے ہی جناب ابوطالب قریش کے مجمع میں گئے آپ نے کہا : وہ معاہدہ لاؤ ! میں اس پر آپ سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں

سوالنمبر164:قریش اور ابو طالب کے درمیان کیا مکالمہ ہوا؟

جواب:ابو طالب نے کہا : وہ معاہدہ لاؤ ! میں اس پر آپ سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں جس سے ان کو وہم ہوا کہ شاید جناب ابوطالب ہماری شرائط ماننے کے لیے تیار ہیں ، پس وہ معاہدہ لائے جو لپٹا ہوا تھا ابوطالب نے کہا : میرا بھتیجا جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس نے مجھے خبر دی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دستاویز پر دیک مسلط کر دی ہے جس نے اس کی تحرم کو ختم کر دیا ہے۔ جس میں قطع رحمی اور جور ظلم کی باتیں لکھی ہوئی تھیں ، اگر واقعی ایسی بات ہے جیسے میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر تمہیں بھی ان کی موافقت کرنی چاہیے اور اپنے تم سے ارادے سے رجوع کر لو خدا کی قسم ! ہم کبھی بھی ان کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم سب جان کی بازی لگا دیں گے اور جو میرے بھتیجے نے دیک والی خبر دی ہے اگر واقعتاً ایسا نہیں ہوا تو ہم ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں پھر تم جو کیا ہو ان کے ساتھ سلوک کرو۔ قریش نے کہا : جو آپ کہتے ہیں ہم اس پر راضی نہیں ہیں انہوں نے وہ لپٹا ہوا معاہدہ کھولا تو ایسے ہی دیمک سے کھایا ہوا پایا جس طرح صادق ومصدوق رسول نے خبر دی تھی اس پر قریش کہنے لگے : تیرے بھتیجے نے جادو کر دیا ہے اس سے قریش کے غیض وغضب میں مزید اضافہ ہوا

سوالنمبر165:معاہدہ کو سب سے پہلے جن سرداروں نے ختم کیا ان کا نام لکھیں؟

جواب:قریش کے پانچ مشرک سردار اس معاہدہ کو توڑنے اور اس بائیکاٹ کو ختم کرنے کے لیے چلے وہ پانچ سردار ہشام بن عمرو بن الحارث زہیر بن امیہ مطعم بن عدی ابو البختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود تھے جس نے سب سے پہلے علی الاعلان اس مقاطعہ کوتوڑنے کی سعی کی وہ زہیر بن امیہ تھا

سوالنمبر166:ان سرداروں نے معاہدہ کو کس طرح ختم کیا؟

جواب:زہیر بن امیہ تھا وہ کعبہ میں جمع لوگوں کے پاس آیا اور کہا : اے اہل مکہ ! کیا ہم کھانا نہیں کھاتے کپڑے نہیں پہنتے ؟ بنو ہاشم اور بنو مطلب خرید وفروخت پر پابندی کی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہیں خدا کی قسم ! میں اس ظلم پر مبنی معاہدے و مقاطعے کو بپھاڑ کر ہی رہوں پھر باقی سردار بھی اٹھے اور انہوں نے بھی ایسی ہی باتیں کہیں پھر مطعم بن عدی اس معاہدے کی دستاویز کی طرف بڑھا اور باقی ماندہ دستاویز کو پھاڑ دیا پھر یہ پانچوں سردار اور ان کے ساتھ لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت شعب ابی طالب میں بنو ہاشم بنومطلب اور مسلمانوں کے پاس گئی اور انہیں اپنے گھروں کو واپس جانے کا کہا

سوالنمبر 167:قریش کے کافروں نے حضور ﷺ کی حمایت کیوں کی؟

جواب:وہ لوگ حضور ﷺ کی حفاظت و حمایت ان سے قرابت داری اور رشتہ داری کے جذبے کے تحت کر رہے تھے اس لیے وہ بنو ہاشم اور بنومطلب کے علاوہ قریش کے دوسرے خاندانوں کے مشرکین کو یہ چھوٹ نہیں دینا چاہتے تھے کہ وہ (معاذ اللہ) محمد کو قتل کر دیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی دو متضاد خواہشات کو ترجیح دی اور ان کو یکجا کر دیا۔

پہلی : شرک پر قائم رہنا اور جس حق کو محمد لے کر آئے تھے اس سے روگردانی اختیار کرنا۔

دوسری : حمایت اور رشتہ داری کا اظہار کرنا جس کی بناء پر آدمی دوسروں کے ظلم وستم کے مقابلے میں اپنے قریبی رشتہ دار کی حمایت کرتا ہے اگر چہ وہ حق پر ہو یا باطل پر

سوالنمبر168:مسلمانوں کا حضور ﷺ کی حمایت کرنے میں مقصد کیا تھا؟

جواب:جنہوں نے ان تکالیف اور سختیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم پر سرتسلیم خم کرتے ہوئے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے مقابلے میں دنیا ان کے سامنے کم تر تھی

سوالنمبر 168 : بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعوت کے پیچھے بنو مطلب اور بنو ھاشم تھے اس پر ان کی دلیل بیان کریں نیز ان کی دلیل کا جواب لکھیں؟

جواب:دلیل یہ ہے کہ مشرکین قریش نے جب مسلمانوں سے مقاطعہ کیا تو اس موقعہ پر انہوں نے سلبی موقف اختیار کیا

جواب:یہ صرف جاہلی حمایت تھی جو کہ رسول اللہ کے اسلام نہ قبول کرنے والے رشتہ داروں کی حمایت آپ کی رسالت ونبوت اور دعوت کی حمایت نہ تھی بلکہ ان کی حمایت صرف شخصی انفرادی اور خاندان وقبیلہ کی وجہ سے تھی تو اس دعوت کا حضور ﷺ کی دعوت کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا

سوالنمبر 169 : کیا صحابہ نے حضور کی دعوت خوشحالی حاصل کرنے کیلئے قبول کی تھی؟

جواب:آپ ﷺ کے صحابہ نے اگر ان کا مقصد بھوک سے نجات اور خوش حالی تھا آپ پر قریش کی ان پیش کردہ تجاویز کو قبول کرنے کے لیے دباؤ کیوں نہ ڈالا ؟شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں محصور ہو گئے چنانچہ کوئی سامان تجارت اور کھانے پینے کی کوئی چیز ان کے گھروں میں داخل نہ ہو پاتی یہاں تک کہ وہ درختوں کے پتے کھاتے رہے اور مشکلات کا سامنا کرتے رہے اور صبر کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اور ہر صورت میں آپ کا ساتھ دیتے رہے کیا جن کا ارادہ اور مقصد اقتصادی انقلاب کیا وہ ایسا کرتے ہیں اور جب ہجرت مدینہ کی تو بھی صحابہ نے گھر مال وغیرہ چھوڑ دیا اگر انہوں نے

اسلام مالداری کے لئے قبول کیا ہوتا تو وہ اپنا مال و دولت نہ چھوڑتے

سوالنمبر 170: حضور کی اس دعوت کو امیروں نے کیوں نہیں قبول نہیں کیا؟

جواب: کیونکہ جو شریعت لوگوں کے درمیان عدل و مساوات قائم کرنا اور ہر ظالم مغرور اور سرکش کو لگام دینا چاہے گی تو اس سے وہ تمام لوگ نہ صرف اعراض کریں گے بلکہ اس کے خلاف برسر پیکار ہوں گے جو ظلم وستم اور سرکشی کی زندگی گذارنے کے عادی ہوں اس لیے کہ اس شریعت سے انہیں فائدوں سے زیادہ نقصانات حاصل ہوتے ہیں

سوالنمبر 171: کیا جنگ قادسیہ میں صحابہ کرام کا مقصد سرداری حاصل کرنا تھا؟ بادلیل لکھیں

جواب: نہیں اس سے مقصد سرداری نہیں تھا کیونکہ اگر اس لشکر کا مقصد کسری کے خزانوں کا حصول ہوتا یا دنیوی مال و دولت کی تمنا ہوتی یا تخت و تاج کے حصول کی تمنا ہوتی تو ہرگز حضرت سعد فتح و نصرت کی خوش خبری لے کر نہ لوٹتے بلکہ ان کو شکست و ذلت کا سامنا کرنا پڑتا لیکن ان سب معرکوں میں ان مسلمانوں کے پیش نظر دین اسلام کی نصرت اور اللہ تعالی کی رضا کا حصول تھا جب اللہ تعالی راضی ہوا تو خدا تعالی نے پھر مسلمانوں کو زمین میں حکومت بھی عطا کی مال و دولت سے بھی نوازا اور خزانوں کی کنجیاں بھی عطا فرمائیں

دلیل: معرکہ قادسیہ میں اگر مسلمانوں کا مقصد ثروت و دولت اور عیش وعشرت کا حصول ہوتا تو حضرت ربعی بن عامر رستم کے پنڈال میں گھس کر سب کچھ تباہ و برباد نہ کرتے ۔ حضرت ربعی بن عامر جب رستم کے پنڈال میں داخل ہوئے تو اس کی عیش وعشرت اور شاہانہ طرزعمل پر نفرت کا اظہار کیا آپ نے اپنے نیزے سے وہاں پڑے ہوئے قالینوں اور مفاخرانہ گاؤ تکیوں کو تہس نہس کر دیا

سوالنمبر 172 : جیش قادسیہ کس نے تیار کیا اور سپہ سالار کون تھا؟

جواب: جیش قادسیہ حضرت عمر نے تیار کیا اور سپہ سالار سعد بن ابی وقاص تھے

سوالنمبر 172 : رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت کیوں دی؟

جواب : جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مسلمانوں پر کفار نے اپنے ظلم وستم سے عرصہ حیات سے تنگ کر دیا ہے اور مسلمان ان سے محفوظ نہیں ہیں تو حضور ﷺ نے مسلمانوں ہجرت کرنے کی اجازت دے دی

سوالنمبر 173 : حضور ﷺ نے حبشہ کے نجاشی کے بارے میں کیا کہا؟

جواب : اگر تم سرزمین حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا وہ بھلائی کی سرزمین ہے جب تک اللہ تعالی تمہاری مصیبت کو رفع نہیں کردیتا تب تک تم وہی ٹھہرے رہو ۔

سوالنمبر 174 : اسلام کی پہلی ہجرت کون سی تھی؟

جواب : اسلام میں مسلمانوں کی پہلی ہجرت ہجرت حبشہ تھی ۔

سوالنمبر 175 : حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے کتنے صحابہ تھے اور جن کا ذکر فقہ السیرہ میں ہے ان کے نام بیان کریں؟

جواب : حبشہ کو ہجرت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداداسی (۸۰) سے کچھ زیادہ تھی ان مہاجرین میں سرفہرست حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ من ابوحذیفہ اور آپ کی زوجہ زبیر بن عوام مصعب بن عمیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ شامل تھے

سوالنمبر 176 : ہجرت حبشہ پر قریش کا رد عمل کیا تھا؟

جواب : قریش نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان تو آہستہ آہستہ حبشہ کو ہجرت کر رہے ہیں اور ہمارے چنگل سے آزاد ہو رہے ہیں تو انہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف دو سرداروں کو نجاشی اور اس کے وزیروں اور مشیروں کے لیے بے شمار مختلف قسم کے تحائف دے کر بھیجا تاکہ وہ تمام مسلمانوں کو ہمارے حوالے کر دے ۔۔

سوالنمبر 177 : قریش نے نجاشی کی طرف اپنے کون سے سرداروں کو بھیجا اور ان کی پیشکش پر نجاشی نے کیا کیا؟

جواب : انہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو نجاشی اور اس کے وزیروں اور مشیروں کے لیے بے شمار مختلف قسم کے تحائف دے کر بھیجا اور یہ دونوں سفیر نجاشی سے پہلے اس کے وزیروں اور مشیروں کو تحائف پیش کر کے اپنی بات پر قائل کر چکے تھے تو نجاشی نے جب یہ بات سنی تو اس نے مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے اس دین جدید کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں

سوالنمبر 178 : نجاشی نے مسلمانوں سے کیا سوال کیا اور کس نے اور کیا جواب دیا؟

جواب : دونوں قریش کے سفیروں کو نجاشی کے سامنے لایا گیا ۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا : یہ کیسا دین ہے جس کو اختیار کر کے تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے ؟ اور پھر نہ تم میرے دین میں داخل ہو اور نہ ہی کسی دوسری ملت کے دین میں تم نے شمولیت اختیار کی ۔ تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : اے بادشاہ ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے بتوں کو پوجتے تھے مردار کھاتے تھے فحش کام کرتے تھے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے تھے اپنے پڑوسیوں کو محروم رکھتے اور ہم میں سے طاقت ور کمزور کو ہڑپ کر جاتا ہم اس طریقے پر تھے کہ اللہ تعالی نے ہم میں سے ہی ایک رسول مبعوث کیا جس کے حسب نسب صداقت امانت اور پاک دامنی کو ہم پہلے سے جانتے تھے اس نے ہمیں ایک خدا کی طرف دعوت دی اور اس کی ہی عبادت کرنے کا حکم دیا ہمارے آباء واجداد جو پتھروں اور بتوں کی پوجا کرتے اس سے ہمیں روکا اور ہمیں سچی بات کرنے امانت کو ادا کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا اور ہمیں برائیوں اور فحش کاموں سے منع کیا ۔ پس ہم نے ان کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لے آئے

سوالنمبر 179 : نجاشی نے جب کہا کہ حضور ﷺ جو اللہ ﷻ کی طرف سے لائیں تھے اس میں سے بیان کریں تو حضرت جعفر کون سی آیات کی تلاوت کی ؟

جواب : نجاشی نے جب کہا کہ حضور ﷺ جو اللہ ﷻ کی طرف سے لائیں تھے اس میں سے بیان کریں تو حضرت جعفر نے سورہ مریم کی درج ذیل آیات تلاوت کیں

(نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ (5) وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ) (6)

| ترجمۂ کنز العرفان |

(اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جنہیں زمین میں کمزوربنا یاگیا تھااور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک و مال کا) وارث بنائیں ۔ اور انہیں زمین میں اقتداردیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ)

سوالنمبر 180 : نجاشی نے جب قریش کے تحائف لٹا دیے تو اس کے بعد قریش نے نجاشی سے کیا کہا اور اس پر نجاشی اور مسلمانوں کے درمیان کیا مکالمہ ہوا ؟

جواب :: یہ دونوں سفیر دوبارہ نجاشی کی طرف لوٹے اور کہا : اے بادشاہ ! یہ لوگ عیسی بن مریم کے بارے میں بہت بڑی اور عجیب بات کہتے ہیں ۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دوبارہ بلوایا ۔ اور ان سے حضرت عیسی علیہ اسلام کے بارے میں پوچھا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب ہے یہ بھی ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ فرمان میں ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کی طرف سے روح اور اس کے شمہ ہیں جو اس نے کنواری پاک دامن مریم کی طرف القاء کیا تھا یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک تنکا اٹھایا اور پھر کہا : خدا کی قسم عیسی ابن مریم کے بارے جو کچھ آپ نے کہا عیسی ابن مریم اس تنکے کے برابر ذرا بھی زیادہ نہیں تھے ۔

سوالنمبر 181 : حبشہ سے مکہ کی طرف کتنے مسلمان لوٹے اور کیوں لوٹے؟

جواب : یہ لوگ تینتیس (۳۳) کے قریب مرد تھے

کچھ عرصہ کے بعد حبشہ میں رہنے والے مسلمانوں نے یہ خبر سنی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تو مسلمانوں نے مکہ کا سفر شروع کر دیا جب مکہ کے قریب پہنچے تو پتا چلا کہ اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی خبر جھوٹی تھی ،اس وجہ سے وہ مسلمان واپس مکہ کی طرف لوٹے

سوالنمبر 182 : حبشہ سے واپسی پر مسلمان مکہ میں کیسے داخل ہوئے ؟

جواب : حبشہ سے اوپسی پر مسلمانوں نے مکہ میں داخل ہونے کے لئے مکہ میں رہنے والے لوگوں کی پناہ حاصل کر لی

سوالنمبر 183 : حضرت عثمان بن مظعون ابو سلمہ کن کے زیر سایہ مکہ میں داخل ہوئے ؟

جواب : حضرت عثمان بن مظعون ولید بن مغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے اور ابوسلمہ جناب ابوطالب کی پناہ میں داخل ہوئے ۔

سوالنمبر 184: ہجرت حبشہ میں کتنے اور کون کون سے اسباق تھے فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟

جواب : مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کے واقعہ سے ہم تین قسم کے اسباق حاصل کرتے ہیں

(1) : بے شک دین اسلام اس کی پیروی اور اس پر پوری طرح عمل کرنا ہی ہر قوت کی اساس اور سر چشمہ ہے ۔ یہی دین اسلام ہی مال زمین آزادی اور عزت و کرامت کے تمام حقوق کی حفاظت کا ضامن ہے ۔ اس لیے دعوت دین کا کام کرنے والوں اور دین کے راستے میں جہاد کرنے والوں پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اپنی جملہ توانائیاں دین اسلام کی بنیادوں کی حفاظت پر صرف کریں تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ کائنات میں یہی سنت الہیہ رہی ہے کہ معنویت یعنی صحیح عقیدہ اور باطن جب مضبوط اور قوی ہوتا ہے تو یہی قوت پھر مادیت اور ظاہر کو مضبوط کرتی ہے ۔ کوئی بھی امت جب اپنے عقائد سلیمہ اخلاق حسنہ اور صحیح اجتماعی بنیادوں پر مضبوط اور کار بند رہتی ہے تو مادی قوت و سلطنت بھی اس کے پاس رہتی ہے اور جب اپنے اخلاق،عقائد اور معاشرتی و سماجی نظم و ضبط میں کمزور ہوتی ہے تو امید ظاہری قوت بھی زور پڑ جاتی ہے اور اضمحلال کا شکار ہو جاتی ہے ۔

(2) : اس واقعہ سے ہم اس حقیقت کا ادراک بھی کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت سید نا عیسی علیہ السلام کے پیغام میں کتنا گہرا تعلق تھا ۔ نجاشی جو حضرت عیسی علیہ السلام کے دین پر قائم تھا اور نصرانیت میں مخلص اور سچا تھا اس کے اس اخلاص کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ کسی دوسرے دین کی طرف مائل نہ ہوتا جو انجیل اور حضرت عیسی علیہ السلام کے عقیدہ کے خلاف تھا اور نہ ہی ان کی مدد کرتا ۔یہ بات اس بدیہی ثبوت کو پختہ کرتی ہے کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام ایک ہی عقیدہ لے کر آئے ان میں سے کسی نے بھی دوسرے کی مخالفت نہیں کی اہل کتاب نے جو اختلافات پیدا کیے یہ ان کے آپس کے جھگڑے جہالت اور ناواقفیت کی بناء پر نہیں تھے بلکہ علم کی روشنی آ جانے کے بعد سرکشی کی بنیاد پر تھے

(3) :اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان ضرورت کے وقت غیر مسلموں کی پناہ میں بھی داخل ہو سکتے ہیں پناہ دینے والا اگر چہ اہل کتاب ہو جیسے نجاشی کے جا کر مسلمانوں کا پناہ لینا یا پھر وہ مشرک ہوں جیسے جب حضورﷺ طائف سے واپسی پر معطم بن عدی کی حمایت سے مکہ میں داخل ہوئے لیکن یہ حمایت و پناہ اس بات سے مشروط تھی کہ اس سے دعوت اسلامیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے،نہ دین کے احکامات کو تبدیل نہ کیا جائے اور بعض حرام کاموں پر سکوت اختیار کرنے کی شرط نہ ہو

سوالنمبر 185:اسلام کے مکمل ضابطہ حیات اور درست دین ہونے کی وجہ لکھیں؟

جواب:کیونکہ یہ خالق حقیقی نے خود بندوں کے لئے بنایا اور پسند کیا ہے اور یہ انصاف اور امن و سلامتی کا اجتماعی نظام فراہم کرتا ہے تو بندوں کا بنائے اصول و قواعد تو غلط ہو سکتے ہیں لیکن خالق کائنات کے بنائے اصول غلط نہیں ہو سکتے

سوالنمبر 186:اسلام کی دعوت کی بنیادی چیزوں میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟

جواب : دعوت اسلام کی بنیادی چیزوں میں مال کی قربانی وطن کی قربانی اور اپنی زندگی کو اس کے راستے میں قربان کر دینا شامل ہیں

سوالنمبر 187:ہجرت کی ابتدا یا اسکو مشروع کیوں کیا گیا نیز یہ بتائیں کے کیا ہجرت مشکلات سے بھاگنے کے لئے ہوتی ہے؟

جواب : دین کے راستے میں جملہ تکالیف اور مشکلات میں سے یہ ہجرت کوئی چھوٹی تکلیف اور مصیبت نہ تھی ، حقیقت میں یہ تکلیف اور ایذاء سے بھاگنے کا نام نہیں بلکہ نصرت الہی کے آنے تک یہ مقام آزمائش کی تبدیلی کا نام ہے ۔

سوالنمبر 188:مسلمانوں نے مکہ (دار اسلام) سے کافروں کے ملک میں کیوں ہجرت کی؟

جواب : کیونکہ اس وقت مکہ دارالسلام نہیں تھا اور اس وقت تمام ممالک برابر تھے

سوالنمبر 189:ہجرت کرنا کب جائز واجب اور حرام ہے؟

جواب : ۔ (۱) واجب : یہ اس وقت ہے جب مسلمانوں کو شعائر اسلامیہ مثلا نماز روزہ اذان اور حج وغیرہ کو قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو اس صورت میں وہاں سے ہجرت کرنا 161 واجب ہے ۔

(۲) جواز : جب مسلمانوں کو مختلف مصائب تکالیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے تو اس صورت میں جائز ہے کہ وہ کسی دوسرے اسلامی ملک میں ہجرت کر جائیں ۔

(۳) حرام واجبات اسلامیہ میں سے کسی واجب پر عمل نہ کرنے اور سستی کی بناء پر اسلامی احکامات کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے دارالاسلام سے کسی ایسے ملک کی طرف ہجرت کرنا جہاں اسلامی احکامات پر پابندی لازم نہ ہو یہ حرام ہے ۔

سوالنمبر 190:تمام انبیا ایک ہی عقیدہ لے کے آئے اس پر دلیل لکھیں؟

جواب : جب نجاشی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں قرآنی آیات سنیں تو اس نے کہا : بے شک یہ کلام اور جو عیسی ابن مریم لے کر آئے یہ دونوں ایک ہی جگہ سے آئے نجاشی یہ جملہ اپنے اردگرد جمع جملہ کاتبان انجیل اور عیسائی علماء کے سامنے کہہ رہا تھا ۔ جو آیات ان پر پڑھی گئی اگر وہ انجیل کے خلاف ہوتی تو وہ ضرور اس کی نفی کرتے انہوں نفی نہیں کی اس سے ثابت ہوا کہ تمام انبیا ایک ہی عقیدہ لے کے آئے

سوالنمبر 191:اہل کتاب نے آپس میں اختلاف کیوں کیا؟

جواب : اہل کتاب نے جو اختلافات پیدا کیے یہ ان کے آپس کے جھگڑے جہالت اور ناواقفیت کی بناء پر نہیں تھے بلکہ علم کی روشنی آ جانے کے بعد سرکشی کی بنیاد پر تھے

سوالنمبر 192:کب غیر مسلموں کی حمایت لینا حرام ہے بادلیل لکھیں ؟

جواب : حمایت و پناہ اس بات سے مشروط تھی کہ اس سے دعوت اسلامیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے،نہ دین کے احکامات کو تبدیل نہ کیا جائے اور بعض حرام کاموں پر سکوت اختیار کرنے کی شرط نہ ہو ورنہ کسی مسلمان کو ان مذکورہ شرائط کی بناء پر کسی کافر کی پناہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ۔ اس کی دلیل رسول اللہ سلام کا وہ موقف ہے جو آپ نے اس وقت اختیار کیا جب آپ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ تم اپنی جان کی بقاء چا ہو اور جو تمہارے بس میں نہیں وہ نہ کرو اور مشرکین کے خداؤں کو برا نہ کہو تو اس وقت آپ لیم نے اپنے چچا کی پناہ اور حمایت سے نکلنے کا فیصلہ کیا اور حق بات کو بیان کرنے اور اس کی وضاحت کرنے پر سکوت اختیار کرنے سے انکار کر دیا ۔

سوالنمبر 193: اسلام کی تعلیم کے لئے حضورﷺ کے پاس سب سے پہلے کہاں سے آیا اور کس کے ساتھ آیا؟

جواب : جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے کے صحابہ مختلف مشکلات اور تکالیف کے دور سے گزر رہے تھے تو اس دوران مکہ کے باہر سے عظیم اسلام کے لیے جو پہلا وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ حبشہ کے عیسائیوں کا تیس (۳۰) سے زائد مردوں پر مشتمل تھا ۔ یہ وفد حضرت جعفر بن ابی طالب کی واپسی پر آپ کے ساتھ مکہ آیا

سوالنمبر 194:حبشہ کا وفد حضور ﷺ پر ایمان کیوں لایا؟اور ان کے ایمان لانے پر ابو جہل کا رد عمل لکھیں؟

جواب : یہ لوگ آپ کے پاس بیٹھے اور آپ ﷺ کی صفات اور احوال پر مطلع ہوئے اور قرآنی آیات کی تلاوت سنی تو یہ سب کے سب ایمان لے آئے جب اس بات کا علم ابو جہل کو ہوا تو اس نے اُن کو سخت الفاظ میں کہا : ہم نے تم سے بڑھ کر بے وقوف مسافر نہیں دیکھے تمہاری قوم نے تمہیں اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا تا کہ واپس جا کر انہیں خبر دو مگر تم ابھی اس کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ فورا تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور اس پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر دی ۔

سوالنمبر 195:ابوجہل کی باتوں پر ان لوگوں نے کیا جواب دیا نیز ان کے بارے میں قرآن پاک کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟

جواب : اس وفد کے لوگوں نے جواباً کہا :

سلام علیکم ! ہم تم سے جاہلانہ باتیں نہیں کرتے تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور ہم اپنے دین پر کار بند ہیں ہم اپنے آپ کو خیر سے محروم نہیں کر سکتے

پس ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نازل ہوا :

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ(52)وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ(53)اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(54)وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ٘-سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ٘-لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ(55)

ترجمۂ کنز العرفان

جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ۔اور جب ان پر یہ قرآن پڑھاجاتاہے توکہتے ہیں : ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس (قرآن) سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے۔ان کو ان کا اجر دُگنا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور یہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں : ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں ۔ بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔

سوالنمبر196جو وفد حضور کے پاس آیا ان کی تعداد کتنی تھی نیز آنے کی وجہ بھی تحریر کریں؟

جواب : یہ وفد مکہ میں آیا اس میں تیس (۳۰) سے زیادہ عیسائی مرد موجود تھے ایک روایت کے مطابق چالیس (۴۰) سے زیادہ تھے سمندری لہروں کو عبور کرتے ہوئے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ اس بحر بے کنار سے معرفت کے موتی حاصل کر سکیں تا کہ اس دعوت جدیدہ کو قبول کر کے اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار کریں اور زبان حال سے اس بات کا اعلان کریں کہ دشمنان اسلام جتنا بھی اس دعوت کو روکیں ، مسلمانوں کو جتنی بھی تکالیف اور ایذائیں دیں لیکن اس سب کے باوجود وہ اسلام کے اس نور کو مشارق و مغارب میں پھیلنے سے ہر گز نہیں روک سکتے اور نہ ہی اس کو بار آور ہونے سے روک سکتے ہیں ۔

سوالنمبر197:ادیان سماوی کا کلمہ کیوں غلط ہے؟

جواب:کیونکہ شریعتیں تو متعدد ہوتی رہیں ، ہر بعد میں آنے والی شریعت پہلی والی شریعت کی ناسخ ہوتی تھی لیکن متعدد ادیان والی بات غلط ہے ۔دین شروع سے ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام ہے لیکن اس لیے ہمیں چاہیے کہ ''دین' اور "شریعت'' کے الفاظ کو خلط ملط نہ کریں ۔

سوالنمبر198:دین اور شریعت کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے؟

جواب:دین کا اطلاق عقیدہ پر ہوتا ہے اور شریعت کا اطلاق عبادات و معاملات کے متعلق جاری کردہ احکام پر ہوتا ہے ۔

سوالنمبر199:کس سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے اور اس سال میں کس کی وفات ہوئی؟

جواب:غم کا سال حضور ﷺ کی بعثت کے دسویں سال کو عام الحزن کہتے ہیں ۔ اس سال آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا جناب ابوطالب کا انتقال ہوا ۔

سوالنمبر200:حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے درمیان کتنی مدت تھی نیز ابن ہشام نے حضرت خدیجہ اور ابو طالب کے بارے میں کیا کہا؟

جواب:ابن سعد اپنی کتاب '' طبقات ''میں لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور جناب ابوطالب کی وفات کے درمیان ایک ماہ پانچ دن کا وقفہ تھا ۔

ابن ہشام نے لکھا کہ آپ اسلام کی سچی رفیق تھیں ، آپ جب بھی ان سے کسی تکلیف کی شکایت کرتے تو آپ ﷺ کوان سے محبت و انسیت اور اطمینان ملتا جب کہ ابوطالب بھی آپ کے شانہ بشانہ رہے اور اپنی قوم کے مقابلے میں آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہے ۔

سوالنمبر201:ابن ہشام نے ابو طالب کی وفات کے بعد جو رسول ﷺ کو تکلیفیں پہنچی ان کے بارے میں کیا کہا؟

جواب:ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب جناب ابوطالب فوت ہو گے تو آپ کو قریش نے ایسی تکالیف بھی دیں جو ابوطالب کی زندگی میں نہیں دی گئی تھیں ۔ یہاں تک کہ قریش کے احمقوں میں سے ایک احمق نے راستے میں آپ کو روکا اور آپ کے سر اقدس میں مٹی ڈال دی آپ اس حالت میں اپنے گھر تشریف لائے حضور ﷺ کی ایک بیٹی اٹھیں اور سر انور کو دھونے لگیں اور وہ روتی جاتیں آپ ﷺ نے فرمایا : اے میری بیٹی ! نہ رو ! بے شک اللہ تعالیٰ خود تمہارے باپ کا محافظ ہے ۔

سوالنمبر:ابو طالب کے جلد وفات پا جانے میں حکمت کیا تھی؟

جواب:تاکہ یہ وہم پیدا کیا سکے تھا کہ اس دعوت کے پیچھے تو جناب ابوطالب کا ہاتھ تھا

سوالنمبر202:عام الحزن میں اللہ نے حضور ﷺ کی تسلی کے لئے کون سی آیات نازل فرمائیں؟

جواب:قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ(33)وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَاۚ-وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِۚ-وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ(34)وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍؕ-وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ(35)

ترجمۂ کنز العرفان

ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں تمہیں رنجیدہ کرتی ہیں تو بیشک یہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کاانکار کرتے ہیں ۔اورآپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے جھٹلائے جانے اور تکلیف دیئے جانے پر صبر کیایہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اورکوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بیشک تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آ چکی ہیں اور اگر ان کا منہ پھیرنا آپ پر شاق گزرتا ہے تو اگر تم سے ہوسکے توزمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر کے ان کے پاس کوئی نشانی لے آؤ اوراگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کردیتا تو اے سننے والے! ہر گز بے خبر نہ بنو

سوالنمبر203:حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات سے جو حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ لکھیں؟

جواب:اس سے دو حقیقتیں کھل کر سامنے آتی ہیں : پہلی حقیقت : بے شک ہر حمایت ہر مدد اور تعاون اللہ عز وجل کی طرف سے ہی آتا ہے اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو مشرکین سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا ہوا تھا ۔ اگر چہ آپ میں کی حمایت لوگوں میں سے کوئی کرتا یا نہ کرتا ۔ آپ ﷺ ﷺ کی ذات معصوم و مامون تھی اور آپ ﷺ کی دعوت نے ضرور بہ ضرور کامیاب ہونا ہی تھا ۔ دوسری حقیقت : لوگوں سے محفوظ رکھنے اور عصمت کا مفہوم یہیں تھا کہ آپ کو یہ ظاہر مشکلات تکالیف اور ایذاء رسانی نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مام کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کے بارے ارشاد فرمایا : واللہ یعصمک من الناس .

سوالن مبر204:اللہ کا رسول ﷺ کو لوگوں سے بچانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قتل ہونے سے بچائے گا اس کے علاوہ جو مشکلات اور تکالیف میں ان میں سے کافی حد تک انبیاء و رسل کو ان کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ حق کے راستے میں مصائب و آلام آتے ہیں پھر کامیابی حاصل ہوتی ہے

سوالن مبر205:دعوت کے راستے میں رسول ﷺ کو تکلیفوں کا پہنچنا کیا یہ اللہ کے وعدہ کے مخالف ہے بادلیل لکھیں؟

جواب:نہیں یہ وعدہ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اللہ نے حضور ﷺ کو فرمایا

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ(94)

ترجمۂ کنز العرفان

پس وہ بات اعلانیہ کہہ دو جس کا آپ کو حکم دیا جارہاہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ(97) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ(98) وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ(99)

ترجمۂ کنز العرفان

اور بیشک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجاؤاور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتّٰی کہ تمہیں موت آجائے۔

سنت السیہ کا تقاضہ یہ ہے کہ دعوت کے راستے میں جس طرح رسول اللہ ان مشکلات کا سامنا کریں اسی طرح ہر زمانے کے عام مسلمان بھی دعوت اسلامیہ کے سلسلے میں ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرنے اور ان کا سامنا کرنے کو تیار رہیں اور ان تکالیف کو بہ خوشی گوارا کریں

سوالنمبر206:اگر حضور ﷺ اسلام کے راستے میں مشکلات برداشت نہ کرتے تو کیا خرابی لازم آتی تھی؟

جواب:اگر رسول اللہ اپنی دعوت میں بغیر کسی مشقت اور تکلیف اٹھائے کامیاب ہوجاتے تو آپ ﷺ کے صحابہ اور بعد میں آنے والے مسلمان آرام دہ زندگی کا مطالبہ کرتے اور دعوت کے راستے میں مصائب و مشکلات کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیتے۔ کیونکہ جب مسلمانوں کو دعوت دین کے سلسلے میں مختلف قسم کی تکالیف کا سامنا ہوتا ہے تو اس وقت وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تکالیف اور مشکلات تو رسول اللہ کو بھی پیش آئیں اس لیے ہر مسلمان ہنسی خوشی ان مشکلات کو برداشت کرتا ہے

سوالنمبر207:بعض لوگ اپنے فوت شدگان پر ماتم کرنے اور لمبا سوگ منانے کا استدلال بھی آپ نے محض حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا اور جناب ابوطالب کی جدائی کے غم میں پورے سال کو عام الحزن کا نام دیا جواب لکھیں؟

جواب:یہ سوچ کی خطا اور غلطی ہے۔ آپ اپنے چچا اور اپنی زوجہ کے فراق میں اتنے سخت غمگیں نہیں ہوئے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ ان دونوں کی وفات کے بعد دعوت اسلامیہ کے کئی دروازے بند ہو گئے۔ آپ کے چچا جناب ابوطالب کی حمایت میں دعوت و ارشاد کے بعض کاموں میں آپ کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن چچا کی وفات کے بعد یہ راستے بند ہوتے دکھائی دیئے آپ جس طرح بھی کوشش کرتے آگے کئی رکاوٹوں اور عداوتوں کو پاتے اور جب بھی کسی طرف رخ کرتے تو آگے راستہ بند ہوتا 'پس آپ اپنی دعوت کے ساتھ ایسے ہی لوٹ آتے جیسے آپ جاتے۔ نہ کوئی آپ کی بات سنتا اور نہ ہی کوئی آپ پر ایمان لاتا بلکہ ہر کوئی استہزاء کرتا تمسخر اڑاتا سرکشی کرتا اور ہتک آمیز طریقے سے پیش آتا آپ اس وجہ سے غمگیں ہو جاتے اس لئے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا

اول وفد کے کچھ سوالات

سوالنمبر208:اسلام کو سمجھنے کے لئے وفد کے حضور ﷺ کے پاس آنے میں جو حکمتیں ہیں وہ بیان کریں؟

جواب:اس میں دو حکمتیں تھیں

(1)ان مشکلات کے دور میں رسول ﷺ کے پاس وفد کا آنا اس بات پر ظاہری دلیل ہے کہ ارباب دعوت اسلامیہ کو اگر چہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے وہ کسی بھی حال میں ناکامی اور نامرادی تصور نہیں کرتے اور نہ کمزوری پسپائی یا مایوسی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ جیسے ہم نے پہلے کہا کہ یہ راستے کی تکالیف اور مشکلات ہیں تو کامیابی اور فتح تک پہنچانے والی ہیں

(2)آپ پر ایمان لانے کا مطلب ایک دین سے دوسرے دین میں داخل ہو انہیں تھا بلکہ یہ تو حضرت عیسی علیہ السلام اور ان پر نازل ہونے والی کتاب انجیل پر ایمان لانے کی حقیقت کا تسلسل تھا کیونکہ اس رسول اور اس کتاب نے انہیں آخری نبی پر ایمان لانے کی تاکید کی تھی انجیل ہی نے اس کے بعد میں آنے والے رسول کی صفات و خصوصیات بھی بیان کر دیں تو اس لیے ان کے انجیل پر ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ وہ محمد رسول اللہ پر بھی ایمان لائیں۔

سوالنمبر209:عیسائیوں کا حضور ﷺ پر ایمان لانا دین عیسیٰ کا تسلسل ہی تھا اس پر دلیل لکھیں؟

جواب:اللہ نے فرمایا

وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ(53)

ترجمۂ کنز العرفان

یعنی ہم حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل ہی آپ کی دعوت پر ایمان لاچکے تھے اور سر تسلیم خم کر چکے تھے کیونکہ یہ انہی چیزوں میں سے ہے جن پر ایمان لانے کا انجیل نے ہمیں حکم دیا۔ یہی معاملہ ہے ہر اس بندے کا جو حقیقی طور پر حضرت عیسی اور موسیٰ کے دین پر عمل کرتا ہے کہ وہ اگر ان کتابوں پر ایمان لاتا ہے تو اس کے احکام کو بھی قائم

سوالنمبر 210: حضور ﷺ نے طائف کی طرف ہجرت کیوں کی اور کس قبیلہ کی طرف کی؟

جواب : رسول اللہ ﷺ کی ہجرت طائف جب قریش مکہ نے آپ پر ظلم وستم کی حد کر دی تو آپ ﷺ نے طائف کی طرف نکلے تا کہ قبیلہ بنو ثقیف کی حمایت حاصل کریں اور یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ پیغام حق کو تسلیم کر لیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور حضور ﷺ نے قبیلہ بنو ثقیف کی طرف ہجرت کی

سوالنمبر 211: قبیلہ بنو ثقیف کو حضور ﷺ نے کس چیز کی دعوت دی اور ان کا ردعمل کیا تھا؟

جواب : جب آپ ﷺ طائف پہنچے تو وہاں پر قبیلہ بنو ثقیف کے ایک گروہ کو پایا یہ لوگ ان کے سردار تھے آپ ﷺ ان کی مجلس میں بیٹھ گئے اور انہیں اللہ عزوجل کی وحدانیت کی دعوت دی اور جس مقصد کے لیے آئے تھے وہ بیان فرمایا۔ انہوں نے بہت برے طریقے سے اس کا جواب دیا اور ایسی غلیظ گفتگو کی، جس کی آپ ﷺ کو توقع نہ تھی۔

سوالنمبر 212: حضور ﷺ نے قبیلہ بنو ثقیف والوں سے آخری کیا کی اور پتھرو سے حضور ﷺ کی حفاظت کس نے کی؟

جواب :حضور ﷺ نے قبیلہ بنو ثقیف سے آخری بات یہ کی کہ وہ میرے یہاں طائف آنے کو قریش سے پوشیدہ رکھیں لیکن اس کا بھی انہوں نے کوئی مثبت جواب نہ دیا پھر یہیں پہ بس نہیں ہوا طائف کے سرداروں نے اپنے علاقہ کے اوباش لڑکوں اور غلاموں کو آپ کے پیچھے لگا دیا وہ بدطینت لوگ آپ ﷺ پر آواز میں کستے اور برا بھلا کہتے اور پتھر مارتے جاتے حتی کہ آپ ﷺ کے قدمین شریفین لہولہان ہو گئے آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ تھے وہ خود آگے ہو کر آپ کو پتھروں سے بچاتے حتی کہ ان کے سر میں بھی کئی گہرے زخم آئے۔

سوالنمبر213: قبیلہ بنو ثقیف والوں نے حضور ﷺ کا پیچھا کہاں تک کیا اور حضور ﷺ نے کہاں پناہ لی؟

جواب : قبیلہ بنو ثقیف والوں نے حضور ﷺ کا پیچھا عتبہ بن ربیعہ کے باغ تک کیا اور حضور ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی

سوالنمبر214: حضور ﷺ نے باغ میں کیا دعا کی؟

جواب : آپ ﷺ انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے ربیعہ کے دونوں بیٹے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے جب آپ ﷺ کو اس سائے میں کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا سر انور اٹھایا اور یہ دعا مانگی :

اُے مولا ! میں اپنی طاقت کی کمزوری، عملی قوت کی کمی اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے بسی کا شکوہ تیری بارگاہ میں کرتا ہوں اے ارحم الراحمین ! تو سب کمزوروں کا رب ہے اور تو میرا بھی رب ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے ؟ کیا کسی بیگانے کے حوالے کرتا ہے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے یا کیا تو نے میرا معاملہ کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے ؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے ان تکلیفوں کی کوئی پرواہ نہیں مگر تیری طرف سے عافیت اور سلامتی مجھے مل جائے تو یہ میرے لیے دل کشا ہے میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور کے ساتھ جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں دنیا اور آخرت کے کام سنور جاتے ہیں مجھے اس سے محفوظ رکھ کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا مجھ پر اپنی ناراضگی اتارے میں رضا کا طلب گار ہوں حتی کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے تیری طاقت اور زور کے علاوہ کوئی طاقت نہیں

سوالنمبر215: عتبہ بن ربیعہ کا حضور ﷺ کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور جس غلام نے حضور ﷺ کو انگوروں کا گچھا پیش کیا اس کا نام لکھیں؟

جواب: یہ سب کچھ دیکھ کر باغ کے مالک ربیعہ کے دونوں بیٹوں کے دلوں میں شفقت پیدا ہوئی انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو بلایا جس کا نام عداس تھا' اس کے ہاتھ انگوروں کا ایک گچھا پلیٹ میں رکھ کر آپ کے پاس بھیجا

سوالنمبر216: غلام اور حضور ﷺ کے درمیان کیا مکالمہ ہوا؟

جواب : جب عداس نے یہ انگور آپ ﷺ کے سامنے رکھے اور تناول فرمانے کا کہا تو آپ ﷺ نے بسم اللہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا اور تناول فرمایا تو عداس نے تعجب سے پوچھا کہ اللہ کی قسم ! کھانے سے پہلے اس طرح کا کلام اس علاقے کے لوگ تو نہیں پڑھتے آپ ﷺ نے پوچھا : تم کس علاقے سے ہو اور تمہارا دین کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا : میں عیسائی ہوں اور میں موصل کے علاقے نینوئی سے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ کے نیک بندے یونس بن متاع کے علاقے سے ؟ عداس نے پوچھا : آپ یونس بن متاع کو کیسے جانتے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : وہ میرا بھائی ہے وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں یہ سنتے ہی عداس آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے سرانور ہاتھوں اور قدموں کے بوسے لینے لگا۔

سوالنمبر217: سفر طائف سے واپسی کے بارے میں ابن اسحاق نے کیا کہا؟

جواب : ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب آپ طائف سے مکہ واپس لوٹ رہے تھے تو نخلہ کے مقام پر رات کے پچھلے پہر آپ ﷺ نماز پڑھنے کے وہاں سے جنات کا ایک گروہ گزرا جنہوں نے آیات قرآنی سنیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ جن اپنی قوم کی طرف لوٹے اور ان کو ڈرسنایا' ان سب نے جو سنا تھا وہ مان گئے اور اس پر ایمان لے آئے۔

سوالنمبر218: جنوں کے حضور ﷺ پر ایمان کے بارے میں جو آیات نازل ہوئی وہ لکھیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ نے اس قصے کوقرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے :

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَۚ-فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْاۚ-فَلَمَّا قُضِیَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ(29) قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ(30) یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ(31)

ترجمہ کنز العرفان

اور(اے حبیب!یاد کرو) جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری جو کان لگا کر قرآن سنتی تھی پھر جب وہ نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے: خاموش رہو (اور سنو) پھر جب تلاوت ختم ہوگئی تووہ اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے پلٹ گئے۔ کہنے لگے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہے ، حق اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہوں میں سے بخش دے گااور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔

سوالنمبر219: طائف سے واپسی پر حضور ﷺ اور زید بن حارثہ کے درمیان جو مکالمہ ہوا وہ بیان کریں؟

جواب : جب آپ ﷺ زید بن حارثہ کے ساتھ واپس مکہ لوٹے اور مکہ میں داخل ہونا چاہتے تھے تو زید نے آپ ﷺ سے عرض کیا : یا رسول اللہ ﷺ ! آپ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے ؟ حالانکہ انہوں نے تو آپ کو نکال دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا : اے زید ! جو تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ اس میں کشادگی پیدا فرمانے والا ہے اور راستہ نکالنے والا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے

سوالنمبر220: طائف کے سفر سے کون کون سے اسباق حاصل ہوتے ہیں؟

جواب : جب ہم آپ ﷺ کی ہجرت طائف اور اس میں آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھتے ہیں اور پھر مکہ لوٹ کر آپ کی دعوت کی نئی سرگرمیوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو ان سب امور کو ہم کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں :

جس طرح آپ ﷺ نے ہمیں خالق ومخلوق کے بارے میں عقائد کی تبلیغ فرمائی ہمیں احکام عبادات اخلاق اور جملہ معاملات اسلام سے آگاہ فرمایا اس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ بھی بتایا کہ انہیں اللہ کے راستے میں کس قدر صبر کرنا چاہیے اور آپ ﷺ نے صبر اور ثابت قدمی کی کیفیت اپنے عمل سے بیان فرمادی

سوالنمبر221: اللہ نے حضور ﷺ کو صبر کا حکم کس طرح فرمایا اور حضور ﷺ کا اس پر عمل مثال کے ذریعے بیان کریں؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا- وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(200)

ترجمہ کنز العرفان

اے ایمان والو!صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہواوراسلامی سرحد کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

مثال۔ آپ ﷺ نے جس طرح جملہ عبادات کا طریقہ ہمیں اپنے عمل سے سکھایا ہے مثلا آپ نے فرمایا : تم ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح فرمایا میرے عمل سے اپنی عبادتوں کے طریقے سیکھ لو۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اور اسی بنیاد پر دوسرے اعمال کو منطبق کرتے ہوئے آپ لم نے دعوت کے راستے میں مختلف قسم کی بے شمار مشکلات اور مظالم پر صبر کرتے ہوئے زبان حال سے یہ ارشادفرمایا ہے : تم بھی ایسے ہی صبر اختیار کرو جیسے مجھے صبر کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ صبر کرنا اور مشکلات و شدائد کا مقابلہ کرنا بھی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے جن کا سب لوگوں کو حکم دیا گیا ہے

سوالنمبر222: کیا حضور ﷺ سفر طائف میں مغلوب ہوگئے؟

جواب : حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان سب مصائب و مظالم کو راضی بہ رضا رہتے ہوئے قبول کیا اور ان سختیوں اور شدائد کے مقابلے میں صبر اور ثابت قدمی سے کام لیا ورنہ اگر آپ ﷺ بدلہ چاہتے تو آپ ﷺ بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا

سوالنمبر 223: رسول اللہ ﷺ پر سب سے سخت دن کونسا گزرا مکمل حدیث بیان کریں؟

جواب :حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ہم سے پوچھا : یا رسول اللہ کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپ کی زندگی میں گزرا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : مجھے تمہاری قوم سے کئی تکالیف پہنچیں ان میں سب سے زیادہ سخت تکلیف وہ میرے لیے یوم العقبہ ' طائف کا دن تھا جب میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا اور اس کے سامنے دعوت پیش کی مگر اس نے یہ دعوت قبول نہ کی میں غم زدہ حالت میں جدھر رخ ہوا ادھر ہی چل پڑا جب میں قرن الثعالب کے مقام پر پہنچا تو میں نے نگاہ اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ بادل میرے اوپر سایا کیے ہوئے تھے پھر دیکھا کہ اس میں جبرائیل ہیں انہوں نے مجھ سے کہا : اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ سن لیا ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کہا ہے اور جو انہوں نے آپ کی دعوت کا جواب دیا ہے۔ پہاڑوں کا فرشتہ اس نے بھیجا ہے تا کہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں پھر پہاڑوں کے فرشتے نے پکار کے مجھے سلام کیا۔ اس کے بعد مجھ سے کہا : اے محمد اللہ نے آپ کی دعوت پر آپ کی قوم کے جواب کو سن لیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ جو چاہیں حکم دیں ، آپ کیا چاہتے ہیں ؟ اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دونوں طرف کے پہاڑوں کو اٹھا کر ملا کر ڈھا تک دوں آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا : نہیں ! بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے

سوالنمبر224: حضور ﷺ کو دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی اس میں کیا حکمت تھی؟

جواب :یہ اللہ کی عبادت و اطاعت ہے اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے نفس بشریت جتنی بھی بلندی تک پہنچ جائے یہ ہر حال میں دائرہ بشریت سے خارج نہیں ہوسکتا ، کیونکہ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق ہر خیر وشر کا احساس بھی رکھتا ہے اور شعور بھی رکھتا ہے۔کہ آپ نے اگر چہ اپنے نفس کو ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت کا سامنا کرنے کے لیے تیار کر رکھا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ بشری کیفیات بھی رکھتے تھے تکلیف میں درد کا احساس بھی رکھتے تھے اور نعمتوں پر خوشی کا اظہار بھی کرتے تھے لیکن ان سب کے باوجود آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لذتوں

اور خوشیوں کے مقابلے میں مصائب و آلام اور تکالیف کو بہ خوشی سینے سے لگاتے تھے صرف اور صرف اللہ تعالی کی رضا کے حصول اور اس کے لیے حق بندگی ادا کرتے ہوئے یہی وہ طریقہ ہے جو ثواب کے حصول اور رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس کے مکلف ہونے کا اظہار ہے

سوالنمبر225: اللہ ﷻ سے دعا مانگنا یہ بندگی کا تقاضا کیوں ہے؟

جواب : یہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنا اپنی عاجزی و انکساری اور کمزوری وضعف کا ذکر کرنا ہی اس کی عبادت و اطاعت ہے اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہےاور یہ ہے کہ مصائب و آلام میں مبتلا انسان اللہ تعالی کے دروازے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے او پر خداوند تعالی کی بندگی کی چادر اوڑھ کر دست سوال دراز کرتا ہے تو وہ ضرور قرب کی منزلوں پر فائز ہوتا ہے تو اس طرح صبر اختیار کرنے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے بہتری کی دعا کرنے اور فضل و کرم کی بھیک مانگنے میں کوئی تعارض نہیں بلکہ رسول اللہ ہم نے تو ہمیں اپنی سیرت طیبہ کے ذریعہ اس بات کا درس دیا مصائب و آلام پر صبر اختیار کرنا اور ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے دعا کرنا یہ خاص لوگوں کا عمل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عاجزی و انکساری وتذلل اختیار کرنا اعلی وظیفہ بندگی ہے

سوالنمبر 226: واقعہ طائف میں کون سے اسرارورموز پوشیدہ تھے؟

جواب : یہ درج ذیل ہیں

جلد ہی عزت و جلال اور خیر آگے بڑھے کفار کی برائی بے وقوفی اور عداوت پر معذرت کرنے لگے اور طعن وتشنیع اور برے کلمات کے بعد ادب واحترام کروایا گیا اور ہاتھ پاؤں کو بو سے دلوائے کے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ نصرانیت بھی یہاں اسلام سے معانقہ کرتی ہے اور اس کی عزت کرتی ہے ۔ کیونکہ ایک صحیح اور سچا دین دوسرے صحیح اور سچے دین کے لیے ایسے ہی ہوتا ہے جیسے بھائی بھائی ہوتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ بھائی بھائی کا خونی رشتہ ہوتا ہے اور دین کا رشتہ عقل و دانش سے ہوتا ہے ۔

سوالنمبر227: واقعہ طائف کےاسرارورموز کی تکمیل کس طرح ہوئی؟

جواب : اس طائف والے واقعہ میں تقدیر کے اسرار و رموز کی تکمیل اس طرح ہوئی کہ جو انگور کا پکا ہوا میٹھا اور اس سے بھرا ہوا گچھا پیش کیا گیا اور اللہ کے نام سے اس کی ابتداء کی گئی اس میں جو حکمت پوشیدہ تھی وہ یہ تھی کہ انگوروں کے میٹھے دانوں سے بھر پور گچھے سے مراد مستقبل کی عظیم اسلامی سلطنت تھی اور گچھے کے ہر دانے سے مراد ہر وہ ملک تھا جو اس عظیم اسلامی سلطنت کا حصہ بنا

سوالنمبر228 : زید بن حارثہ کے حضورﷺ کو بچانے کے عمل سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب : اس سے سبق یہ ملتا ہے قائد اسلام کے دفاع اور حفاظت کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینی چاہیے اور ہر زمانے میں اسلام کی طرف راہنمائی کرنے والے قائدین موجود رہے ہیں اور رہیں گے یہ لوگ دعوت کے اس کام میں نبی اکرم کے جانشین اور نائب کی حیثیت رکھتے ہیں تمام مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کے مخلص سپاہی بنیں ان کے گرد حلقہ بنا کر ان کی حفاظت کریں اور ان پر اپنی جان و مال تک قربان کر دیں

سوالنمبر 229: کیا جن مکلف ہیں ؟

جواب : جنات کا بھی وجود ہے اور وہ بھی انسانوں کی طرح دین کے پابند اور مکلف ہیں ان میں سے بھی کچھ ایسے ہیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے اور کچھ ایمان نہ لائے اور کافر رہے ۔

سوالنمبر 230: امام بخاری اور امام مسلم نے جنات کے حضورﷺ کے پاس آنے کی وجہ اور جو واقعہ بیان کیا گیاوہ لکھیں؟

جواب : امام بخاری نے جوابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں : رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف تشریف لے جا رہے تھے اور اس وقت شیاطین کا آسمان پر جانا اور وہاں سے خبر لانا بند ہو چکا تھا اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے جانے لگے تھے ۔ اس موقع پر جنات اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور باہم مشورہ کیا کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی چیز حائل ہوگئی ہے ، جس وجہ سے ہم پر شہاب پھینکے جانے لگے ہیں ؟ کہنے والے نے کہا کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہے وہ کس کے واقعہ کی وجہ سے ہے اس لیے تم تمام مشارق و مغارب میں پھرو اور تلاش کرو کہ وہ نیا واقعہ کیا ہے پس وہ سب زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل گئے تا کہ تحقیق کریں کہ وہ کون سا نیا واقعہ ہے جو ان کے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوا ہے ۔ جو جنات کا گروہ تہامہ کی طرف گیا انہوں نے آپ کو بازار عکاظ جاتے ہوئے نخلہ کے مقام پر پایا نخلہ کے مقام پر آپ ﷺ صحابہ کو نماز فجر پڑھارہے تھے جب جنات نے قرآن کی تلاوت سنی تو انہوں نے کہا :

یہ ہے وہ خاص چیز جو ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان حائل ہوگئی ہے وہ وہاں سے اپنی قوم کی طرف واپس گئے اور کہا : اے قوم ! بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اللہ تعالی نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اور اس کی خبر دی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا(1)یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖؕ-وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا(2)

ترجمہ کنز العرفان

اے حبیب!تم فرماؤ، میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے(میری تلاوت کو) غور سے سنا تو انہوں نے کہا:بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔ جو بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

امام مسلم اور امام ترمذی نے بھی انہی مذکورہ بالا الفاظ میں یہ روایت نقل کی ہے البتہ اس کے شروع میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے ۔ وہ زائد الفاظ یہ ہیں : رسول اللہ ﷺ نے نہ تو جنات کو قرآن سنایا اور نہ ہی ان کو دیکھا آپ صحابہ کے ساتھ گئے ۔

سوالنمبر 331: کیا رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو آیات سکھائی تھیں مع اختلاف لکھیں ؟

جواب : رسول اللہﷺ نے نہ ہی جنوں کو قرآن سکھایا اور نہ ہی ان کو دیکھا اور آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ گئے تھے

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ شاید امام بخاری نے عمداً حذف کر دیئے ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ م نے یہ آیات جنوں کو سنائی تھیں تو اس لیے سفرت عبداللہ بن عباس رضی اللہعنہا کی نفی پر یہ بات مقدم ہے اور امام مسلم نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔اس لیے امام مسلم نے ابن عباس کی حدیث کے بعد ابن مسعود کی سند سے مروی یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میرے پاس جنوں کا ایک داعی آیا میں اس کے ساتھ گیا اور ان کوقرآن پڑھ کر سنایا ۔ ان روایات کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ اس میں متعدد واقعات کو جمع کیا گیا ہے یعنی یہ ۔ جو دو روایات ہیں یہ دومختلف واقعات ہیں ۔

سوالنمبر332 : امام بخاری اور امام مسلم نے جو کچھ روایت کیا ہے وہ ابن اسحاق سے کس طرح مختلف ہے دونوں وجوہات لکھیں؟

جواب : پھر امام مسلم بخاری اور ترمذی نے کچھ روایت کیا ہے یہ ابن اسحاق کی روایت سے دوطرح سے مختلف ہے ۔

پہلی وجہ : ابن اسحاق کی روایت میں یہ بات نہیں کہ آپ ﷺ نے صحابہ کونماز پڑھائی بلکہ اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اکیلے نماز پڑھی جب کہ دیگر جتنی بھی روایات ہیں ان میں یہ بات موجود ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی ۔

دوسری وجہ : ابن اسحاق کی روایت میں نماز فجر کی تخصیص نہیں کی گئی جب کہ دیگر جملہ روایات میں نماز فجر کا ذکر موجود ہے ۔

سوالنمبر333 : امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ کی روایت میں جو اشکال ہیں وہ مع جوابات لکھیں نیز یہ بتائیں کہ کیا یہ اشکال ابن اسحاق کی روایت میں بھی ہیں؟

جواب : ابن اسحاق کی روایت میں کوئی اشکال نہیں جب کہ دوسری جملہ روایات میں دوطرح کے اشکال ہیں :

پہلا اشکال : رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سفر طائف میں حضرت زید بن حارثہ کے علاوہ کوئی صحابی نہیں تھا جیسے کہ جملہ سیرت نگاروں نے یہی روایت کیا ہے تو پھر یہ بات کیسے پختہ ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کی جماعت کو نماز پڑھائی ؟

دوسرا اشکال : پانچ نمازیں تو معراج کی رات فرض ہوئیں اور معراج کا واقعہ سفر طائف کے بعد پیش آیا جیسا کہ جملہ محققین کا اس بات پر اتفاق ہے تو پھر کیسے یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے نماز فجر پڑھی ؟

پہلے اشکال کا جواب: ممکن ہے کہ جب آپ ﷺ طائف سے واپس مکہ لوٹ رہے تھے تو مکہ کے قریب نخلہ کے مقام پر پہنچتے ہی کچھ صحابہ کرام راستے میں مل گئے ہوں تو آپ ﷺ نے ان سب کو فجر کی نماز پڑھائی ہو

دوسرے اشکال کا جواب: یہ بات بھی ممکن ہے کہ جنات کی ٹیم آپ سے ملاقات اور قرآن پاک سننے کے واقعات متعدد بار پیش آئے ہوں تو ایک مرتبہ کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہو اور دوسری مرتبہ کی ملاقات حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہو اور اس واقعے سے متعلق جملہ روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہوں۔ یہی وہ قول ہے جس پر جمہور محققین کا اتفاق ہے یہ اس صورت میں ہے کہ جب یہ مانا جائے کہ معراج کا واقعہ سفر طائف کے بعد پیش آیا لیکن اگر یہ مانا جائے کہ معراج کا واقعہ سفر طائف سے پہلے پیش آیا تھا تو پھر ان روایات میں کوئی اشکال نہیں رہتا

سوالنمبر 234: اگر جن موجود ہیں تو ہمیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں نیز جنات کے انکار کا کیا حکم ہے مع وجہ لکھیں؟

جواب: جنات موجود ہیں اور وہ ایک زندہ مخلوق ہے اور جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مکلف ہیں اسی طرح وہ بھی مکلف ہیں اگر چہ ہم اپنے حواس سے ان کا ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موجودگی کو ہماری بصری طاقت سے پوشیدہ رکھا ہے۔ جس وجہ سے ہم اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ نہیں سکتے یہ بات معلوم ہے کہ ہماری آنکھیں موجودات میں سے مخصوص اشیاء کو محدود مقدار میں اور شرائط سے ہی دیکھ سکتی ہیں۔ جب اس مخلوق کا وجود کتاب وسنت کی روایات متواترہ یقینیہ سے ثابت ہو گیا اور یہ بات ضروریات دین میں سے ہو گئی تو اس لیے جملہ اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنات کا انکار کرنا یا ان کے وجود میں شک کرنے سے ارتداد اور کفر لازم آتا ہے کیونکہ ان کے وجود کا انکار ایسی چیز کا انکار کرنا ہے جو ضروریات دین میں سے ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس خبر متواتر کی بھی تکذیب لازم آئے گی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ہم تک پہنچی ہے

سوالنمبر 235: مشہور سائنسی قانون لکھیں؟

جواب:۔ مشہور سائنسی اصول ہے کہ کسی چیز کے عدم وجدان سے اس کا عدم وجود لازم نہیں آتا یعنی آپ جس چیز کو تلاش کر رہے ہیں۔ اس کا دکھائی نہ دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ چیز موجود ہی نہیں۔

سوالنمبر 236: سفر طائف کی مصائب کا حضور ﷺ پر کیا اثر ہوا؟

جواب: اس سوال کا جواب آپ ﷺ کا وہ ارشاد ہے جو آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کے سوال کے جواب میں فرمایا جب حضرت زید نے تعجب کے ساتھ سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ مکہ واپس کیسے جائیں گے حالانکہ اہل مکہ نے تو آپ کو وہاں سے نکال دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے بڑے اطمینان اور یقین سے جواب دیا: اے زید! جو حالات تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ ہی کشادگی اور آسانی پیدا کرنے والا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا محافظ ہے۔

آپ ﷺ کو طائف میں جس تکلیف اور ایذاء کا سامنا کرنا پڑا اور اس سے قبل مکہ میں جن مصائب و آلام کو برداشت کیا اس سب کے باوجود آپ کے خدا تعالیٰ پر یقین میں اور اپنے اندر پائی جانے والی قوت ارادی پر کوئی اثر نہیں پڑا بلکہ آپ ﷺ اسی طرح مطمئن اور پر یقین تھے اللہ کی قسم! یہ کوئی عام بشری نفس نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے دل میں تو نبوت کا یقین بھی پیوست تھا وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے

سوالنمبر 237: اسرا اور معراج میں کیا فرق ہے؟

جواب: اسراء: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا جو سفر کرایا اس کو اسراء کہتے ہیں۔

معراج: مسجد اقصیٰ سے آگے ساتوں آسمانوں تک اور پھر اس سے بھی اوپر اس آخری حد تک لے جانا جہاں جن وانس اور ملائکہ تمام مخلوقات کے علوم منقطع ہو جاتے ہیں اس کو معراج کہتے ہیں

سوالنمبر 238: واقعہ معراج کب ہوا اور یہ کتنی دیر میں ہوا؟

جواب: معجزۂ معراج کی تاریخ کے بارے کچھ اختلاف ہے کیا یہ نبوت کے دسویں سال ہوا یا اس کے بعد البتہ ابن سعد نے اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں جو روایت کیا ہے اس کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل پیش آیا۔

یہ تمام سفر ایک ہی رات میں ہوا

سوالنمبر 239: امام بخاری نے جو واقعہ معراج کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ لکھیں؟

جواب: حضور ﷺ کی بارگاہ میں سواری کے لیے ایک براق پیش کیا گیا پھر آپ مسجد حرام سے چلے اور مسجد اقصیٰ تک وہاں آپ ﷺ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر جبریل امین ایک برتن میں شراب طہور اور ایک برتن میں دودھ لے کر حاضر ہوئے آپ نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل عرض کرتے ہیں: آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر آسمان کی طرف سفر شروع کرتے ہیں آپ پہلے دوسرے تیسرے اسی طرح ساتوں آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے اس کے بعد آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے وہاں آپ کو خاص وحی فرمائی۔ پھر اسی رات مسلمانوں پر پانچ نماز میں فرض کی گئیں حالانکہ یہ دن رات میں پچاس نماز میں ہیں جنہیں کم کر کے پانچ کر دیا گیا۔ ایک ہی رات میں زمین سے زمین تک یہ سفر مکمل ہوا

سوالنمبر 240: براق کسے کہتے ہیں؟

جواب: براق ایک جانور ہے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ہے جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے وہاں اس کا ایک قدم پڑتا ہے

سوالنمبر 241: حضور نے جب واقعہ معراج کے بارے میں مشرکین کو بتایا تو ان کا اس پر رد عمل کیا تھا؟

جواب: مشرکین خود بھی اور دوسروں کو بھی جمع کرنے لگے تاکہ اس بات کا مذاق اڑایا جائے اور اس پر ہنسا جائے بعض مشرکین نے تو چیلنج کر دیا کہ آپ واقعی وہاں گئے ہیں اور وہاں نماز پڑھی ہے تو ہمیں بیت المقدس کے احوال و اوصاف اور وہاں کا نقشہ بتائیں۔

سوالنمبر 242: کیا حضور نے بیت المقدس کا اچھی طرح معاینہ کیا تھا اگر نہیں تو پھر جب مشرکین نے پوچھا تو حضور نے یہ کیسے ان کو سارے احوال بتا دیے اس کے بارے میں امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کیا ہے وہ حدیث لکھیں؟

جواب: آپ وہاں گئے تھے اور ایک سرسری نظر بیت المقدس کو دیکھا بھی تھا لیکن آپ کے دل میں یہ بات نہ آئی کہ اس کے جملہ اطراف و اکناف کو دیکھا جائے اور اس کا نقشہ اور ستونوں کی تعداد کو ذہن میں محفوظ کیا جائے، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی تصویر آپ کی آنکھوں کے سامنے رکھ دی تو آپ تفصیل کے ساتھ اس کے احوال و اوصاف اس طرح بیان فرمانے لگے اور مشرکین مکہ کے سوالوں کے جواب دینے لگے گویا کہ بیت المقدس آپ کے سامنے ہے۔

امام بخاری ومسلم نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: جب قریش نے میری بات جھٹلا دی تو میں حجر میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو مجھ پر منکشف کر دیا پس میں اس کی نشانیوں کی خبر دینے لگا گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں

سوالنمبر 243: مشرکین نے معراج کی خبر حضرت ابوبکر صدیق دی تو ان کا اس پر کیا رد عمل تھا؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر واقعی یہ بات رسول اللہ نے فرمائی ہے تو یہ کیا ہے میں تو اس سے بھی بڑی بات پر ان کی تصدیق کرتا ہوں

سوالنمبر 244: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ کو نماز کے اوقات اور کیفیات کب سکھائیں؟

جواب: واقعہ معراج سے اگلی صبح جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور کو نماز کی کیفیات نماز کے اوقات کے بارے میں تعلیم دی

سوالنمبر 245: وہ محققین جنہوں نے حضور کی حیات کو عام بشری زندگی کی طرح بیان کیا ان کا موقف اس موقع پر دلیل لکھیں؟

جواب: یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی زندگی میں خارق عادت کام اور معجزات نہیں پائے جاتے تھے بلکہ آپ ان معجزات کا انکار کرتے تھے اور ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے تھے اور ان معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے تھے آپ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ معجزات اور خوارق آپ کی شان کے لائق نہیں اور یہ کہ آپ معجزات دکھانے پر قادر نہیں

دلیل: قل إنما الآيات عند الله.

آپ فرمایئے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں ۔

اس قسم کی آیات سے قاری یا سامع کو یہ خیال گزرتا ہے کہ آپ کی سیرت مطہرہ ایسے معجزات اور نشانیوں سے خالی تھی ، جس قسم کے معجزات کے ذریعے اللہ تعالیٰ عام طور پر اپنے سچے نبیوں کی تائید فرماتا ہے

سوالنمبر 247: مستشرقین کے اس عقیدہ سے شکوک و شبہات پھیلانے والوں کو کیا فائدہ ہوا

جواب: شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں نے غور کیا تو انہوں نے پایا کہ مسلمانوں کو ان کے دین کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے اور ان میں فکری یلغار برپا کرنے کے لیے خود مسلمانوں کے اقوال میں ایسی باتیں موجود ہیں کہ جو ان کے لیے نئے میدان اور نئے آفاق کھولتی ہیں اور یہ چیز انہیں اس سلسلے میں پرانے وسائل اختیار کرنے سے بے نیاز کر دیتی ہے اور ان کے لئے مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنا آسان ہو جاتا ہے

سوالنمبر 248: مستشرقین کے اس نظریہ سے اسلام کو کیا نقصان ہوا؟

جواب: وہ مسلمانوں کے ذہنوں میں نبی اکرم کی ایک ایسی نئی تصویر رائج کرنا چاہتے تھے کہ کبھی تو وہ ایک عبقری انسان کی تصویر ہو یا کبھی وہ ایک قائد کی تصویر ہو یا کبھی ایک ہیرو کی تصویر ہو لیکن کسی حال میں بھی وہ ایک نبی اور رسول کی تصویر نہ ہو

سوالنمبر 249: مستشرقین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو کیا نام دیا مع وجہ لکھیں؟

جواب: آپ کے امتیوں کو مسلمان کی بجائے نیا نام محمدین دے دیا۔ کیوں کے اس سے فطری طور پر یہی تصور قائم ہوگا کہ رسول اللہ کے گرد مختلف لوگوں اور مختلف قوموں کا کثرت کے ساتھ جمع ہوئے آپ کے پرچم تلے آنے اور آپ کی دعوت کو قبول کرنے کا سبب محض آپ کی عبقریت سے متاثر ہونا اور آپ کی زندگی میں قائدانہ خصوصیات کا پایا جانا تھا

سوالنمبر 250 : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے پانی نکلنے والے معجزے کے بارے میں قرطبی نے کیا کہا ہے ؟

جواب: زرقانی نے قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے : بے شک آپ منی کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا واقعہ متعدد بار بڑے جم غفیر کے سامنے پیش آیا اور بہت زیادہ سندوں سے مروی ہے ان اسناد کے مجموعے سے معنوی تواتر کی بناء پر علم قطعی حاصل ہوتا ہے ۔

سوالنمبر 251: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کے بارے میں علامہ ابن کثیر کیا فرماتے ہیں؟

جواب: علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں : اس واقعہ پر صحیح اسناد کے ساتھ متواتر احادیث مروی ہیں ۔ یہ چیز علماء کے درمیان متفق ہے کہ یہ واقعہ نبی اکرم کے زمانہ اقدس میں ہی پیش آیا اور یہ واقعہ آپ کے روشن معجزات میں سے ایک ہے

سوالنمبر 252: جو لوگ صرف حضور کی صرف صفت عبقریت کو ہی بیان کرتے ہیں وہ کس چیز سے جاہل ہیں ؟

جواب: وہ لوگ ان احادیث متواترہ سے جاہلیت برتتے ہیں جو صحت میں قطعیت کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں اور ان کے بارے میں تائید یا تردید کے متعلق کوئی بات نہیں کرتے گویا کہ کتب اُحادیث میں ان کا کوئی تذکرہ ہی نہیں حالانکہ ان میں سے ہر واقعہ دس سے زائد اسناد سے مروی ہے

سوالنمبر 253: معجزے کی تعریف لکھیں؟ اور معجزے کی چند مثالیں بیان کریں؟

جواب: اس سے مراد کوئی ذاتی معنی نہیں بلکہ نسبی معنی ہی مراد ہے اصطلاح میں معجزہ سے مراد ہر وہ کام ہے جو غیر عادی اور غیر معروف ہو بلکہ حق بات یہ ہے جو ہر عقل مند سمجھ جاتا ہے کہ ہر چیز جو معروف ہو یا غیر معروف وہ اپنی اصل میں معجزہ ہے

مثال: ستارے معجزہ میں افلاک کی حرکت معجزہ ہے قانون کشش معجزہ ہے انسان کے جسم میں اعصاب کا مجموعہ معجزہ ہے انسانی جسم میں دوران خون معجزہ ہے انسانی جسم میں پائی جانے والی روح معجزہ ہے

سوالنمبر 254: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں سب سے نمایاں وصف کونسا ہے کیا ؟

جواب: حیات طیبہ میں نمایاں ترین وصف نبوت ورسالت کا ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبوت ان غیبی حقائق میں سے ہے جو ہمارے محسوس پیمانوں کے ماتحت نہیں ہے اس طرح پتا چلا کہ خارق عادت معجزہ کی حقیقت آپ کی ذات بابرکات کی اصل میں موجود ہے

سوالنمبر 255: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے خلاف عادت واقعات اور معجزات کی نفی ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے معجزات وخوارق کے وقوع کی نفی کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ نبوت کے مفہوم کو ہی کالعدم نہ قرار دیا جائے اور اسے آپ کی حیات طیبہ سے مٹانہ دیا جائے اور ایسا کرنا بذات خود بدیہی طور پر دین کے ہی انکار کرنے کے مترادف ہے

اور یہ ہے کہ بہت سے معجزات ایسے ہیں جو قطعی طور پر ثابت ہیں

سوالنمبر 256: شبلی شمیل نے دین پر ایمان لانے کو کس چیز سے تعبیر کیا ہے؟

جواب: شبلی شمیل نے دین پر ایمان لانے کو ایک محال اور ناممکن الوقوع معجزے پر ایمان لانے سے تعبیر کیا ہے

سوالنمبر: کون کون سے معجزات قطعی طور پر ثابت ہیں فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب: (1) حضور ﷺ کی انگلیوں مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتا ہے اس حدیث طیبہ کو امام بخاری نے کتاب الوضوء میں امام مسلم نے کتاب الفضائل میں امام مالک نے اپنی کتاب موطا کی کتاب الطہارۃ میں اور دیگر ائمہ نے بے شمار سندوں سے روایت کیا ہے

(2) مشرکین کے مطالبے پر آپ کے زمانے میں چاند دوٹکڑے ہو جانے والی حدیث کو امام بخاری نے کتاب احادیث الانبیاء میں اور امام مسلم نے کتاب صفت القیامہ میں اور دیگر عام علماء حدیث نے اس کو روایت کیا ہے

(3) اسراء و معراج کا واقعہ بھی ایک معجزہ ہے جس کے ثبوت کی قطعیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا

سوالنمبر 257: کیا زمانے کے بدلنے کے ساتھ کچھ چیزیں معجزہ نہیں رہتیں ؟

جواب: جی ہاں کیونکہ ہر معروف چیز زمانہ اور مدت گزرنے کے ساتھ ارتقاء حاصل کرتی ہے اسی طرح یہ چیز ثقافت عقل و شعور اور علوم میں ترقی کے ساتھ ساتھ تبدیل بھی ہوتی ہے تو اس طرح کئی چیز میں کچھ عرصہ قبل تک تو عام لوگوں کی تعریف اور اصطلاح کے مطابق معجزہ کہلائیں لیکن آج کے سائنسی دور میں وہ چیز میں معروف اور مروج ہو چکی ہیں اور کچھ چیزیں جو متمدن اور تہذیب یافتہ ماحول میں معروف ہوتی ہیں لیکن غیر متمدن لوگوں میں وہ چیز میں معجزہ بن جاتی ہیں

سوالنمبر 258: فرانسیسی سائنسدان شاتو بریاں ہی انسان کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: فرانسیسی سائنس دان شاتو بریاں کا یہ قول کتنا دقیق ہے کہ انسان ایک مابعد الطبیعاتی حیوان ہے یعنی ایک ایسا حیوان جو غیب کے پردوں میں پوشیدہ لیکن انسان طویل مانوسیت اور مسلسل ان چیزوں کے عادی ہونے کی وجہ سے ان کا معجزہ ہونا بھولا ہوا ہے

سوالنمبر 259: ولیم جونز نے معجزے سے کے بارے میں کیا کہا اور اس میں اس کا مقصد کیا تھا؟

جواب: انگریز مستشرق ولیم جونز نے کہا : جس قدرت نے دنیا کو پیدا کیا وہ اس بات سے عاجز نہیں کہ اس میں سے کسی چیز کی کمی کر دے یا اس میں کسی چیز کا اضافہ کر دے یہ بات کہنے کے لحاظ سے آسان ہے کہ یہ چیز عقلی طور پر نا قابل تصور ہے لیکن اس کو جو نا قابل تصور کہا جاتا ہے یہ چیز اتنی نا قابل تصور نہیں ۔ جس حد تک اس دنیا کا وجود ہے ۔ ولیم جونز کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ دنیا موجود نہ ہوتی اور ایک ایسے آدمی کو کہا جاتا کہ جو معجزات اور خوارق کا منکر ہو اور ان کے وجود کا تصور نہ رکھتا ہو کہ ایک ایسی خصوصیات والی کائنات وجود میں آنے والی ہے تو وہ کہتا کہ یہ ناقابل تصور ہے

سوالنمبر260: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا معجزہ کیوں دیا گیا؟

جواب:اللہ تعالی کی طرف سے آپ کی عزت و تکریم اور آپ کی عزیمت و ثابت قدمی کی تجدید کا اظہار تھا پھر یہ واقعہ ایک دلیل کے طور پر بھی سامنے آیا کہ آپ کو جو مصائب و تکالیف اپنی قوم کی طرف سے در پیش تھیں یہ اس وجہ سے نہیں تھیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالی نے آپ کو چھوڑ دیا ہے یا اللہ تعالی آپ سے ناراض ہو گیا ہے بلکہ اللہ تعالی کے ساتھ محبت کرنے والوں اور اس کے محبوبوں کے ساتھ یہی سنت الہیہ ہے اور ہر زمانے میں دعوت اسلامی کی بھی یہی سنت ہے ۔

سوالنمبر261: حضور کے بیت المقدس تک سفر کرنے میں کیا پوشیدہ راز تھا؟

جواب:کہ اس گھر کو اللہ تعالی کے ہاں بڑی قدرومنزلت اور تقدس حاصل ہے اور اس سے واضح طور پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم علیہا السلام اور حضرت محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے درمیان گہرا اور مضبوط تعلق ہے اور یہ کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء کو ایک ہی دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ۔ اس میں یہ راہنمائی بھی موجود ہے کہ مسلمانوں کو ہر زمانے اور ہر دور میں اس ارض مقدسہ کی حفاظت اور اس میں دخل اندازی کرنے والے دشمنان دین سے اس کی مدافعت کی کوشش کرنی چاہیے گویا کہ حکمت الہی اس زمانے کے مسلمانوں کو خبر دار کر رہی ہے کہ اس مقدس سرزمین میں یہودیوں کی عداوت و جارحیت کے سامنے کمزوری بزدلی اور سستی سے کام نہ لینا اور اسے ان کی پلیدی سے پاک کرنا اور اسے اہل ایمان کی طرف لوٹا دینا

سوالنمبر262: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب اور دودھ دیا گیا تو آپ نے دودھ کو پسند فرمایا تو اس میں کس چیز پر دلیل ہے؟

جواب:یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام دین فطرت ہے یعنی ایسا دین ہے جو اپنے عقیدہ اور احکام میں ہر وہ چیز رکھتا ہے جو حقیقی انسانی فطرت کے مطابق ہے اور اسلام میں ایسی کوئی چیز نہیں جو انسان کی حقیقی فطرت سے متصادم ومتعارض ہواگر فطرت لمبائی چوڑائی رکھنے والا جسم ہے تو دین اسلام اس کی مقدار کے مطابق اس کا موزوں لباس ہے ۔

سوالنمبر263: دین اسلام کو لوگوں کا جلد ہی تسلیم کرنے میں کیا راز تھا ؟

جواب:اس دین کو قبول کرنے کا راز یہ تھا کہ انسان تہذیب وتمدن کے کتنے ہی مدارج طے کر لے اور کتنی ہی مادی آسائشیں حاصل کر لے یا اپنی فطرت کے تقاضوں کی تکمیل اور فطرت سے تعلق نہ رکھنے والے تکلفات اور تعقدات کے طوق سے آزادی حاصل کرنے کی جانب مائل رہتا ہے ۔ اسلام ہی وہ واحد نظام ہے جو انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے ۔

سوالنمبر264: حضور کے واقعہ معراج کے بارے میں امام نووی نے کیا لکھا؟

جواب:امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے : حق بات کہ جس پر اکثر لوگوں بیشتر سلف اور عام متاخرین فقہاء محدثین اور متکلمین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ واقعہ اسراء آپ کے جسم اطہر کے ساتھ پیش آیا اور تمام آثار اس پر دلالت کرتے ہیں جس نے ان کا مطالعہ کیا یا ان کے متعلق بحث کی اور ان کے ظاہر کو کسی دلیل کے بغیر نہیں پھیرا جا سکتا اور انہیں ظاہر پر محمول کرنا محال بھی نہیں کہ جس سے تاویل کی ضرورت ہو ۔

سوالنمبر265: واقعہ معراج کے بارے میں ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں کیا لکھا؟

جواب:امام ابن حجر اپنی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں : بے شک اسراء اور معراج ایک ہی رات میں بیداری کی حالت میں اور آپ کے جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوئی ۔ جمہور علماء حدیث فقہاء اور متکلمین کا یہی موقف ہے ۔ صحیح روایات واخبار کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے ۔ اس ظاہری مفہوم سے پھر انہیں چاہیے ۔ اس لیے کہ یہ عقلی طور پر حال نہیں جس وجہ سے تاویل کی ضرورت پڑے ۔

سوالنمبر266: واقعہ معراج کا معجزہ کیسے رونما ہوا اس کو عقل کیسے تسلیم کر سکتی ہے ؟

جواب:جیسے کائنات اور زندگی کے دیگر معجزے رونما ہوئے ایسے ہی یہ معجزہ بھی رونما ہوا کہ اس کائنات کے جملہ مظاہراپنی حقیقت کے اعتبار سے معجزہ ہیں تو جس طرح عقلیں ان کو آسانی اور سہولت سے تصور میں لے آتی ہیں اسی طرح اس معجزے کو بھی سہولت اور آسانی سے تصور میں لانا اور تسلیم کر لینا ممکن ہے ۔

سوالنمبر267: معراج ابن عباس کیسی کتاب ہے فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب:معراج ابن عباس جیسی کتاب سے بچ کر ہی رہیں ۔ یہ کتاب جھوٹی اور من گھڑت باتوں کا مجموعہ ہے جن کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ ہی کوئی سند ہے کسی نے فعل شنیع کرتے ہوئے ان من گھڑت جھوٹی باتوں کو حضرت عبداللہ بن عباس سے منسوب کر دیا ہے ہر تعلیم یافتہ بلکہ ہر صاحب عقل یہ بات جانتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ان اکاذیب سے بری ہیں اور انہوں نے معراج رسول پر کوئی کتاب تالیف ہی نہیں کی بلکہ تصنیف و تالیف کی تحریک تو اموی دور کے اواخر میں ظاہر ہوئی ۔

سوالنمبر268: معراج ابن عباس کتاب کو کس نے اور کیوں ترویج دیا؟

جواب:جب برائی کے علم برداروں کو اس کتاب کا پتا چلا اور انہوں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ایسی جھوٹی باتوں کو پایا جو بہت سے لوگوں کا ایمان متزلزل کر سکتی تھیں تو انہوں نے اس کتاب کی ترویج کرنا اور لوگوں کو اس کی طرف بلا نا شروع کر دیا اور وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کی مدح وتعریف کی ان میں سے ایک ڈاکٹر لولیس عوض ہے

سوالنمبر269: ڈاکٹر لولیس عوض کون ہے؟

جواب:یہ صاحب دوسرے سب لوگوں سے قبل اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف جھوٹی باتوں کو منسوب کرتا ہے اور اس میں درج جملہ احادیث باطل ہیں لیکن ان کے نزدیک جلد ہی جھوٹ اس وقت سچ میں بدل جاتا ہے جب اس میں ایسی باتیں پائی جاتیں جن سے مسلمانوں کے افکار کو پراگندہ کیا جا سکے اور ان کے دین میں التباس پیدا کیا جا سکے ۔

سوالنمبر270: حضور دعوت دینے کے لئے کون سے میلوں میں جاتے تھے ؟

جواب:سعد اپنی کتاب الطبقات الکبری میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ہر سال حج کے دوران زائرین کے پاس جاتے اور بالخصوص عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے میلوں میں شرکت کرنے والے لوگوں کے پاس جاتے انہیں اللہ تعالی کے پیغامات سناتے ، حق کی دعوت دیتے اور جنت کی خوش خبری دیتے لیکن کوئی بھی اس سلسلے میں آپ کی مدد نہ کرتا ۔ آپ ﷺ ان کو فرماتے : اے لوگو ! لا الہ الا اللہ کہہ دو تم فلاح پا جاؤ گے اور (اس کلمہ کی برکت سے) تم عرب کے حکمران بن جاؤ گے اور عجم تمہارے سامنے سرنگوں ہوگا اور اگر تم ایمان لے آؤ گے تو تم جنت میں بھی بادشاہ ہو گے ۔

سوالنمبر271: حضور ان میلوں میں ان کو دعوت کس طرح دیتے تھے؟

جواب: انھیں حق کی دعوت دیتے اور جنت کی خوش خبری دیتے لیکن کوئی بھی اس سلسلے میں آپ کی مدد نہ کرتا ۔ آپ ﷺ ان کو فرماتے : اے لوگو ! لا الہ الا اللہ کہہ دو تم فلاح پا جاؤ گے اور (اس کلمہ کی برکت سے) تم عرب کے حکمران بن جاؤ گے اور عجم تمہارے سامنے سرنگوں ہوگا

سوالنمبر272: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے تو کون آپ کو کہتا کہ یہ جھوٹا ہے؟

جواب:ابولہب آپ ﷺ کے پیچھے ہی ہوتا اور کہتا جاتا : اس کی اطاعت نہ کرنا بے شک یہ صابی اور جھوٹا ہے پس لوگ ابولہب کی یہ بات سن کر آپ کے پیغام حق کو جھٹلا دیتے اور آپ ﷺ کو ایذاء دیتے

سوالنمبر273: بیحرہ بن فراس کا حضور سے کیا مکالمہ ہوا؟

جواب:رسول اللہ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس آئے اور انہیں اللہ تعالی کی وحدانیت کی طرف دعوت دی اور اپنی رسالت ان پر پیش کی ان میں سے بیحرہ بن فراس نامی شخص نے کہا : خدا کی قسم ! قریش میں سے اگر یہ نوجوان میرے ساتھ ہو جائے تو میں تمام عرب کو فتح کر لوں پھر اس نے کہا : آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر ہم آپ کی بیعت کر لیں پھر اللہ تعالی آپ کو اپنے مخالفین پر غلبہ دے دے تو کیا آپ کے بعد پھر ہماری حکمرانی ہوگی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : حکومت تو اللہ ہی کی ہے وہ جسے چاہے نواز دے پھر اس شخص نے کہا : کیا ہم آپ کے لیے اپنی گردنیں عربوں کے نشانہ بننے کے لیے پیش کر دیں اور اللہ جب آپ کو غلبہ عطا کر دے تو پھر حکومت بھی ہمارے علاوہ کسی اور کی ہوگی ؟ لہذا ہمیں آپ کی دعوت سے کوئی غرض نہیں ۔

سوالنمبر274: قبیلہ خزرج کا حضور سے کیا مکالمہ ہوا؟

جواب:قبیلہ خزرج کے ایک قافلے سے آپ کی ملاقات ہوئی ۔ آپ نے ان سے پوچھا : آپ کون ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا : ہم خزرج قبیلہ کے چند افراد ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تم یہود کے حلیف لوگوں میں سے ہو ؟ انہوں نے جواب دیا : ہاں ! آپ نے فرمایا : کیا تم بیٹھتے نہیں کہ میں تم سے کچھ باتیں کر لوں ؟ انہوں نے کہا : کیوں نہیں ! ضرور پس وہ سب لوگ

آپ کے پاس بیٹھ کے آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن پاک کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ ان کے دل پہلے ہی قبول اسلام کے لیے تیار تھے کیونکہ وہ سال ہا سال سے یہودیوں کے ساتھ رہ رہے تھے اور وہ جانتے تھے کہ یہود اہل علم اور اہل کتاب ہیں جب بھی یہودیوں اور ان قبائل کے درمیان کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا تو وہ کہتے ہیں کہ قریب زمانے میں نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور ہم انکی اتباع کریں گے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے : تم جانو کہ خدا کی قسم ! یہی وہ نبی ہیں جن کی آمد کا ڈر یہود تمھیں دیتے آئے ہیں پس یہود ان کو ماننے میں تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ پس ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا اور عرض کرنے لگے : ہم اپنی قوم کو اس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ کسی قوم میں ہم سے زیادہ باہمی عداوت نہیں ہوگی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو آپ کی دعوت پر جمع فرمادے گا ہم اپنی قوم میں جاکر اس دین کی دعوت دیتے ہیں جو ہم نے قبول کیا پھر وہ آئندہ سال حج میں آنے کا وعدہ کرکے واپس لوٹ گئے

سوالنمبر275:عقبہ اول آنے میں کتنے لوگوں نے بیعت کی؟

جواب:12 لوگوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی

سوالنمبر276:بیعت نساء کا مطلب واضح کریں؟

جواب:وہ بیعت جو حضور نے فتح مکہ کے بعد کوہ صفا پر عورتوں سے لی تھی

سوالنمبر277:عقبہ اولیٰ میں لوگوں نے حضور کی کس چیز پر بیعت کی؟

جواب:یہ بیعت نساء طرز کی ان دفعات پر مشتمل بیعت تھی ، جس میں جنگ اور جہاد کی بیعت نہیں تھی بلکہ سیاسی طرح کی بیعت تھی

سوالنمبر278:عقبہ اولیٰ میں بیعت کرنے والے کون سے لوگ تھے؟

جواب:ان افراد میں اسعد بن زرارہ رافع بن مالک عبادہ بن صامت اور ابوالہیثم بن التیہان شامل تھے

سوالنمبر279:عبادہ بن صامت نے بیعت عقبہ کی جو حالت بیان کی وہ لکھیں؟

جواب:حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس بیعت کی خبر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : ہم بارہ آدمی تھے رسول اللہ ہم نے ہمیں فرمایا : آؤ ! مجھ سے بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے تم چوری نہیں کرو گے تم زنا نہیں کرو گے تم اپنی اولا دکو قتل نہیں کرو گے تم بہتان نہیں لگاؤ گے تم نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے پس تم میں سے جس نے اس بیعت کو نہ توڑا اس کا اجر اللہ پر ہے تم میں سے جس نے کوئی گناہ کیا تو جو سزا اس کو دنیا میں دی گئی وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوگی اور جس کے گناہ کو اللہ تعالیٰ نے چھپا لیا اگر اللہ چاہے تو اس کو سزا دے اور اگر اللہ چاہے تو اس کو معاف فرما دے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ہم نے ان دفعات پر بیعت کی

سوالنمبر280:مقری مدینہ کس صحابی کو کہتے ہیں مع وجہ لکھیں؟

جواب:مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو

وجہ:حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ میں مدینہ والوں کو قرآن کی تعلیم دیں اسلام کی تعلیم دیں اور ان کو دین سمجھائیں

سوالنمبر281:حج کے موسم میں حضور ﷺ کے دعوت دینے کے انداز پر حدیث لکھیں؟

جواب:امام احمد اور اصحاب سنن نے ایک صحیح حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ مین حج کے موسم میں مختلف قبائل پر اپنی دعوت پیش کرتے اور فرماتے : کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے اپنے رب کے کلام کی تبلیغ سے روک دیا ہے

سوالنمبر282:اعلان نبوت کے بعد حضور کی زندگی کے حالات بیان کریں؟

جواب:نبوت کے اعلان کے بعد کے یہ گیارہ سال آپ ﷺ نے سخت مشکلات میں گزارے کسی لیے بھی راحت اور استقرار انہیں ملا۔ قریش ہر وقت آپ کو شہید کرنے کے پروگرام بناتے رہتے اور مختلف قسم کی ایذائیں اور تکالیف دیتے رہے لیکن اس سب کے باوجود آپ کی عزیمت میں کوئی کمزوری نہیں آئی رسول اللہ اپنی قوم اپنے پڑوسیوں اور اردگرد کے تمام قبائل اور جماعات کے درمیان زبردست اجنبیت کا شکار رہے لیکن آپ کبھی بھی نہ غمگیں ہوے اور نہ ہی مایوس ہوئے

سوالنمبر283:انسان کو کتنی چیزوں کا مکلف بنایا گیا ہے؟

جواب:انسان کو دو چیزوں کا مکلف ٹھہرایا ہے

(١) شریعت اسلامیہ کا نفاذ اور اسلامی معاشرے کا قیام۔

(٢) اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی جد و جہد اور کوشش بروئے کار لانا اور کانوں سے بھرا ناہموار راستہ اختیار کرنا

سوالنمبر284:مستشرقین نے جو روایات اور سیرت نگاری کے سلسلے میں طے شدہ آرا کو رد کیوں کیا؟

جواب:بکتاب ''حاضر العالم الاسلامی'' میں دین کی طرف سے یہ بات نقل کی گئی ہے وہ لکھتا ہے : مستشرقین جنہوں نے خالص یورپی اسلوب میں نبی مسلم کی سیرت کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے یہ تین چوتھائی صدی تک اپنے دعوی کے مطابق بحث و تحقیق کرتے رہے ہیں تاکہ جمہور مسلمان محققین نے متفقہ طور پر اپنے نبی کی سیرت جس طرح پیش کی ہے اسے رد کر دیا جائے اور ان کی خواہش تھی کہ ان طویل تحقیقات و تدقیقات کے نتیجے ، طے شدہ رات کو رد کر دیں

سوالنمبر285:مستشرقین نے جو روایات اور سیرت نگاری کے سلسلے میں طے شدہ آرا کو رد کیا کہ وہ اس میں کامیاب ہوگئے؟

جواب:اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی معمولی سی بھی نئی چیز کا اثبات نہ کر سکے بلکہ اگر ہم ان جدید آراء کو گہری نظر سے دیکھیں جنہیں ان مستشرقین نے پیش کیا ہے خواہ وہ فرانسیسی ہوں یا انگریز ہوں یا جرمن ہوں یا مجمی ہوں یا ہالینڈی ہوں ہم ان میں کافی حد تک خلط اور تضاد پائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان مستشرقین میں سے ایک کوئی بات کرتا ہے تو دوسرا اس کی تردید کرتا ہے

سوالنمبر286:مدینے میں رہنے والے مشرکین کے دو قبیلوں کے نام لکھیں؟

جواب:ایک قبیلہ اوس تھا اور دوسرا خزرج تھا

سوالنمبر287:یہودیوں کے قبائل کی تعداد اور ان کے نام لکھیں ؟

جواب:یہودی تین قبائل میں منقسم تھے :

(١) بنوقریظہ (٢) بنونضیر (٣) بنو قینقاع۔

سوالنمبر288:اوس اور خزرج کے درمیان کتنے سال جنگ رہی؟

جواب: محمد بن عبد الوہاب نے اپنی کتاب مختصر سیرۃ الرسول من '' میں لکھا ہے : ان کے درمیان ایک سو بیس (١٢٠) سال تک جنگ جاری رہی۔

وجہ: یہود کی جس طرح عادت ہے انہوں نے اوس اور خزرج کے درمیان نفرت اور بغض کا بیج ہونا شروع کر دیا حتی کہ یہ دونوں قبائل آپس میں جنگ و جدال کرنا شروع ہو گئے اور ان جنگ و جدال کر کے درمیان طویل خون ریز جنگیں ہوئیں۔

سوالنمبر289:قبیلہ اوس اور خزرج نے کس نے معاہدہ کیا؟

جواب:قبیلہ اوس نے یہودی قبیلہ بنی قریظہ سے معاہدہ کیا اور قبیلہ خزرج نے بنی نضیر اور بنی قینقاع سے جنگی معاہدہ کیا

تھا۔سوالنمبر290:قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان آخری معرکہ کب ہوا؟

جواب:اوس اور خزرج کے درمیان آخری معرکہ یوم بعاث ہجرت سے چند سال قبل ہوا تھا۔ جس میں ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے

سوالنمبر 291 : عربوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تو یہودی عربوں کو کیا دھمکی دیا کرتے تھے؟

جواب:عربوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تو یہودی عربوں کو یہ دھمکی دیا کرتے تھے کہ ایک نبی کی بعثت کا زمانہ قریب ہی ہے ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے اور ان کے ساتھ مل کر ہم تمہیں اس طرح قتل کریں گے جیسے قوم عاد اور قوم عاد سے نقل کیا گیا ہے ۔

سوالنمبر 292:حضور نے مدینہ کی طرف ہجرت کیوں کی؟

جواب:ابن قیم اپنی کتاب زاد المعاد میں لکھتے ہیں : یوں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا سامان پیدا فرمایا کیونکہ حکمت خداوندی کا تقاضا یہی تھا کہ مدینہ ہی وہ مرکز بن جائے جہاں سے دنیا کے اطراف و اکناف میں اسلام کا پیغام پھیلے

سوالنمبر 293:جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دین صرف کلمات اور عبادات کا نام ہے ان کا رد بیان کریں؟

جواب:اللہ تعالی نے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖؕ-وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا(60)

ترجمۂ کنز العرفان

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا ، وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے شیطان کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اورشیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکتا رہے

سوالنمبر 295:دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے وضاحت کریں؟

جواب:دین اسلام ایک مربوط اور منظم نظام ہے جس میں حکم اور شریعت اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ کا رسول اس کی ترویج اور تبلیغ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖؕ-وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا(60)

ترجمۂ کنز العرفان

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا ، وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے شیطان کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اورشیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکتا رہے

تو اس سے ثابت ہوا کہ دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے

سوالنمبر 296:بیعت عقبہ اولی میں جہاد کی بیعت نہ لینے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب:کیونکہ اس وقت جہاد شریعت کا حصہ نہیں تھا

سوالنمبر 297:رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کس چیز کے اور کیوں مکلف تھے؟

جواب:رسول اللہ اللہ تعالی کے دین کی دعوت دینے کے پابند اور مکلف تھے کیونکہ آپ کی ساری انسانیت کی طرف اللہ کے رسول بن کر تشریف لائے اس لیے اپنے رب کی دعوت کو لوگوں تک پہنچانا آپ پر لازم تھا ۔

سوالنمبر 298:جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آتا تو کس بات سے مانوس ہوتا؟

جواب:اگر کوئی شخص حضور ﷺ کو قتل کے ارادے سے آتا تو آپ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے اور اسے قرآن پاک کی آیات سناتے اور اسے اسلام سے بعض احکامات سے آگاہ کرتے تو جو آپ کو قتل کرنے کی غرض سے آتا وہ بھی آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ کی مجلس میں دیگر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ جاتا اور قرآن حکیم اور احکام شریعت کی تعلیم حاصل کرنے لگتا ۔

سوالنمبر 299:مصعب بن عمیر کون تھے؟

جواب:مکہ کے بہت ناز و نعم سے زندگی گزارنے والے نوجوان تھے یہ بہت خوب صورت لباس پہننے والے اچھی جسامت والے جوان تھے لیکن جب اسلام میں داخل ہوئے تو ہر قسم کے ناز و نعم اور عیش و عشرت کو ختم کر دیا اور رسول کی اتباع میں دعوت اسلام کے راستے میں ہر طرح کی مشکلات اور تکالیف کو برداشت کیا اور نہایت سادہ زندگی بسر کی

سوالنمبر 300:کس غزوہ میں مصعب بن عمیر شہید ہوئے اور ان کو جو کفن دیا گیا وہ کیسا تھا؟

جواب:غزوہ احد میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو ان کے کفن کے لیے ان کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جب آپ کو کفن دینے کے لیے وہ کپڑا آپ کے جسم پر ڈالا گیا تو آپ کے جسم پر پورا نہیں آتا تھا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا اس بات کی خبر جب رسول اللہ کو دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی گزشتہ ناز والی زندگی یاد کر کے رونے لگے اور پھر فرمایا : سر کے اوپر کفن ڈال دو اور پیروں پر کچھ اذخر گھاس ڈال کر ڈھانپ دو ۔

سوالنمبر 301:کیا اسلام کی دعوت دینا انبیاء رسول اور علماء پر ہی ضروری ہے ؟

جواب:دعوت اسلامیہ کا کام صرف انبیاء ورسل اور ان کے ورثاء وخلفاء پر ہی لازم نہیں کیونکہ دعوت اسلامیہ کا کام اسلام کے بنیادی احکامات سے علیحد نہیں بلکہ یہ حقیقت اسلام کا حصہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی شان اور اپنی استطاعت کے مطابق دعوت اسلام کا کام کرتا رہے کوئی بھی مسلمان اس سے بری نہیں ۔

سوالنمبر 302:اسلام میں جہاد کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:جہاد فرائض اسلام میں سے ایک فرض چیز ہے جو ہر مسلمان پر اپنی طاقت کے مطابق کرنا لازم ہے ۔ اس لیے اسلامی معاشرے میں علیحد و کوئی مذہبی لوگوں کی انفرادی حیثیت نہیں بلکہ ہر انسان جو اسلام میں داخل ہوا اس نے دوسرے احکامات کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کی بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول سے بیعت کر لی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت عالم ہو یا جاہل وہ جس حیثیت اور جس مقام پر بھی ہے وہ اسلام کے ہر حکم کا پابند ہے ۔

سوالنمبر 303:حضور کی بیعت پر ان لوگوں کا رد عمل کیا تھا؟

جواب:حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے حضور کے دست اقدس کو پکڑا اور عرض کی : جی ہاں ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے ! ہم آپ کا تحفظ ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنی بیویوں اور بچوں کا تحفظ کرتے ہیں یا رسول اللہ ! آپ ہمیں بیعت فرمائیے ہم جنگی چالوں کے ماہر ہیں ہم نے نسل در نسل اس وراثت میں پایا ہے ۔ براء ابھی بات کر رہے تھے کہ ابو الہیثم بن التیہان بولے : یا رسول اللہ ! ہمارے اور یہودیوں کے درمیان معاہدے ہیں ہم انہیں ختم کر دیں گے کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ جب اللہ تعالی آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں اور ہمیں چھوڑ دیں ؟ حضور یہ سن کر مسکرائے اور پھر فرمایا: نہیں ! بلکہ تمہارا خون میرا خون ہے تمہاری حرمت میری حرمت ہے میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہوا میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے اور میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے ۔

سوال نمبر 304: جو نقیب مقرر ہوئے اس میں کتنے قبیلہ خزرج اور کتنے قبیلہ اوس کے تھے؟

جواب:نو سردار قبیلہ خزرج کے 3 قبیلہ اوس کے تھے

سوالنمبر 305:نقیب مقرر کرنے کے بعد حضور نے کیا فرمایا ؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی اپنی قوم کا اسی طرح کفیل ہوں جس طرح عیسی بن مریم نے اپنے حواریوں کی کفالت کی

سوالنمبر306:عباس بن عبادہ نے بیعت کرنے کے بعد کیا کہا؟

جواب:عباس بن عبادہ بن نضلہ عرض کرنے لگے : یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ! اگر آپ چاہیں تو ہم صبح ہی اہل منیٰ پر اپنی تلواروں سے حملہ کر دیں گے ۔ آپ نے فرمایا : ہمیں اس کا علم نہیں دیا گیا

سوالنمبر307:اوس اور خزرج کے ایمان لانے پر قریش کا ردعمل کیا تھا؟

جواب:قریش نے کہا اے گروہ خزرج ! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم ہمارے صاحب کے پاس اس لیے آئے ہوتا کہ انہیں یہاں سے نکال لے جاؤ اور تم نے ہمارے خلاف جنگ کرنے پر اس سے بیعت بھی کر لی ہے قسم بخدا ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس سے لڑنا ہمیں تمہارے خلاف جنگ کرنے سے زیادہ ناپسند ہوتو اس وقت مشرق اٹھ کھڑے ہوئے

سوالنمبر308:ازاخر مقام پر قریش نے کس کس نقیب کو پایا؟

جواب:سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو

سوالنمبر309:جب سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا تو انہوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ؟

جواب:حضرت سعد کو انہوں نے پکڑ لیا انہوں نے کجاوے کی ڈوری سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیئے پھر وہ انہیں مارتے پیٹتے اور ان کے پیشانی کے بال کھینچتے (ان کے بال بہت زیادہ تھے) ہوئے ان کو مکہ لے آئے ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : میں قریش کے ہاتھوں اسیر تھا وہ گھسیٹ رہے تھے کہ اچانک قریش مکہ میں سے ایک آدمی میرے پاس آیا اس نے کہا : کیا قریش کے کسی شخص کے ساتھ تیرا عہد یا پناہ کا کوئی تعلق ہے ؟ میں نے کہا : کیوں نہیں ! بخدا ! میں جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ کے تاجروں کو پناہ دیتا رہا ہوں اور اپنے اہل شہر کے ہر قسم کے ظلم و تعدی سے انہیں بچایا کرتا تھا ۔ اس نے کہا : ان دونوں کا نام لے کر دہائی دو ۔ حضرت سعد فرماتے ہیں : میں نے اسی طرح کیا پس مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ کو پتا چلا تو آئے اور انہوں نے مجھے قریش کے ہاتھوں سے نجات دلائی ۔

سوالنمبر 310: وہ پہلی آیت جس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا وہ تحریر کریں؟

جواب:اللہ نے فرمایا

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُۙﰳ(39) الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُؕ-وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًاؕ-وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ(4

ترجمۂ کنز العرفان

جن سے لڑائی کی جاتی ہے انہیں اجازت دیدی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔وہ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا : ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور عبادت گاہوں اور گرجوں اور کلیساؤں اور مسجدوں کو گرادیا جاتاجن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے اور بیشک اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا،بے شک وہ قوی اور غالب ہیں

سوالنمبر311: ابن ہشام اور عبادہ بن صامت نے بیعت عقبہ ثانی کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب:ابن ہشام کہتے ہیں : اس بیعت میں جہاد کی شرط بھی شامل تھی اس وقت اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم کو جہاد کا اذن عطا فرمایا تھا یہ شرط بیعت عقبہ اولی میں شامل تھی کیونکہ اس وقت جہاد کا اذن نہیں ملا تھا اس لیے پہلی بیت عورتوں کی بیعت کے مشابہ تھی اور جب اللہ تعالی نے آپ کو جہاد کا حکم دیا تو بیعت عقبہ اخیرہ میں آپ نے ان سے ہر سرخ وکالے کے خلاف جنگ کرنے پر بیعت لی اس میں آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے اور اپنے رب تعالی کے لیے بھی بیعت کی اور وفا کرنے پر انصار کو جنت کا مژدہ سنایا ۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جنگ کی بیعت لی اور عہد لیا کہ ہم ہر حال میں سمع وطاعت کریں گے یہ کہ ہم اپنی تنگی اور کشادگی خوشی و مجبوری ہر صورت میں آپ کے مطیع وفرماں بردار رہیں گے اور ہم اس کے اہل لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہیں کریں گے ہم جہاں بھی ہوں گے حق کہیں گے اور اللہ تعالی کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے

سوالنمبر312 :عقبہ اولی اور ثانیہ میں فرق لکھیں؟

جواب:پہلا فرق: بیعت عقبہ اولی میں اہل مدینہ کے بارہ مردوں نے بیعت کی لیکن بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر سے زائد مردوں اور دوعورتوں نے بیعت کی ۔ پہلے سال جنہوں نے بیعت کی ان بارہ افراد کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی مدینہ کے تا کہ وہاں پر دعوت کا کام سرانجام دیں اور انہوں نے دعوت اسلام صرف اپنے آپ تک محدود نہ رکھی بلکہ اپنے اردگرد دوسرے عورتوں اور مردوں کو بھی اسلام کی دعوت دیتے رہے ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو تلاوت قرآن پاک سناتے دین کے احکام اور شریعت کا نظام سمجھاتے

دوسرا فرق: بیعت عقبہ اولی کی شرائط میں جہاد اور قتال کا ذکر نہیں لیکن بیعت عقبہ ثانیہ میں جہاد کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے یہ کہ رسول اللہ کا دفاع کرنے کے لیے جہاد کرنا ہوگا اور اس دین کی طرف دعوت دینے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لاتا ہوں گے

سوالنمبر 313: ہر دور میں مسلمان کے لیے کیا اہم فریضہ ہے؟

جواب: ان کے لئے اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ جہاں بھی رہے جیسے بھی رہے اسلام کی دعوت دیتا ہے

سوالنمبر314:دونوں بیعتوں میں فرق کی وجہ کیا تھی؟

جواب: اس فرق کا سبب یہ ہے کہ پہلی بیعت کرنے والے لوگ اس وعدہ کے ساتھ لوٹیں کہ وہ آئندہ برس دوبارہ اسی عقبہ کے پاس دیگر مسلمانوں کے ساتھ آئیں گے اور تجدید عہد کریں گے اور بیعت کریں گے

سوالنمبر315: عقبہ اولی میں جہاد کی شرط کیوں نہیں رکھی گئی ؟

جواب:اس وقت چونکہ ابھی جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے پہلی بیت میں جہاد کا ذکر نہ کیا گیا اور چونکہ مسلمانوں نے دوبارہ دوسرے سال آنا تھا' اس لیے پہلی بیعت میں ساری شرائط نہ رکھی گئیں

سوالنمبر316:بیعت موقت کسے کہتے ہیں؟

جواب:وہ بیعت جو معین وقت کی ہو اور بعد میں اس کی تجدید کرنی ہو وہ بیعت موقت کہلاتی ہے

سوالنمبر317:جہاد کے جواز کا حکم ہجرت سے پہلے ہوا یا بعد میں بیان کریں؟

جواب : جہاد کے جواز کا حکم ہجرت سے قبل مکہ میں بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت ہی نازل ہو گیا تھا کیونکہ بیعت عقبہ اولی کی دفعات میں یہ بات نہیں کہ اسی وقت ہی جہاد لازم ہو گیا ہے بلکہ آپ ﷺ نے اہل مدینہ سے جہاد کی بیعت مستقبل کے پیش نظر کی تھی کہ جب ہجرت ہو جائے گی اور آپ وہاں اقامت اختیار فرمائیں گے تو اس وقت جہاد اور دفاع لازم ہوگا ۔۔

سوالنمبر318: عباس بن عبادہ نے پہلی بات پر کیا کہا اور حضور کا کیا جواب تھا؟

جواب: جب عباس بن عبادہ نے بیعت کر لینے کے بعد عرض کیا : خدا کی قسم ! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ! اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اہل منیٰ کے ساتھ کل صبح ہی اپنی تلواروں سے جہاد شروع کر دیتے ہیں

تو آپ ﷺ نے فرمایا : ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ابھی تم اپنی اپنی قیام گاہوں میں لوٹ جاؤ ۔

سوالنمبر319:قریش کے حضور کو مکہ سے نکالنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا رد عمل کیا تھا؟

جواب: امام ترمذی اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : انہوں نے اپنے

نبی کو نکال دیا۔اب یہ لوگ ضرور ہلاک ہوں گے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُۙﰳ(39)

ترجمۂ کنز العرفان

جن سے لڑائی کی جاتی ہے انہیں اجازت دیدی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں اسی وقت جان گیا کہ اب قتال ہو گا ۔

سوالنمبر320:جہاد اور قتال کے موقع پر ہونے کی حکمتیں لکھیں؟

جواب: جہاد وقتال کے موخر ہونے کی متعد حکمتیں:

(1): یہ مناسب تھا کہ جہاد کی مشروعیت سے پہلے اسلام کا تعارف ہو اس کی طرف دعوت دی جائے اس کی حقانیت پر دلائل قائم کیے جائیں اس کے سمجھنے کے راستے میں حائل جملہ مشکلات کو حل کیا جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ راہ جہاد کے اولین مراحل ہیں اس لیے ان کی انجام دہی فرض کفایہ ہے اور اس کی ذمہ داری میں تمام مسلمان شریک ہیں

(2): ابھی رحمت خداوندی کا تقاضا یہی تھا کہ اسلام میں نو وارد مسلمانوں کو جہاد کے وجوب کا مکلف نہ ٹھہرایا جائے تا کہ ابھی وہ پہلے اپنے لیے ایک دارالاسلام بنائیں تا کہ وہ دار الاسلام ان کا مرکز اور پناہ گاہ ثابت ہو

سوالنمبر321: ارکان اسلام میں سب سے اہم رکن کونسا ہے ؟

جواب : ارکان اسلام میں سے اہم رکن جہاد ہے اور دشمن کی نظر میں سب سے زیادہ خطرناک رکن بھی یہی جہاد ہے کہ جس سے دشمن خوف زدہ رہتا ہے اور جس سے اس پر رعب طاری ہو جا تا ہے

سوالنمبر322:جہاد کا معنیٰ اور جہاد کی غرض لکھیں؟

جواب: جہاد کا معنی ہے : اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے اور اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لیے پوری جد و جہد اور کوشش صرف کرنا قتال اور جنگ کے ذریعے کوشش کرنا جہاد کی ایک قسم ہے ۔ جہاد کی غرض و غایت اور مقصد یہ ہے : اسلامی معاشرے کا قیام اور صحیح اسلامی مملکت کی تعمیں ۔

سوالنمبر323: جو اسلامی معاشرے میں رکاوٹ بنے اسے جہاد کا کیا حکم ہے ؟

جواب: ہر اس شخص کے ساتھ بھی جنگ کرنا جائز ہو گیا جو اسلامی معاشرے کے قیام کی راہ میں رکاوٹ پیدا کریں

سوالنمبر324:اہل کتاب کا اسلامی معاشرے میں رہنا کس صورت میں جائز ہے؟

جواب: اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کا اسلامی معاشرے کے تحت رہنا اور جزیہ دے کر اسلامی حکومت کے ماتحت رہنا کافی جانا گیا ، جس طرح مسلمان زکوۃ دیتے ہیں یہ اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کریں

سوالنمبر325:مسلمانوں پر جہاد کب واجب ہوا؟

جواب: اس آخری مرحلے میں جہاد کے حکم کو اسلام میں استقرار حاصل ہوا ہر زمانے کے مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ جب ان کے پاس طاقت ہو اور ضروری ساز و سامان ہو تو جہاد کر یں ۔ اس مرحلہ کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةًؕ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ(123)

ترجمۂ کنز العرفان

اے ایمان والو! ان کافروں سے جہاد کرو جو تمہارے قریب ہیں اور وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

سوالنمبر326: جہاد پر کوئی حدیث لکھیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے فرمایا : مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا تو اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے ۔

سوالنمبر327: جہاد کی حاجت کس بنا پر ہے؟

جواب: جہاد کی ضرورت اور حاجت اس بناء پر ہے کہ اسلامی معاشرے کو مکمل اسلامی اصول و نظام کی شکل میں قائم کیا جائے اب اس کے لیے دفاعی راستہ اختیار کرنا پڑے یا اقدام کرنا پڑے اس میں کوئی فرق نہیں ۔

سوالنمبر328:قتال صائل کسے کہتے ہیں؟

جواب: مشروع دفاعی جنگ یہ ایسے ہی ہے جیسے مسلمان اپنے مال یا اپنی عزت و آبرو یا اپنی جائیداد یا اپنی جان کا دفاع کرتا ہے یہ جنگ کی ایک صورت ہے جس کا جہاد کے اس الٹ کی معنی سے کوئی تعلق نہیں جو فقہ اسلامی میں موجود ہے ۔ اسے '' قتال صائل '' کا نام دیا جا تا ہے ۔

سوالنمبر329:جہاد کی فکر کو ختم کرنے میں دشمن کی سازش بیان کریں؟

جواب: جو تحریفات اور مغالطے اس میں پیدا کیے گئے ہیں انہیں ظاہر میں دو متضاد نظریات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے یہ دونوں نظریات جو بہ ظاہر متضاد ومتصادم ہیں لیکن حقیقت میں یہ دونوں نظریات آپس میں ملتے جلتے ہیں ۔ اس لیے کہ یہ دونوں نظریات ایک ہی راہ سے تشکیل پاتے ہیں ، جن کا مقصد ہے جہاد کی مشروعت کا انکار ۔

پہلا نظریہ : یہ نظریہ اعلان کرتا ہے کہ اسلام صرف تلوار کے ذریعے پھیلا اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جبر کا راستہ اختیار کیا ان کے ہاتھوں اسلامی فتوحات ظلم وزیادتی اور جبر و قہر کے نتیجے میں ہوئیں یہ فتوحات لوگوں کے از خود اسلام میں داخل ہونے اور اس پر قناعت کرنے کی وجہ سے نہیں ہوئی تھیں ۔

دوسرا نظریہ : یہ نظریہ پہلے نظریہ کے بالکل برعکس ہے ۔ اس نظریہ کی رو سے اسلام امن و سلامتی اور محبت کا دین ہے اس میں جہاد اس وقت جائز ہوتا ہے جب کھلی جارحیت کا جواب دینا ہو مسلمان صرف اسی صورت میں جنگ کرتے ہیں جب انہیں اس پر ابھارا جائے اور مجبور کیا جائے

سوالنمبر330:ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی کتاب کا نام لکھیں؟

جواب: ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی کتاب کا نام'' آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی '' ہے

سوالنمبر331:اہل مغرب جہاد کی وجہ سے کس چیز سے ڈرتے ہیں؟

جواب: اہل مغرب بالخصوص انگریز مسلمانوں کے اندر سے نظریہ جہاد کے ابھرنے سے ڈرتے ہیں تا کہ اس وجہ سے ان کا شیرازہ متحد نہ ہوجائے اور وہ اپنے دشمنوں کے سامنے کہیں کھڑے نہ ہو جائیں اسی وجہ سے وہ جہاد کے نظریہ کے منسوخ ہونے کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں ۔

سوالنمبر332:حضور ﷺ نے کس کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب: حضور ﷺ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا

سوالنمبر333:جو شخص سب سے پہلے مدینہ آئے ان کا نام تحریر کریں؟

جواب: جو شخص سب سے پہلے مدینہ آیا ان کا نام ابو سلمہ بن عبداللہ الاسد ہے

سوالنمبر 334:ابو سلمہ بن عبداللہ الاسد کے بعد کون شخص مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے؟

جواب: ابو سلمہ بن عبداللہ الاسد کے عامر بن ربیعہ اپنی بیوی بنت ابی حشمہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے

سوالنمبر 335:حضرت عمر کی ہجرت کرنے کا انداز بیان کریں؟

جواب: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ! بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اپنی کمان کو کندھے پر رکھا اپنے ہاتھ میں تیر پکڑ لیے اپنا نیزہ اپنی کمر پر باندھ لیا اور کعبہ کی طرف کے کعبہ کے صحن میں قریش کے سرداروں کی ایک جماعت بیٹھی تھی ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے اطمینان اور تمکنت سے بیت اللہ کا سات پھیروں سے طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھی پھر وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا : بگڑ جائیں چہرے اللہ ان دشمنوں کی ناک نیچی کرے جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس پر روئے یا اس کے بچے یتیم ہو جائیں یا اس کی بیوی بیوہ ہو جائے وہ مجھ سے اس وادی کے پارا کر ملے ۔ حضرت علی فرماتے ہیں : کچھ کمزور اور مظلوم لوگ آپ کی اتباع میں نکلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ بتایا پھر مدینہ کی طرف چل پڑے ان کے سوا کوئی بھی آپ کے پیچھے نہیں آیا

سوالنمبر 336: ہجرت کے آخر میں کون رہ گیا؟

جواب: مکہ میں چند لوگ باقی رہ گئے جن میں رسول اللہ ﷺ ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یا وہ مسلمان تھے جو مشرکین کی قید میں تھے یا جو مریض تھے اور یا وہ جو کمزوری کی وجہ سے سفر کرنے سے عاجز تھے ۔

سوالنمبر 337:مکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو جو تکلیف دی گئی یہ پہلا امتحان تھا دوسرا امتحان کون سا تھا ؟

جواب: مکہ میں صحابہ کرام جس امتحان میں مبتلا تھے وہ مشرکین کی طرف سے دی جانے والی تکالیف ایذائیں اور طرح طرح کی ذہنی اخلاقی اور جسمانی سزائیں تھیں جب آپ م نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دے دیا تو اب مسلمانوں کو دوسرے امتحان کا سامنا تھا کہ امتحان وطن اموال جائیداد اور رشتہ داری چھوڑنے کا امتحان تھا ۔

سوالنمبر 338:مہاجرین کو کس نے پناہ دی؟

جواب : مدینہ کے مسلمانوں نے مہاجرین کو پناہ دی

سوالنمبر 339:کیا دینی بھائی چارہ نسبی بھائی چارے سے زیادہ قوی ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دینی بھائی چارے کو نسبی بھائی چارے سے زیادہ قوی اور مضبوط بنایا ہے اسی لیے اسلام کے ابتدائی دور میں میراث کا استحقاق دینی بھائیوں اور مہاجروں کے لیے بھی بیان کیا گیا

سوالنمبر 340:رشتہ داروں کو کب تک میراث میں حصہ نہیں ملتا؟

جواب : جب تک مدینہ ایک مضبوط دارالاسلام اور مستحکم اسلامی ریاست نہیں بن گیا تھا اس وقت تک میراث میں رشتہ داروں کا حصہ نہیں بتلایا گیا تھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ-وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰى یُهَاجِرُوْاۚ-وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ(72)

ترجمۂ کنز العرفان

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور وہ جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہ سب ایک دوسرے کے وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا واجب ہے مگر یہ کہ ایسی قوم کے خلاف (مدد مانگیں) کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

سوالنمبر 341: ہجرت کے حکم سے جو شرعی احکام نکلتے ہیں وہ بیان کریں؟

جواب: ہجرت کے اس حکم سے دو شرعی احکام کا استنباط ہوتا ہے ۔ (۱) : دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کا وجوب: قرطبی نے ابن العربی سے روایت کیا ہے : یہ ہجرت جو نبی اکرم ل کے دور میں فرض ہوئی اس کی فرضیت قیامت تک باقی ہے ۔ جس ہجرت کا حکم فتح مکہ کے ساتھ منقطع ہو گیا وہ آپ نیلم کی خدمت میں حاضری کے قصد سے عبارت ہے اگر کوئی شخص دارالحرب میں ظہرار رہے گا تو وہ گناہ گار ہوگا

(۲) مسلمانوں پر ایک دوسرے کی مدد کرنا واجب ہے:

اگر چہ ان کے علاقے اور ممالک مختلف ہی ہوں اور جیسے بھی ممکن ہو یہ مدد کرنا ضروری ہے ۔ جملہ ائمہ کرام اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو مسلمان اپنے غریب مظلوم اور کمزور مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے پر قادر ہوں اگر چہ یہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں اور پھر بھی انہوں نے اگر مظلوم ومقہور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو یہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے ۔

سوالنمبر 342:جو ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فرض ہوئی اس کی فرضیت کی مدت کتنی تھی؟

جواب: :جو ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فرض ہوئی اس کی فرضیت کی مدتقیت تک جاری رہی

سوالنمبر 343: دار حرب کسے کہتے ہیں؟

جواب: دارالحرب وہ جگہ ہے جہاں مسلمانوں کو شعائر اسلامیہ کو قائم کرنے سے روکا جائے یعنی نماز روزہ جماعت اور اذان سے منع کیا جائے اور اسی طرح ظاہری احکام شریعت کی ادائیگی کی اجازت نہ دی جائے ۔

سوالنمبر 344: کب ہجرت کرنا واجب ہے مع دلیل لکھیں؟

جواب: وہ جگہ ہے جہاں مسلمانوں کو شعائر اسلامیہ کو قائم کرنے سے روکا جائے یعنی نماز روزہ جماعت اور اذان سے منع کیا جائے اور اسی طرح ظاہری احکام شریعت کی ادائیگی کی اجازت نہ دی جائے ۔اس وقت ہجرت کرنا واجب ہے اس حکم پر قرآن مجید کی جس آیت مبارکہ سے استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے :اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْؕ-قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِؕ-قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَاؕ-فَاُولٰٓىٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ-وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا(97)اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا(98)

ترجمۂ کنز العرفان

بیشک وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں ان سے (فرشتے) کہتے ہیں : تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے ۔ تو فرشتے کہتے ہیں : کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرجاتے؟ تو یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔ مگر وہ مجبور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ تو کوئی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ راستہ جانتے ہوں

سوالنمبر 345:کب مسلمان کی مدد کرنا واجب ہے اور مدد کس طرح کی جائے گی؟

جواب: ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں : جب مسلمان قیدی ہوں یا مظلوم تو شرعی ولایت کا تعلق ان کے ساتھ بھی قائم ہے اور بدن کے اعتبار سے ان کی مدد و نصرت واجب ہے ہم پر لازم ہے

کہ ہم انہیں طاقت کے ساتھ قید سے چھٹکارا دلائیں ورنہ اپنے جمیع اموال خرچ کر کے ان کو نجات دلائیں حتی کہ کسی کے پاس کوئی درہم بھی نہ بچے ۔

سوالنمبر346:کیا غیر مسلم کی مدد کر سکتے ہیں بدلیل لکھیں؟

جواب: مسلمانوں کا غیر مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کا تعلق بھائی چارہ اور سوالات قائم کرنا درست نہیں اللہ تعالی کے کلام سے اس بات کی صراحۃ تصدیق ہوتی ہے ارشاد باری تعالی ہے :وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ-اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِیْرٌ(73)

ترجمۂ کنز العرفان

اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسانہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا

سوالنمبر347:جب مسلمان مسلمان کی مدد کرنا چھوڑ دے تو کیا نقصان ہوتا ہے ؟

جواب: اگر مسلمان مسلمان کی مدد کرنا چھوڑ دیں تو وہ کمزور اور ضعیف ہو جائے گے اور ان پر ہر طرف سے حملے ہونے شروع ہو جائیں گے

سوالنمبر348:حضرت ابوبکر صدیق کے ہجرت کرنے کے انداز کی وضاحت کیجئے ؟

جواب: صحیح احادیث کے حوالے سے علماء سیرت اور محدثین نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مسلمان جوق در جوق مدینۃ المنورہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہجرت کی اجازت طلب کی یہ اس وقت آخری صحابی رہ گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذرا رک جاؤ ! مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کا اذن مل جائے گا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا آپ بھی ہجرت کا ارادہ رکھتے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ! پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم پر اپنے آپ کو روک لیا تاکہ سفر ہجرت میں آپ کی مصاحبت اختیار کریں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے دو سواریاں (اونٹنیاں) تیار کیں اور چار ماہ تک ان کی خوب پرورش کرتے رہے ۔

سوالنمبر349:دارندوہ کس کی حویلی تھی ؟

جواب: دار ندوہ یہ قصی بن کلاب کی حویلی تھی

سوالنمبر350:حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم کس نے آکر سنایا :؟

جواب: حضرت جبرائیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہجرت کا حکم سنایا اور آپ ﷺ کو اس رات اپنے بستر پر جا کر محواستراحت ہونے سے روک دیا

سوالنمبر351:ذات نطاق کس صحابیہ کا لقب ہے ؟

جواب: ذات نطاق یہ حضرت اسما رضی اللہ تعالی عنہا کا لقب ہے

سوالنمبر352:حضرت علی نے سب سے آخر میں ہجرت کیوں کی ؟

جواب: آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں مکہ میں ہی رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس کر دیں جو اہل مکہ نے آپ ﷺ کی امانت وصداقت سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں کیونکہ مکہ کے کسی شخص کو جب اپنی کوئی چیز ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا تو وہ اس چیز کو آپ ﷺ کے پاس بطور امانت رکھوادیا تھا ۔اس وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آخر میں ہجرت کی

سوالنمبر353:عامر بن فہیرہ کون تھا ؟

جواب: عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا

سوالنمبر354:حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹی حضرت اسما اور اپنے غلام کو ہجرت کے حوالے سے کیا اشارہ فرمایا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عامر بن فہیرہ جو آپ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا ان کو حکم دیا کہ تم دن بھر بکریاں چرانا اور رات کو غارثور کے دہانے پر لے آنا تاکہ ہم ان کے دودھ کو استعمال کریں اپنی بیٹی حضرت اسما ، کو حکم دیا تم ہر روز شام کو حسب ضرورت جو کچھ کھانا میسر ہو سکے لے کر غارثور میں آ جانا ۔

سوالنمبر355:ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق نے کتنی دولت اپنے ساتھ لیں ؟

جواب: ابن اسحاق اور امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں : جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سفر کو نکلے تو آپ نے اپنا سارا مال و دولت اپنے ساتھ لے لیا وہ پانچ ہزار درہم تھے یا چھ ہزار درہم تھے

سوالنمبر356:حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کا واقعہ لکھیں؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم ملا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ! ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ قبول فرمالیں آپ ﷺ نے فرمایا: مگر یہ میں قیمتا لوں گا ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں : پھر ہم نے ان کے لیے سامان سفر تیار کیا اور زاد راہ کو چمڑے کے ایک تھیلے میں باندھ دیا اسماء بنت ابی بکر نے اپنے کمر بند کو پھاڑ کر اس چمڑے کے تھیلے کا منہ باندھا (اور کمر بند کا ایک حصہ اپنی کمر پر باندھ لیا آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں مکہ میں ہی رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس کر دیں جو اہل مکہ نے آپ ﷺ کی امانت وصداقت سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر مکہ کے لوگوں کی باتیں اور تاثرات سنے اور رات کو آکر ہمیں مطلع کرنا ۔ حضرت عامر بن فہیرہ جو آپ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا ان کو حکم دیا کہ تم دن بھر بکریاں چرانا اور رات کو غارثور کے دہانے پر لے آنا تاکہ ہم ان کے دودھ کو استعمال کر میں اپنی بیٹی حضرت اسکا ، کو حکم دیا تم ہر روز شام کو حسب ضرورت جو کچھ کھانا میسر ہو سکے لے کر غارثور میں آ جانا ۔

سوالنمبر357:ہجرت کس مہینے میں ہوئی نیز یہ بتائیں کہ ابو بکر پہلے صدیق پہلے غار میں کیوں گئے ؟

جواب: یہ ہجرت راجح قول کے مطابق ماہ ربیع الاول کے دوسرے روز بمطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ ، (میلادی) کو ہوئی اور آپ ﷺ کی بعثت کو تیرہ سال گزر چکے تھے ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے پہلے غارثور میں داخل ہوئے تاکہ غار کو ٹولیں کہ اس میں کوئی موذی جانور یا سانپ تو نہیں جو آپ کو نقصان پہنچائے

سوالنمبر358:ہجرت کے علم پر قریش کا رد عمل لکھیں؟

جواب:مشرکین کو آپ منہ کی ہجرت کا علم ہوا تو وہ مکہ اور اس کے ارد گرد آپ کو مدینہ کے راستے پر تلاش کرنے لگے حتی کہ وہ تلاش کرتے کرتے غارثور تک بھی پہنچ گئے اہل مکہ نے اعلان کر دیا کہ جو آپ کو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے گا اس کو دونوں کے بدلے ایک ایک سواونٹ انعام ملے گا ۔

سوالنمبر359:عبداللہ بن ارقط کون تھا اور اس کا کام کیا تھا؟

جواب:عبداللہ بن ارقط مشرک تھا ۔ اس کو مدینہ کا راستہ دکھانے کے لیے کرایہ پر رکھا گیا تھا

سوالنمبر360:جب قریش والی حضرت حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کو ڈھونڈتے ہوئے غار ثور تک پہنچ گئے تو اس کے بعد کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب:حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے قدموں کی آہٹ سنی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خوف زدہ ہو گئے اور آپ کو سرگوشی کرتے ہوئے عرض کیا: اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے قدموں کے نیچے سے غار کو دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر ! کیا ان دونوں کے ساتھ تیر اللہ نہیں ہے ؟اللہ تعالی نے مشرکین کو اندھا کر دیا اور کسی ایک نے بھی غار کی طرف توجہ نہ کی اور کسی 'ایک کے بھی دل میں یہ بات نہ آئی کہ غار کے اندر جا کر دیکھیں جب مشرکین اپنے اس ارادے میں ناکام

ہوئے تو وہ واپس لوٹ گئے اس کے بعد عبداللہ بن ارقط ساحل سمندر کی طرف سے مدینہ کو جانے والے خفیہ راستے پر چل پڑا حضور اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے اونٹنیوں پر سوار ہو کر چل نکلے

سوالنمبر361:سراقہ جعشم کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب:ایک دن بنی مدلج کی مجلس میں سراقہ بن جعشم بھی بیٹھا تھا کہ اچانک اسی قبیلے کا ایک شخص وہاں آیا اور اس نے کہا : میں نے بھی ساحل کے قریب ایک چھوٹا سا قافلہ دیکھا ہے میرا خیال ہے اس میں محمد اور ان کے دو ساتھی تھے ۔ سراقہ جان گیا کہ قافلے کا سراغ مل گیا ہے اور یہ وہی قافلہ ہے لیکن اس نے لوگوں میں غلط فہمی ڈالنے کے لیے کہا : نہیں ! وہ تو فلاں بن فلاں تھے جن کو تم نے دیکھا ہو گا وہ تو ابھی ہمارے سامنے سے گزرے ہیں وہ تو اپنی گم شدہ اونٹنی تلاش کر رہے ہوں گے پھر سراقہ مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھا اور اٹھ کر چلا گیا وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی راستے پر چل نکلا ' جب سراقہ آپ کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا پھر دوبارہ سوار ہو کر وہ چل پڑا حتی کہ اب وہ اتنا قریب پہنچ گیا کہ آپ کی قراءت سننے لگا لیکن آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جب کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے اب کی بار سراقہ کے گھوڑے کے دونوں اگلے قدم گھٹنوں تک زمین میں پھنس گئے اور سراقہ گھوڑے سے گر گیا ۔ پھر اس نے گھوڑے کو برا بھلا کہا جب گھوڑے کے قدم زمین سے نکلے تو ساتھ ہی زمین سے بگولے کی طرح دھواں بھی نکلا جو آسمان کی طرف بلند ہو گیا اب سراقہ جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ ہیں اور سراقہ کے دل میں دہشت اور آپ یہ کا رعب پیدا ہو گیا ' پس سراقہ نے اہل قافلہ کو آواز دی اور امان طلب کی یہ سن کر آپ کہ ہم نے اپنے ساتھی سمیت وقوف فرمایا حتی کہ سراقہ آپ کے قریب ہوا منت سماجت کرنے لگا اور معافی کی درخواست کی اور مغفرت طلب کی پھر اس نے کچھ سامان سفر بھی حضور مشرکین کی خدمت میں پیش کیا لیکن آپ نے اور حضرت ابو بکر نے یہ فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں بس تم ہماری خبر کسی کو نہ دینا اس نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا پھر جب کوئی سرقہ سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ کوئی بھی بات کر کے ٹال دیتا

سوالنمبر362: جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچے تو وہاں آپ نے کس کے ہاں قیام کیا؟

جواب:آپ نے وہاں کلثوم بن عدی کے ہاں چند روز قیام فرمایا

سوالنمبر363:حضرت علی نے کب اور کہاں ہجرت کی؟

جواب:جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچے تو حضرت علی بھی امانت لوٹا کر وہیں آگئے

سوال نمبر 364:قرآن پاک میں کس مسجد کا ذکر آیا ہے اور یہ مسجد کس نے تعمیر کی؟

جواب:قرآن پاک میں مسجد قبا کا ذکر آیا ہے اور یہ مسجد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کروائی

اللہ نے فرمایا

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ؕ

ترجمۂ کنز العرفان

۔ (اے حبیب!) آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں ۔بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس کی حقدار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو

سوالنمبر365:قبا کے بعد حضور مدینہ کس تاریخ کو پہنچے؟

جواب:مسعودی کی روایت کے مطابق مدینہ المنورہ میں آپ مل ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پہنچے

سوالنمبر366:جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کیسے کیا نیز آپ کی اونٹنی کہاں پر بیٹھی؟

جواب:سب اہل مدینہ نے نہایت گرم جوشی سے آپکا استقبال کیا اور ہر کوئی آپ کی سواری کی لگام تھامنے لگا کہ سواری اس کے ہاں بیٹھے اور میزبانی کا شرف حاصل ہو آپ ﷺ نے فرمایا : اسے چھوڑ دو !یہ حکم کی پابند ہے یعنی جہاں بیٹھنے کا حکم اسے اللہ تعالی کی طرف سے ملا ہے وہیں بیٹھے گی وہ اونٹنی جس پر آپ سوار تھے وہ مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں چلتی رہی بالآخر وہ اونٹنی بنی نجار کے وہ اونٹنی بنی نجار کے دو یتیم بچوں کی کھلیانی سر زمین میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے جا بیٹھی تو حضور نے فرمایا یہی منزل ہے

سوالنمبر367:بنو نجار کی لڑکیوں کا حضور کے مدینہ جانے پر خوشی منانے کا انداز بیان کریں؟

جواب:بنو نجار کی بچیاں خوشی سے اپنے گھروں سے نکل آئیں اور حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر اور ان کی ہمسائگی اختیار فرمانے پر خوشی سے یہ اشعار پڑھنے لگیں

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ترجمہ:ہم خاندان بنو نجار کی بچیاں ہیں واہ کیا ہی اچھے ہمسائے ہیں محمد ۔

یہ سن کر آپ مین نے ان سے پوچھا : کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو ؟ سب نے یک زباں ہو کر کہا : ہاں ! آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالی جانتا ہے میرا دل بھی تم سے محبت کرتا ہے

حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر میں حضور کا رہن سہن کس طرح تھا؟

جواب:حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے ہاں حضور کے قیام کے بارے یوں فرماتے ہیں : جب حضور نے میرے غریب خانے میں قیام فرمایا تو آپ نے گھر کی نچلی منزل میں قیام کرنا پسند فرمایا میں اور ام ایوب رضی اللہ عنہا گھر کی بالائی منزل میں تھے میں نے عرض کیا:یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے یہ بات ناپسند ہے ۔ کہ آپ مجھ سے نیچے والی منزل میں ہوں اور میں آپ سے اوپر والی منزل میں رہوں لہذا آپ اوپر والی منزل پر تشریف لے جائیں اور میں نیچے والی منزل میں رہتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا: میرے لیے اور مجھ سے ملاقات کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم نچلی منزل میں رہیں۔ابو ایوب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ گھڑا ٹوٹ گیا تو میری بیوی نے لحاف اٹھایا اور ہم پانی صاف کرنے کے لیے چلے گئے اور ہمیں یہ خوف ہوا کہ حضور کو پانی سے اذیت ہوگی تو میں نے جا کر حضور سے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شفقت فرمائے تو آپ اوپر چلے گئے اور ہم نیچے رہنے لگے

سوالنمبر368:ابو ایوب کے گھر میں حضور کو کون سا کھانا دیا گیا اور اس پر حضور کا رد عمل لکھئے ؟

جواب:حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں حضور کو پیاز کھانے میں پیاز اور لہسن ڈال کر دیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھانا کھایا اور واپس بھیج دیا اور حضرت ابو ایوب نے جب دیکھا کہ اس کھانے پر حضور کے دست مبارک کے نشان نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی آپ نے اس کھانے سے کیوں نہیں کھایا ہم تو جہاں سے آپ کے دست مبارک کے نشان کو پاتے ہیں اس دن سے بطور تبرک کھانا کھاتے ہیں تو آپ نے آج کھانا کیوں نہیں کھایا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس گانے میں ایسی بے وفائی ہے جو فرشتوں کو ناپسند ہے اور مجھ سے سرگوشی کی جاتی ہے تو اس لیے میں نے کھانا نہیں کھایا تم کھا لو

سوالنمبر369:امت مسلمہ اخلاق اور دینی احکام کو مضبوطی سے تھام لے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جواب:اس سے ان کو وطن مال اور حفاظت اور عزت حاصل ہوگی جس سے ان کا دفاع مضبوط ہوگا اور بقا حاصل ہوگی

سوالنمبر370:اگر امت مسلمہ اخلاق اور دینی احکام کو چھوڑ دیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جواب: ان کی مادی اور ظاہری قوت کمزوری اور ضعف کا شکار ہوجائے گی ان کا عروج زوال میں بدل جائے گا

سوالنمبر371:اپنا سب کچھ دین کی راہ میں قربان کر دینا چاہیے اس پر دلیل بیان کریں؟

جواب:اس کی دلیل حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمانا ہے کہ حضور نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اپنا وطن اپنا مال اپنی جائیداد ہوگی اور

سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کی

سوالنمبر372: حضور ہجرت مدینہ کے بعد مکہ میں کس حیثیت سے تشریف لائے؟

جواب: تو پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ شریف میں تشریف لائے

سوالنمبر373: حضور نے ہجرت کرنے میں اپنے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کیوں خاص کیا؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ سے زیادہ محبت تھی اوراور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ساتھی تھے جنہوں نے اپنا مال جان اور قرباں مال جان سب کچھ قربان کردیا

سوالنمبر373: ہجرت مدینہ کے واقعہ میں حضرت ابوبکر کے عشق رسول بارے میں بیان کریں؟

جواب: جب حضور اور حضرت ابوبکر صدیق نے ہجرت کی تو گری پہلے حضرت ابوبکر صدیق داخل ہوئے یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی سانپ یا موذی جانور تو نہیں جو حضور کو نقصان پہنچا دے اور اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے غلام بیٹی اس چرواہے کو اس طویل اور خطرناک سفر میں ساتھ رکھا جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا حضور سے عشق اور محبت واضح ہوتا

سوالنمبر374: خلافت کا پہلا حقدار کون ہے بدلیل لکھیں؟

جواب: علماء اکرام اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت کے حق دار بھی حضرت ابوبکر ضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایسے واقعات ہیں جن سے یہ مزید مضبوط ہوتا ہے مثلا حضور م نے اپنے مرض وصال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی نماز پڑھانے کے لیے منتخب فرمایا اور کسی دوسرے صحابی کو اس کی اجازت نہ تھی
دلیل: اسی طرح ایک صحیح حدیث میں آپ ںلیم کا ایک قول وارد ہوا ہے: اگر میں اپنا خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو ہی اپنا خلیل بناتا۔ (مسلم ج ۷ ص ۱۰۵)

سوالنمبر375: حضرت ابوبکر صدیق کا حضور سے محبت کرنے کا انداز لکھیے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی نظر میں جو اپنے محبوب اور مکرم ہوئے یہ سب کچھ اسی وجہ سے تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے مثالی اور سچے ساتھی تھے جنہوں نے اپنا مال اپنی جان اور اپنا سب کچھ حضور اقدس ﷺ پر قربان کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی

سوالنمبر376: حضور نے جو خفیہ طور پر ہجرت کی جبکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے علانیہ ہجرت کی تو کیا حضرت عمر حضور سے زیادہ جرأت مند تھے؟

جواب: جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ کوئی بھی دوسرا مسلمان جو کام کرتا ہے تو یہ اس کا اپنا ذاتی و شخصی تصرف شمار ہوتا ہے اس طرح کے کیے ہوئے کسی کے بھی عمل میں شرعی حجت موجود نہیں ہوتی، اس کو اپنے ایمان، قوت اور جرات کے مطابق جو بھی وسائل و اسالیب درکار ہوں ان کے مطابق کام کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

سوالنمبر377: حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں کتنی دیر رہے؟

جواب: حضور ﷺ نے غار ثور میں تین (3) دن قیام فرمایا

سوالنمبر378: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ظاہری اور مادی اسباب استعمال کیوں کیے؟

جواب: آپ ﷺ نے جو یہ ظاہری و مادی اسباب کو استعمال فرمایا اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ گویا آپ ﷺ کو واقعی اپنی جان کا خطرہ تھا یا مشرکین کے قبضے میں آ جانے کا کوئی شک تھا۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ ظاہری اسباب کو استعمال کر کے غارثور میں پناہ گزین ہوئے اور مشرکین اس غار کے پاس پہنچ گئے اتنے قریب کہ جہاں وہ کھڑے تھے اگر وہیں سے نیچے جھک کر دیکھتے تو ان کی نظر غار کے اندر آپ ﷺ پڑ جاتی۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے جو ظاہری و مادی احتیاطی تدابیر اختیار فرمائیں یہ سب شرعی ضرورت تھی جب آپ ﷺ ان ظاہری اسباب کو اختیار فرمایا

سوالنمبر379: اللہ تعالی نے ہجرت کے لئے جو ظاہری اسباب پیدا فرمائے کیا یہ توکل علی اللہ منافی تھے؟

جواب: یہ بات جان لیں کہ ہر قسم کا اعتماد اور بھروسا صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کی ذات پر کیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالی نے اس دنیا میں جو ظاہری اسباب پیدا فرمائے ہیں ان اسباب کو اپنانا توکل علی اللہ کے منافی نہیں

سوالنمبر380: مشرکین حضور کے پاس امانتیں کیوں رکھتے تھے؟

جواب: ان کو اپنی امانتیں رکھنے کے لیے مکہ میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی صادق اور امین نہ ملا جس وجہ سے انہوں نے اپنی امانتیں اپنے اموال اور دیگر اشیاء بغیر کسی خوف و خطر کے آپ ﷺ کے پاس ہی رکھیں۔

سوالنمبر381: مشرکین حضور کو صادق و امین ماننے کے باوجود بھی ایمان کیوں نہیں لے کر آئے وجہ بیان کرے؟

جواب:۔ یہ بات اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ مشرکین مکہ کا ایمان نہ لانا اس وجہ سے نہیں تھا کہ انہیں آپ ﷺ کے صدق میں کوئی شک تھا بلکہ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے غرور و تکبر کی بناء پر حق کو تسلیم کرنے سے گریزاں تھے کیونکہ وہ اپنے آپ ﷺ کو اس حق سے بالاتر سمجھتے تھے جو پیغام حق آپ ﷺ لے کر آئے اور آپ ﷺ کو ماننے کی صورت میں انہیں اپنی حکمرانی اور سرداری کے ختم ہو جانے کا ڈر تھا

سوالنمبر382: کیا صرف اپنی ہی اصلاح ضروری ہے یا دوسروں کو بھی کرنی ہوگی؟

جواب: چاہے کوئی مرد ہو یا عورت دین کے راستے میں دین کی سربلندی اور اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی قوت واستطاعت کے مطابق اپنی اپنی خدمات پیش کرے کسی مسلمان کے لیے یہی کافی نہیں کہ وہ صرف اور صرف اپنی ذات تک ہی محدود رہے یا اپنی عبادات پر ہی اکتفاء کرتا رہے بلکہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی طاقت صلاحیت اور کوشش کو اسلام کے راستے میں وقف کرے

سوالنمبر383: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد اور دعوت میں غالب تعداد کن کی تھی؟

جواب: حضور ﷺ کے ساتھ دعوت اور جہاد کے مراحل میں جتنے لوگ بھی شریک رہے ان میں غالب تعداد نوجوانوں کی ہی تھی جن کی عمر میں جوانی کے پہلے مرحلے سے ابھی آگے نہیں بڑھی تھیں

سوالنمبر384: ہجرت کے واقعے میں جو معجزات رونما ہوئے وہ لکھیں؟

جواب: پہلا معجزا: رسول اللہ ﷺ کے قافلے کا پیچھا کرتے ہوئے سراقہ اور اس کے گھوڑے کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا (یہ ہے کہ سراقہ جب غلط ارادے سے آپ ﷺ کے قافلے کے قریب ہوا تو دو بار گھوڑا گرا اور آخر میں گھوڑے کے اگلے قدم گھٹنوں تک زمین میں پھنس گئے اور آسمان تک گرد وغبار کا دھواں بلند ہوا) یہ حضور ﷺ کا واضح معجزہ تھا
دوسرا معجزا: ہجرت کے اس واقعہ میں ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ جب مشرکین نے قتل کے ارادے سے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ اسی رات جب گھر سے نکلتے ہیں تو باہر محاصرہ کیے ہوئے تمام مشرکین پر نیند طاری ہوگئی اور کسی کو بھی کچھ محسوس نہ ہوا اور۔ اس سے بڑھ کر ان کے ساتھ یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے ان پر مٹی پھینکی جو ان سب کے سروں میں پڑی ہوئی تھی

سوالنمبر386: جب حضور ہجرت کرنے کے لیے گھر سے نکلے تو کون سی آیات پڑھیں؟

جواب: آپ ﷺ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے گئے:

جَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (9)

ترجمۂ کنز العرفان

اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے (بھی) ایک دیوار (بنادی) پھرانہیں اوپر سے (بھی) ڈھانک دیا تو انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

سوالنمبر387: کیا اللہ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہے اگر ہے تو یہ بتایئے کہ محمد رسول اللہ کو تکلیفیں کیوں پہنچیں؟

جواب: سب یہ بات سمجھیں کہ جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کو طرح طرح کی تکالیف اور ایذائیں دیتے رہے اور حضور ﷺ یہ سب کچھ دین کے راستے میں برداشت کرتے رہے تو اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ اللہ تعالی کی مدد و نصرت ان سے دور ہو گئی تھی یا اللہ تعالی نے ان سے اپنی توجہ ہٹائی تھی اس پر مشرکین کو اور دین کے دشمنوں کو خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کی مدد اور نصرت قریب ہی ہے ممکن ہے اس میں کوئی دیر حکمت کی وجہ سے ہو جائے لیکن یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالی کی مدد پہنچتی ہی نہیں اللہ تعالی کی مدد بہت قریب ہے اور اس مدد کے وسائل و ذرائع کا مشاہدہ ہر آن اور ہر لمحہ ہی ہورہا ہے

سوالنمبر388: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ہی حضور سے محبت ہے؟

جواب: اہل مدینہ ہر روز مدینۃ المنورہ سے باہر نکل کر چلچلاتی دھوپ کی تمازت کو برداشت کرتے ہوئے سارا سارا دن آپ کی آمد کا انتظار کرتے جب سورج غروب ہو جاتا تو سب واپس آجاتے اور اگلے روز دوبارہ اسی جگہ آکر انتظار کرتے ایک دن جب حضور اقدس ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے انہوں نے دیکھ لیا۔ ان کے سینوں میں جذبات جوش مارنے لگے اور ان کی زبانیں آپ سلم کی آمد کی خوشی میں آپ سلم کو دیکھتے ہی قصیدے گنگنانے لگیں، آپ ﷺ نے بھی ان سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا جو بنونجار کی بچیاں آپ ﷺ کے گرد جمع ہو کر قصیدہ پڑھنے لگیں تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ خدا کی قسم! میرا دل بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ اس سارے واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی محض اتباع آپ ﷺ کی محبت نہیں ہے بلکہ محبت ہی اطاعت و اتباع کی اساس اور عمل پر ابھارنے والی ہے اگر دل میں محبت ہی نہیں ہو گی تو پھر کوئی ایسا محرک ہی نہیں ہو گا جو اتباع پر ابھارے۔

سوالنمبر389: اور اگر کوئی اللہ تعالی پر ایمان لاتا ہے لیکن حضور سے محبت نہیں کرتا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ایمان باللہ کے لیے اپنی محبت کو معیار و مقیاس قرار دیا اور فرمایا کہ تمہیں اپنی جان اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر اگر مجھ سے محبت نہیں تو تم مؤمن ہی نہیں یعنی تمہارا اللہ تعالی پر ایمان لانے کا دعوی بھی اس صورت میں جھوٹا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے محبت باپ بیٹے کی محبت کی جنس سے ہے یعنی ان دونوں کا سرچشمہ دل اور جذبات ہیں ورنہ ان دونوں کے درمیان موازنہ و مقارنہ درست نہ ہوتا۔

سوالنمبر390: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جنس سے ہے؟

جواب: آپ ﷺ سے محبت باپ بیٹے کی محبت کی جنس سے ہے یعنی ان دونوں کا سرچشمہ دل اور جذبات ہیں ورنہ ان دونوں کے درمیان موازنہ و مقارنہ درست نہ ہوتا

سوالنمبر391: کیا حضور کو وسیلہ بنانا جائز ہے کوئی دلیل لکھیں؟

جواب: امام بخاری و مسلم نے کئی ایسی احادیث طیبات روایت کی ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے آثار اور آپ ﷺ سے متعلقہ اشیاء سے تبرک حاصل کرتے ہیں ان کے وسیلے اور توسل سے شفاءطلب کرتے ہیں یا ان کے توسل سے اللہ تعالی کی عنایت اور توفیق طلب کرتے ہیں اور مختلف شکلوں میں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

دلیل: مثلاً امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب اللباس '' میں ایک حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کے کچھ موئے مبارک (بال مبارک) ایک بوتل نما چیز میں محفوظ رکھے ہوئے تھے جب بھی کسی صحابی کو کوئی بیماری یا تکلیف ہوتی تو وہ ایک برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجے۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ موئے مبارک اس پانی میں ڈبوکر متبرک بنادیتیں، پھر صحابہ کرام وہ موئے مبارک سے متبرک پانی پیتے اور اس کے توسل اور وسیلے سے شفاء اور برکت حاصل کرتے

سوالنمبر392: کیا جو چیز حضور سے نسبت رکھتی ہوں اس سے تبرک حاصل کر سکتے ہیں دلیل سے بیان کریں؟

جواب: جو چیز حضور سے نسبت رکھتی ہوں اس سے تبرک حاصل کر سکتے ہیں

دلیل: امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب اللباس '' میں ایک حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کے کچھ موئے مبارک (بال مبارک) ایک بوتل نما چیز میں محفوظ رکھے ہوئے تھے جب بھی کسی صحابی کو کوئی بیماری یا تکلیف ہوتی تو وہ ایک برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجے۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ موئے مبارک اس پانی میں ڈبوکر متبرک بنادیتیں، پھر صحابہ کرام وہ موئے مبارک سے متبرک پانی پیتے اور اس کے توسل اور وسیلے سے شفاء اور برکت حاصل کرتے

سوالنمبر394: علمائے اصول کے نزدیک تنقیح المناط کسے کہتے ہیں؟

جواب: تمام جزئی صورتیں ایک قاعدہ کی رو سے عموم نص کے تحت آتی ہیں جسے علما و اصول تنقیح المناط کہتے ہیں

سوالنمبر395: وسیلہ اختیار کرنا محض قیاسی مسئلہ ہی ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالی کی بارگاہ میں آپ ﷺ دین کو جو عظمت وشان حاصل ہے اس کا وسیلہ اختیار کرنا یا آپ س کے آثار باقیات اور آپ ﷺ کے ملبوسات کو وسیلہ بنانا یہ سب جزئیات اور افراد میں جو ایک جامع نوع کے تحت داخل ہوتے ہیں اور جامع نوع مطلق وسیلہ پکڑنا ہے جو صحیح احادیث سے ثابت شدہ ہے۔

القسم الرابع

سوالنمبر396: پہلا دارالاسلام کونسا تھا اور اس کے بانی کا نام لکھیں ؟

جواب:پہلا دارالاسلام مدینہ منورہ تھا اور اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو انہوں نے ہی قائم کیا تھا

سوالنمبر397: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کو قائم کرنے کے لیے کونسی بنیادیں رکھیں؟

جواب:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے تین بنیادی رکھیں
(پہلی) مسجد کو بنانا
(دوسری) مسلمانوں میں عمومی طور پر اور مہاجرین اور انصار میں خصوصی طور پر بھائی چارے کو قائم کرنا
(تیسری)معاہدے کو تحریر کرنا ہے جس میں مسلمانوں کے رہن سہن کے طریقے کو متعین کیا گیا اور ان کے دوسری اقوام کے ساتھ عمومی طور پر تعلقات اور خصوصی طور پر یہودیوں کے ساتھ تعلقات کو بیان کیا

سوالنمبر398: حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کس جگہ مسجد قائم کی اور وہاں پر پہلے کون سے صحابی نماز پڑھا کرتے تھے ؟

جواب:جب حضور مدینہ تشریف لے گئے تو جن یتیم بچوں کی زمین پر اونٹنی بیٹھی تھی وہاں پر حضور نے مسجد قائم کی اور اسعد بن زرارہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہلے ہی وہاں نماز پڑھتے تھے

سوالنمبر399: یتیم بچے کس کی کفالت میں تھے اور حضور کا ان کے ساتھ کیا مکالمہ ہوا ؟

جواب:وہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے اور جب حضور نے مسجد بنانے کا حکم دیا تو ان دونوں کو بلا کر زمین خریدنے کے لیے قیمت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو یہ زمین ہبہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا اور دس دینار کے بدلے وہ زمین خرید لی

سوالنمبر400: جو زمین رسول اللہ صلی اللہ نے خریدی اس کی حالت کیا تھی نیز اس کی لمبائی اور چوڑائی بیان کریں ؟

جواب: اس جگہ پر کچھ غرقد اور کھجور کے درخت تھے اور چند مشرکین کی پرانی قبریں تھیں ' آپ ﷺ س نے قبروں کو اکھیڑنے اور درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا اور قبلے کی جانب ان کو درست کر دیا گیا مسجد کا طول سو (۱۰۰) ذراع تھا اور دونوں جانب عرض بھی اتنا یا اس سے کچھ کم تھا

سوالنمبر401: مسجد کے بنانے میں حضور کا کردار بیان کریں نیز اس کا قبلہ کس طرف تھا ؟

جواب: آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام کے ساتھ بذات خود بھی شریک ہوئے آپ ﷺ بذات خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور یوں مسجد کی تعمیر ہوئی مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا

سوالنمبر402: مسجد کے ستون زمین اور چھت کس چیز کی تھی نیز پکی چھت بنانے کا پوچھنے پر حضور نے کیا جواب دیا ؟

جواب: کھجور کے ستونوں پر کھجور کی پتیوں اور ٹہنیوں سے چھت بنائی گئی کسی نے عرض کیا : کیا ہم اس کو پختہ چھت نہ بنائیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : حضرت موسی علیہ السلام کے چھپر کی طرح کا ہی چھپر رہنے دو جو لکڑیوں اور گھاس پھوس سے بنایا گیا تھا اس کی شان زیادہ ہے ۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵) مسجد کے فرش پر ریت اور چھوٹے چھوٹے کنکر باقی رہے (اور اس کے اوپر نماز پڑھی جاتی)

سوالنمبر403: مسجد کو بنانے کے حوالے سے امام بخاری نے حضرت انس بن مالک کے حوالے سے کیا روایت کیا ہے پوری حدیث بیان کریں ؟

جواب: امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد کی تعمیر سے قبل) جہاں نماز کا وقت ہوتا وہیں نماز پڑھ لیتے بعض اوقات بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے پھر آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور بنونجار کو بلا بھیجا جب وہ جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا : اے بنونجا زمین کا ٹکڑا مجھے قیمتا دے دو تو ان سب نے عرض کی : نہیں ! خدا کی قسم ! ہم اس کی قیمت طلب نہیں کرتے مگر اللہ سے اس کا اجر طلب کرتے ہیں ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : وہاں پر مشرکین کی بڑی قدیم قبریں تھیں کچھ حصہ ناہموار تھا اور کچھ کھجوروں کے درخت تھے آپ ﷺ نے حکم دیا تو مشرکین کی قبریں اکھیڑ دی گئیں کھنڈرات کو برابر کر دیا گیا اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا گیا اور مسجد ۔ قبلہ کی طرف ترتیب سے لگا دیئے گئے اور دونوں جانب پتھر لگا دیئے صحابہ کرام رجز پڑھتے ہوئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور رسول اللہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے ۔

سوالنمبر404: پتھروں کو اٹھاتے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کون سے کلمات پڑھتے تھے نیز یہ بتائیں کہ کیا مسجد ہمیشہ ہی ویسے رہی اس میں کچھ تغیر و تبدل ہوتا رہا ؟

جواب : آپ کی زبان مبارک پر اس وقت یہ کلمات تھے :
اللھم لاخیر الاخیر الآخرۃ : فانصر الانصار والمھاجرۃ
(ترجمہ : اے اللہ ! حقیقی خیر تو آخرت کی ہے اے اللہ ! تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما ۔)
مسجد نبوی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک بغیر تغیر وتبدل کے جوں کی توں رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ تعمیر وتحسین کی لیکن اس کی بنیاد میں وہی رہیں جو آپ ﷺ نے قائم فرمائی تھیں اس کے ستون اور چھت ایسے ہی لکڑی اور کھجوروں کی ٹہنیوں کے رہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ بڑی تبدیلیاں فرمائیں اور مسجد کو وسیع وعریض کیا اس کی دیوار میں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کروائیں

سوالنمبر405: اسلامی معاشرے کو قائم کرنے کے لیے پہلی بنیاد کونسی ہے مع وجہ بیان کریں ؟

جواب: اس سلسلے میں آپ ﷺ نے جو پہلا قدم اٹھایا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی معاشرے کے قیام کی پہلی بنیاد مسجد ہے کیونکہ اسلامی معاشرے میں عقیدے عمل اور آداب کی جو مضبوطی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے اس کا منبع اور مرکز مسجد ہے اور یہ سب چیز میں مسجد کی روح اور اس کے نظام سے پھوٹتی ہیں ۔

سوالنمبر406: اگر تمام مسلمان گھر میں ہی بات کرلے تو اس کا کیا مقصد انسان ہوگا نیز یہ بتائیں کہ مسجد کے نہ ہونے سے تمام معاشرے پر کیا اثر پڑے گا ؟

جواب: اگر ہر مسلمان اپنے گھر میں ہی رہتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت کر لے اور نماز ادا کر لے اور اجتماعی طور پر عبادت کی کوئی صورت نہ ہو تو معاشرے میں عدل و مساوات کا تصور کبھی بھی خودغرضی خود پسندی اور انانیت پر غالب نہیں آ سکتا اگر اسلامی معاشرے کے مختلف اطراف میں ایسی مساجد قائم نہیں ۔ہوں گی جہاں جمع ہو کر مسلمان اللہ تعالی کے احکام اور اس کی شریعت کو سمجھ سکیں جس سے علم و معرفت کے ساتھ ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہیں تو اس طرح ان کی وحدت پارہ پارہ ہو کر بکھر جائے گی اور بہت جلد خواہشات اور شہوات ان میں تفرقہ ڈال دیں گی

سوالنمبر407: نابالغ بچوں سے خرید و فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں مع دلائل لکھیں ؟

جواب: اس حدیث طیبہ سے بعض فقہاء احناف نے نابالغ بچوں کے صحت تصرف پر استدلال کیا ہے ۔ (اعلام الساجد ص ۲۲۳) اور دلیل کے طور پر وہ حدیث طیبہ پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو یتیم نابالغ بچوں سے کھلیان والی زمین کا سودا کیا اور ان سے وہ زمین مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے خریدی اگر نابالغ بچوں کا تصرف صحیح نہ ہوتا تو آپ ان دونوں سے وہ زمین نہ خریدتے (یہ مذکور و بالا موقف چند فقہاء کا ہے) ۔ جب کہ جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ وہ نابالغ بچہ جو ابھی سن رشد کو نہیں پہنچا اس کا معاملات میں تصرف صحیح نہیں ہے ۔ اور یہ اپنے موقف پر استدلال قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے کرتے ہیں ارشاد باری تعالی ہے :

لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ-وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ-اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـٴُـوْلًا (34)

ترجمۂ کنز العرفان
اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اسی طریقے سے جو سب سے اچھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پکی عمر کو پہنچ جائے اور عہد پورا کرو بیشک عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سوالنمبر 408: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نابالغ بچوں سے زمین خریدی اس دلیل کا جواب فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں؟

جواب: جمہور فقہاء کے اس موقف کے مطابق کھلیان والی زمین کی خریداری والی حدیث کے دو جواب دیے جاتے ہیں :
پہلا : ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں یتیم بچوں کے چچا سے سودا کیا تھا جس چچا کی کفالت میں وہ دونوں یتیم بچے تھے اور آپ ﷺ نے ان میں بچوں سے جو کھلیان والی زمین خریدی یہ ان کے چچا کی وساطت سے خریدی تھی لہٰذا اب اس سے یہ اعتراض ختم ہو گیا اس لیے یہ روایت حنفیہ کی دلیل نہیں بن سکتی ۔ (فتح الباری بشرح البخاری ج ۸ ص ۱۷۵)
دوسرا : نبی اکرم ﷺ کو مسلمانوں کے جملہ امور میں ولایت حاصل ہے ۔ اس لیے آپ ﷺ نے جو ان دونوں یتیم بچوں سے زمین خریدی تو یہ اس ولایت عامہ کی وجہ سے تھی جو آپ کو جملہ مسلمانوں پر حاصل ہے لہذا یہ زمین آپ ﷺ نے ولی ہونے کی حیثیت سے خریدی نہ کہ ایک فرد کی حیثیت سے ۔

سوالنمبر 409: پرانی قبروں کو اکھیڑ کر وہاں پر مسجد بنانے کا حکم لکھیں؟

جواب: امام نووی نے اس حدیث طیبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے : اس حدیث طیبہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پرانی قبروں کو اکھیڑ کر زمین ہموار کر دینا جائز ہے اور یہ کہ اگر وہ مٹی ہٹا دی جائے جس میں میتوں کا خون اور پیپ شامل ہو گیا ہو تو اس زمین پر نماز ادا کرنا جائز ہے اسی طرح اگر وہ زمین پاک کر دی گئی ہو تو وہاں مسجد بھی بنانا جائز ہے ۔ اسی طرح یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جس زمین میں میتوں کو دفن کیا گیا ہو اور پھر اس پر کافی عرصہ بیت چکا ہو تو اس کی فروخت جائز ہے اور اس کی ملکیت اس کے مالک کے پاس باقی ہے اور اگر اس نے یہ زمین وقف نہ کی ہو تو اس کے بعد یہ ورثاء میں تقسیم بھی ہوگی ۔ (اعلام الساجد ص ۲۳۶)

سوالنمبر 410: پرانی قبروں کو اکھیڑ کر وہاں پر مسجد بنانے کے بارے میں مصنف کا موقف بیان کریں؟

جواب: میری رائے : میں اس بارے میں کہتا ہوں کہ جس زمین کو وقف نہیں کیا گیا تھا وہاں پر بنی ہوئی قبروں کو اکھیڑ کر جگہ درست کر کے مسجد بنانا تو جائز ہے لیکن اگر وہ زمین قبروں وغیرہ کے لیے وقف کی گئی تھی تو پھر اس وقف شدہ زمین کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں ۔

سوالنمبر 411: پختہ بنانا اور نقش و نگار کرنا کسے کہتے ہیں؟

جواب: نقش و نگار بنانا : یعنی اصل تعمیر کے علاوہ زائد طور پر مسجد کی دیواروں وغیرہ پر نقش و نگاری اور جس سے مسجد کی بنیاد میں دیوار میں ستون اور چھت مضبوط اور دیر پا ہوں ۔
نقش و نگار بنانا : یعنی اصل تعمیر کے علاوہ زائد طور پر مسجد کی دیواروں وغیرہ پر نقش و نگاری اور تزئین و آرائش کرنا ۔

سوالنمبر 412: مساجد کو پختہ بنانے کا حکم مع دلیل لکھیں؟

جواب: ۔ مساجد کو پختہ مضبوط اور عالی شان بنانا علماء کے نزدیک جائز اور مستحسن ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی کی پرانی عمارت شہید کر کے نئی اور پختہ عمارت تعمیر کی اگر چہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں مسجد کو پختہ نہیں بنایا لیکن آپ ﷺ کا ایسا نہ کرنا مفہوم مخالف پر دلالت نہیں کرتا یعنی مساجد کے پختہ بنانے کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا اس لیے کہ مساجد بنانے کا جو اصل مقصد اور حکمت ہے اس میں کسی طرح بھی خلل پیدا نہیں ہوتا مساجد کو پختہ مضبوط اور خوب صورت تعمیر کرنے میں شعائر اللہ کا احترام ان کی حفاظت اور دکھ بھال زیادہ ہوتی ہے ۔

سوالنمبر 413: اگر مساجد کو پختہ بنانا جائز ہے تو حضور نے مساجد کو پختہ بنانے سے کیوں منع کیا ؟

جواب: آپ ﷺ کا ایسا نہ کرنا مساجد کے پختہ بنانے کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا اس لیے کہ مساجد بنانے کا جو اصل مقصد اور حکمت ہے اس میں کسی طرح بھی خلل پیدا نہیں ہوتا مساجد کو پختہ مضبوط اور خوب صورت تعمیر کرنے میں شعائر اللہ کا احترام ان کی حفاظت اور دکھ بھال زیادہ ہوتی ہے ۔

سوالنمبر 414: مساجد میں نقش و نگار کرنے کا حکم لکھیں اور یہ بتائیں کہ مکروہ کی کتنی قسمیں ہیں ؟

جواب: نقش و نگار بنانے اور ملمع سازی کرنے کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے پھر مکروہ کی دو قسمیں ہیں : (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی ۔

سوالنمبر 415: مسجد کی تزئین و آرائش کرنے میں علماء کس چیز پر متفق ہیں؟

جواب: علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تعمیر مسجد کے لیے جو مال وقف کیا گیا ہے اس کو اصل ضرورت کے علاوہ تزئین و آرائش اور نقش نگاری کے لیے استعمال کرنا حرام ہے

سوالنمبر 416: اگر تعمیر کرنے والا مال وقف سے مسجد کی تزئین و آرائش کرے تو اس صورت میں اختلاف بیان کریں ؟

جواب: جب تعمیر کرنے والا خود اس مال وقف لگائے تو پھر یہ اختلاف وارد ہوتا ہے ۔ امام زرکشی نے امام بغوی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وقف کردہ مال سے نقش و نگار بنانا اس میں جائز نہیں اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اپنی جیب سے تاوان کی صورت میں اتنا مال مسجد کے وقف شدہ مال میں جمع کروائے گا اور اگر کسی نے اپنی گرہ سے نقش ونگار کا کام کروایا تو یہ اس نے مکروہ فعل کیا ہے کیونکہ اس وجہ سے نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ کر نقش و نگار کی طرف ہو جاتی ہے ۔

سوالنمبر 417: اگر کوئی شخص اپنی جیب سے مسجد کی تزئین و آرائش کروائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے اپنی گرہ سے نقش ونگار کا کام کروایا تو یہ اس نے مکروہ فعل کیا ہے کیونکہ اس وجہ سے نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ کر نقش و نگار کی طرف ہو جاتی ہے ۔

سوالنمبر 418: مسجد کو تعمیر کرنے کی حکمت اور تزئین و آرائش کے نقصانات بیان کریں ؟

جواب: مسجد تعمیر کرنے کی حکمت اور تقاضا یہ ہے کہ اس میں عبادت کی جائے آخرت کو یاد کیا جائے دنیوی خواہشات کو کم کیا جائے باہمی بھائی چارے اور اخوت کی فضا پیدا کی جائے تو اس لحاظ سے مساجد کو پختہ اور مضبوط تعمیر کرنے سے اس اصل حکمت اور مقصد میں فرق نہیں پڑتا لیکن مساجد میں نقش و نگار بنانے اور گل کاری کرنے سے اس حکمت اور مقصد میں اس صورت میں خلل پیدا ہوتا ہے کہ نمازیوں کے دل مظاہر دنیا اور تزئین و آرائش کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ان میں خشوع وخضوع اور احساس بندگی کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ مسجد میں داخل ہوتے وقت ایک مسلمان کو دنیوی خیالات اور تصورات کو ذہن سے خارج کر کے اپنے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا چاہیے اور دنیا کی بجائے آخرت کا خیال اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے

سوالنمبر 416: مسجد کو تعمیر کرنے کا حکم دیتے ہوئے حضرت عمر فاروق نے کیا فرمایا ؟

جواب: امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا تو فرمایا : مسجد کی عمارت لوگوں کو بارش سے بچانے والی ہو لیکن اس عمارت میں سرخ اور پیلا رنگ کرنے سے اجتناب کرنا اس سے لوگ فتنے میں مبتلا ہوں گے ۔

سوالنمبر 417: مسجد کی دیوار پر آیات قرآنیہ لکھنے کا حکم مع اختلاف لکھیں ؟

جواب: البتہ علماء میں اس بات پر اختلاف ہے کہ مسجد میں قبلہ کی جانب آیات قرآنیہ لکھنی چاہییں یا کہ نہیں ؟ امام زرکشی اپنی کتاب اعلام الساجد ‘‘ میں تحریر کرتے ہیں :
مالک فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا لیکن کسی نے بھی اس کی مخالفت اور انکار نہیں کیا تھا

سوالنمبر 418: ماضی کی مساجد اور آج کے دور کی مساجد میں فرق بیان کریں ؟

جواب: پیچھے جو گزر چکا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مساجد کی تعمیر و تزئین کرنے والے بہت سے لوگوں کا عمل درست نہیں ، وہ اس طرح کہ میلوگ مساجد کی تزئین و

آرائش کرنے نقش و نگار بنانے اور شان و شوکت کے مختلف مظاہر سے ان کو آراستہ کرنے میں بہت محنت اور کوشش کرتے ہیں حتی کہ ایسی تمرین و نقش مساجد میں داخل ہونے والا شخص اپنے اندر ذرا بھی عاجزی و انکساری اور عبودیت الہی کا احساس نہیں رکھتا بلکہ انہیں کچھ کرفن تعمیر اور عربی فن آرائش کی ترقی پر فخر کا احساس ہوتا ہے جس کا وہ مساجد زبان حال سے بیان کر رہی ہوتی ہیں

سوالنمبر 419: حضور نے بھائی چارے کا رشتہ کس طرح کا قائم کیا ؟

جواب: ان کے درمیان اخوت کا رشتہ حق اور ہمدردی کی بنیاد پر قائم فرمایا یہاں تک کہ انہیں موت کے بعد ایک دوسرے کا وارث بھی قرار دیا اس لیے ان میں دین کا رشتہ خون کے رشتے سے مضبوط قرار پایا ۔

سوالنمبر 419: حضور صلی علیہ وسلم نے کس کو کس کا بھائی بنایا ؟

جواب: حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل کو بھائی بھائی بنایا حضرت حمزہ بن عبدالطلب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ کو بھائی بھائی بنایا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خارجہ بن زہیر کو بھائی بھائی بنایا ' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنایا ' حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنایا اسی طرح دیگر صحابہ کرام کو بھی آپس میں بھائی کو بھائی بھائی بنایا ۔

سوالنمبر 421: اس بھائی چارے میں وراثت کا حکم کب تک باقی رہا؟

جواب: غزوہ بدر تک اس سے پہلے بھائی چارے کا رشتہ نسبی رشتے سے مقدم تھا

سوالنمبر 422: بھائی چارے میں وراثت کے حکم کو منسوخ کرنے کے لئے جو آیات نازل ہوئیں بیان کریں ؟

جواب: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠(75)

ترجمۂ کنز العرفان

اور رشتے دار اللہ کی کتاب میں (وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں ۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

سوالنمبر 423: عبداللہ بن عباس نے اس بھائی چارے کے بارے میں کیا روایت کیا ہے؟

جواب: امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مہاجرین مدینہ المنورہ آئے تو وہ سب مہاجرین ان انصار کے حق وراثت میں حصہ دار بنے جن کو رسول اللہ نے آپس میں بھائی بھائی بنایا تھا اور اس حق وراثت میں قریبی رشتہ دار شامل نہیں تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا (اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ)اور فرمایا (وَ الَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ) یعنی ان کی مدد ونصرت کرؤ ان سے مالی تعاون کرو اور ان کی خیر خواہی چاہو اور اس طرح میراث کا حکم مواخات کی بنیاد پر ختم ہو گیا ۔

سوالنمبر 424: بھائی چارہ قائم کرنے کی اہمیت لکھیں؟

جواب: کسی بھی ریاست کی تعمیر وترقی کی اساس وہاں بسنے والی قوم کی وحدت اور امداد باہمی پر قائم ہوتی ہے یہ وحدت اور امداد باہمی بھائی چارے اور محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور جب تک کسی قوم یا جماعت میں باہمی بھائی چارے اور محبت کے رشتے استوار نہیں ہوتے وہ کسی ایک نقطے پر جمع نہیں ہو سکتے تو جب کسی قوم یا امت میں حقیقی وحدت اور اتحاد پیدا نہیں ہو جاتا وہ ایک ریاست یا مملکت بنانے میں ناکام رہتے ہیں ۔

سوالنمبر 425: کسی قوم میں بھائی چارہ قائم کرنا ہو لیکن ان کے عقائد مختلف ہو تو تو اس کا نقصان کیا ہوگا ؟

جواب: تو وہ کبھی بھی ایک نقطے پر جمع نہیں ہوں گے اور اگر یہ صورت حال پوری قوم میں ہو تو کبھی بھی وہ قوم ایک ریاست یا مملکت قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوگی

سوالنمبر 426: رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ان لوگوں میں محبت اور الفت پیدا کرنے کے لیے عقیدہ اسلامیہ کو ہی کیوں بنیاد بنایا ؟

جواب: کیونکہ یہ عقیدہ اور تعلیمات آپ اللہ تعالی کی طرف سے لے کر مبعوث ہوئے تھے یہی عقیدہ لوگوں میں خالص اللہ تعالی کی بندگی کا احساس پختہ کرتا ہے اور تمام قسم کے فرق مٹا دیتا ہے

سوالنمبر 427: اگر معاشرے میں اخوت نہ ہوتو کیا خرابی لازم آئے گی؟

جواب: اسلامی معاشرے کو قوت دینے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں ان اصولوں کا کوئی مثبت اثر نہ ہوتا

سوالنمبر 429: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اس پر کوئی دلیل بیان کریں ؟

جواب: حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو جب آپ سلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ پر اپنے گھر بار اپنے مال اپنی بیویوں اور اپنی ہر چیز کو نصف نصف تقسیم کر کے پیش کیا لیکن حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کا شکر یہ ادا کیا اور ان سے بازار کی جانب راہنمائی چاہی تا کہ بازار میں جاکر کچھ کام کاج کر کے کچھ کما سکیں ۔ اسی طرح جملہ صحابہ کرام نے مواخات کے بعد اپنا سب کچھ اپنے مہا جر صحابہ کو آدھا آدھا تقسیم کرکے پیش کیا صحابہ کرام عام حالات میں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرتے لیکن ہجرت کے بعد جب مواخات قائم ہوئی تو صحابہ کرام نے بھائی چارے اور اخوت کی ایسی تصویر پیش کی کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی ۔

سوالنمبر 430: نسبی رشتوں کی بجائے بھائی چارے کی بنا پر وضاحت دینے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس شرعی حکم کے نفاذ میں حکمت تھی کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں اخوت اسلام حقیقی اور جنسی طور پر بیٹھ جائے اور سب یہ جان لیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت و محبت کا یہ جو باہمی رشتہ ہے میں کوئی زبانی کلامی بات نہیں بلکہ میرا ایک زندہ حقیقت ہے جس کے نتیجے میں اجتماعی عدل کے نظام کی بنیاد میں استوار ہوتی ہیں ۔اور اس لئے کہ دو مختلف ادیان والے قریبی رشتہ دار بھی باہم وارث نہیں ہو سکتے یعنی مسلمان کا فر کا یا کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا ۔ اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ۔

سوالنمبر 431 بھائی چارے کے بنا اور وراثت دی جاتی تھی لیکن بعد میں اس کا حکم منسوخ ہونے میں کیا حکمت تھی ؟

جواب: ہجرت کے ابتدائی دور میں انصار اور مہاجرین پر باہمی تعاون مدد اور محبت و الفت کی کچھ خاص ذمہ داری ڈالی گئی تھی کیونکہ اس وقت مہاجرین اپنا علاقہ جائیداد مال و دولت اور سب رشتہ دار مکہ میں چھوڑ کر مدینہ کے انصار کے پاس مہمان بن کر آئے تھے تو آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی اور اس کو قریبی رشتہ داروں پر مقدم رکھنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ بھرپور طریقے سے ان مہاجرین کے ساتھ تعاون ہو سکے ۔ بعد میں جب مدینہ المنورہ میں مہاجرین کے حالات درست ہو گے اور ان کو استقرار مل گیا اور وہاں اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مدینہ المنورہ کے جدید معاشرے میں اسلامی روح رچ بس گئی ، اس وقت مناسب تھا کہ اس سانچے کو ختم کر دیا جائے جس میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مخصوص تعلقات کا نظام قائم کیا گیا تھا اس لیے کہ اب عام اسلامی اخوت اور اس کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کے زیراثر اس نظام کے کمزور اور منتشر ہونے کا کوئی خدشہ نہیں تھا لہذا اب اس میں کوئی حرج نہ جانا گیا کہ مسلمانوں کے درمیان نسبی رشتہ اور تعلق کو دوبارہ مؤثر قرار دے دیا جائے اور اس کا اثر اب بھائی چارے کے رشتے سے زائد ہو

سوالنمبر 432: حضور نے بھائی چارہ کتنی مرتبہ اور کن لوگوں کے درمیان قائم کیا ہے؟

جواب: ابن عبد البر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : مواخات دو مرتبہ ہوئی تھی ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مدینہ المنورہ میں ۔

سوال نمبر 433: معاہدہ کے بارے میں ابن ہشام نے کیا کہا ہے؟

جواب: ابن ہشام نے روایت کیا ہے کہ آپ کو مدینہ منورہ میں آئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ مدینہ کے رہنے والے اکثر عربوں نے اسلام قبول کر لیا اور انصار کا کوئی ایسا گھر نہیں بچا تھا جہاں اسلام نہ پہنچا ہو ۔ آپ ﷺ نے اب مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک معاہدہ تحریر فرمایا اس میں یہودیوں کو بھی شامل فرمایا انہیں ان کے دین اور ان کے اموال کے تحفظ کا یقین دلایا اور ان پر کچھ شرائط عائد کیں اور انہیں کچھ حقوق بھی دیئے

سوال نمبر 334: معاہدے کی شقیں لکھیں؟

جواب: (۱) قریش اور یثرب کے مسلمان ان کی اتباع کرنے والے ان کے ساتھ الحاق کرنے والے اور ان کے ہمراہ جہاد کرنے والے دیگر لوگوں کے علاوہ یہ سب ایک امت ہیں ۔

(۲) جملہ مسلمان اجتماعی طور پر اپنے مختلف قبائل کے باوجود اپنے دستور کے مطابق آپس میں خون بہا ادا کر لیں گے اور اپنے معروف طریقے کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کریں گے اور مؤمنین کے درمیان عدل وانصاف قائم کریں گے ۔

(۳) مؤمنین کسی مؤمن کو مقروض دیکھ کر بے یارو مددگار ہی نہیں چھوڑ دیں گے بلکہ وہ اس کے خون بہایا فدیہ کی ادائیگی کے لیے اس کی مدد کریں گے ۔

(۲) مسلمانوں میں سے جس نے بھی بغاوت کی یا ظلم کیا یا جرم کیا یا مسلمانوں کے درمیان فساد یا عداوت پیدا کی تو تمام خدا ترس مسلمان اس کے خلاف متحد ہو جائیں گے اور تمام مل کر اس کا مقابلہ کر لیں گے خواہ وہ باغی ان میں سے کسی ایک کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو

(۵) کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے میں کسی مسلمان کو قتل نہیں کرے گا اوور نہ ہی مؤمن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا ۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ذمہ ایک ہی ہے مسلمانوں کا کوئی فرد بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے اس کی پابندی سب پر لازم ہو گی مسلمان دوسرے تمام لوگوں کے سوا آپس میں باہم معاون و مددگار اور ایک دوسرے کے دوست ہیں ۔

(۷) جن مسلمانوں نے اس صحیفہ میں تحریر شدہ دستور کا اقرار کر لیا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لے آیا اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی فتنہ باز کی مدد کرے اور نہ ہی اسے پناہ دے جس نے کسی فتنہ پرور کو پناہ دی یا اس کی مدد کی تو روز حشر اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہوگا اس سے کوئی عوضانہ یا کوئی بدل قبول نہیں کیا جائے گا

(۸) یہود جب تک مسلمانوں کے ساتھ مل کر معرکہ آراء ہوں گے وہ جنگ کے اخراجات بھی برداشت کریں گے ۔

(۹) قبیلہ بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک فریق اور ایک وحدت ہوں گے یہودی اپنے دین پر اور مسلمان اپنے دین پر رہیں گے مگر جس نے ظلم کیا اور گناہ کا مرتکب ہوا تو وہ اپنے ہی نفس اور اپنے ہی اہل خانہ کو ہلاکت میں ڈالے گا ۔ (۱۰)یہودیوں کے ذمہ اپنا خرچہ ہوگا اور مسلمانوں کے ذمہ اپنا خرچہ ہو گا اور جو کوئی بھی ان معاہدہ کرنے والوں میں سے کسی ایک فریق کے خلاف جنگ کرے گا تو اس کے مقابلے میں یہ معاہدہ قبول کرنے والے سب مل کر ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوں گے ۔

(۱۱) اس معاہدہ کو قبول کرنے والوں کے مابین اگر کوئی جھگڑا یا تنازعہ رونما ہو جس سے فتنہ فساد بھڑ کنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد کی طرف ہی یہ معاملہ پیش کیا جائے گا

(۱۲) جو شخص مدینہ سے باہر رہے گا وہ بھی امن میں رہے گا اور جو مدینہ کے اندر ہی رہے گا وہ یہ بھی امن میں رہے گا مگر ظالم اور غداری کرنے والا مجرم اس سے مستثنیٰ ہو گا ۔

(۱۳) بے شک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس معاہدے کی تصدیق فرمانے والا اور اس کو پورا کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کا مددگار ہے جو نیکی کرے اور تقویٰ اختیار کرے

سوال نمبر 435: دور حاضر میں اس معاہدے کا اطلاق کس لفظ پر اور کیوں ہوتا ہے؟

جواب: معاہدہ اور میثاق کا اطلاق عصر حاضر میں مستعمل اصطلاحی لفظ '' دستور '' پر ہوتا ہے ۔ اس میثاق اور معاہدے کی شکل میں اس وقت کے دستور کا ہی اعلان تھا کیونکہ اس میثاق اور معاہدے کی تمام شقیں کسی بھی لحاظ سے موجودہ دور کے جدید دستور سے کم نہ تھیں اس میثاق میں ریاست کے داخلی اور خارجی جملہ خطوط پر واضح احکامات موجود تھے اور اس میں وہ جملہ اصول و قوانین موجود تھے جن کی بنیاد پر ایک ریاست کے افراد ایک طرف آپس میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتے ہیں اور دوسری طرف ایک ریاست کے افراد دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتے ہیں

سوال نمبر 436: اسلامی ریاست پہلے ہی دن کی حیثیت سے پیش ہوئی؟

جواب: اسلامی معاشرہ پہلے ہی ان سے ایک مکمل دستور کی بنیاد پر قائم ہوا اور جب ایک اسلامی ریاست بھی قائم ہوگئی تو پہلے ہی دن سے اس ریاست کے نظام کو چلانے کا ایک مکمل دستور بھی موجود تھا جس کی ایک ریاست ضرورت مند ہوتی ہے ۔ اس دستور کے جملہ نکات اسلامی معاشرے کے شرعی احکام منطبق کرنے میں بھی بنیادی حیثیت اختیار کر گئے کیونکہ بنیادی طور پر اس میں وحدت امت مسلمہ کی فکر شامل تھی اور دیگر تنظیمی اور اوراتی نظم ونسق کے بارے بھی اس میں شقیں موجود تھیں ۔ کسی بھی جگہ پر اس وقت تک نہ کوئی اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کا قانون چل سکتا ہے جب تک کہ یہ دستوری تنظیم قائم نہ ہو

تمت بالخیر